

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زُهُوْقًا (بنی اسرائیل-۸۲)

اور کہہ حق آ گیا باطل بھاگ گیا۔ باطل تو بھاگنے والا ہی تھا

## کرگس کا جہاں اور ہے۔۔۔ شاہین کا جہاں اور

**پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے سلطانی صاحب کی علمی اور روحانی حالت؟؟؟**

جناب ناصر احمد سلطانی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے متعلق آپکا مضمون بعنوان ”اِشْتِهَار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء ایک عظیم الشان انعام، ایک پیشگوئیوں سے بھر پور نشان“ پڑھا ہے لیکن افسوس صد افسوس کہ آپ پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اسٹھ (۶۱) صفحات کا مضمون لکھ کر نہ صرف اپنے علم کا بلکہ اپنے دعویٰ مجددیت کا بھی بھانڈا اچھوڑ بیٹھے ہیں۔ میرا خیال ہے اگر آپ یہ کوشش نہ کرتے تب کچھ لوگ آپکے جھوٹے دعویٰ مجددیت سے دھوکہ کھا کر شاید گمراہ ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ عجیب قدرت ہے کہ جو لوگ نام و نمود کی خاطر جھوٹے دعاوی کر بیٹھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے لاشعوری طور پر ایسی غلطیاں کروا دیتا ہے جن سے اُنکے جھوٹے دعاوی کا بخوبی پول کھل جاتا ہے۔ مثال کے طور پر منیر احمد اعظم صاحب کہتے ہیں کہ وہ نہ صرف خلیفۃ اللہ، رسول اللہ، نبی اللہ، مجدد صدی پانزدہم، سورہ جمعہ کے مطابق مثیل مصطفیٰ بلکہ مصلح موعود ثانی بھی ہیں۔ شاید لوگ اعظم صاحب کے دعاوی سے دھوکہ کھا جاتے لیکن انہوں نے جناب خلیفہ ثانی صاحب کو سچا مصلح موعود (موعود کی غلام) قرار دے کر اور خود مصلح موعود ثانی ہونے کا دعویٰ کر کے اپنے سارے دعاوی پر لکیر پھیر دی ہے۔ اسی قسم کا واقعہ آپ سے بھی سرزد ہو چکا ہے۔ ہو سکتا ہے لوگ آپکے دعویٰ مجدد صدی پانزدہم سے بھی دھوکہ کھا جاتے لیکن آپ بھی مجدد بنتے بنتے ایسی غلطیاں کر بیٹھے ہیں کہ اب فہم و فراست رکھنے والوں پر آپکے دعویٰ مجددیت کی خوب قلعی کھل گئی ہے۔ مثلاً۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرزا صاحب کو نبی اور رسول قرار دے رہا ہے اور خود حضور بھی اپنے آپ کو حلقاً نبی اور رسول قرار دے رہے ہیں۔ آپ اپنے دعویٰ مجددیت کو غیر احمدیوں اور خاص کر لاہوری احمدیوں کیلئے پرکشش بنانے کیلئے حضرت مرزا صاحب کو نہ صرف نام کے نبی اور محدث قرار دے رہے ہیں بلکہ امت محمدیہ کے دیگر بزرگان اور مجددین کو حضرت مرزا صاحب کا ہم پلہ قرار دے رہے ہیں حالانکہ حضرت مرزا صاحب بار بار فرماتے ہیں۔ ”غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ اُن کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی۔“ (حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۰۶ تا ۲۰۷)

امت محمدیہ کے نا سمجھ مولویوں نے قرآن کریم کی تعلیم کے برخلاف ختم نبوت کا جو باطل اور فاسد عقیدہ اپنایا ہوا ہے آپ اسکی تائید کر کے حضرت مرزا صاحب کے منکر نظر آتے ہیں۔ اس حالت میں ایک مخلص احمدی کی نظر میں آپکا دعویٰ مجددیت کس طرح سچا ہو سکتا ہے؟ مزید برآں پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت کے متعلق آپ نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے، اس ضمن میں آپکی اپروچ (approach) نے آپکے دعویٰ مجددیت کی تکذیب کیلئے رہی سہی کسر بھی نکال دی۔ قارئین کرام کو یاد رہے کہ ہمارا اختلافی اور زیر بحث موضوع پیشگوئی مصلح موعود ہے نہ کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا اشتہار (جس میں حضور نے الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے علاوہ بھی کچھ باتوں کا ذکر فرمایا ہے) اور نہ ہی ہمارا زیر بحث موضوع حضور کی دونوں بیویوں کی اولاد (کہ کون سا بچہ کس بیوی سے اور کب پیدا ہوا وغیرہ وغیرہ) ہے۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں موعود کی غلام مسیح الزماں کے متعلق جو پیشگوئی ہے۔ یہ الہامی پیشگوئی ”میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔۔۔۔۔ سے شروع ہو کر۔۔۔۔۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَاَمَّا مَقْضِيًّا۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲) پر ختم ہو جاتی ہے۔ خاکسار ”پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ اور اسکی حقیقت“ پر آخر میں روشنی ڈالے گا لیکن پہلے مناسب ہے کہ سادہ لوح اور سادہ مزاج احمدیوں کی آگاہی اور سلطانی صاحب کے علم اور فریب کا پردہ چاک کرنے کیلئے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے متعلق اُنکے مضمون پر کچھ تبصرہ کیا جائے۔ قارئین کرام یاد رکھیں کہ مضمون میں نیل رنگ کی تحریر سلطانی صاحب کی ہے؟؟

**البيان۔۔۔۔۔ سلطانی صاحب لکھتے ہیں۔** ”اِشْتِهَار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہونے والی پیش گوئیوں میں سے کیا مرزا محمود احمد صاحب پیش گوئی مصلح موعود کا مصداق تھے؟“

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء ایک عظیم الشان انعام، ایک پیشگوئیوں سے بھرپور نشان - صفحہ ۱)

**الجواب**۔۔۔ واضح رہے کہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں حضورؐ نے تین اقسام کی پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا ہے جو کہ بعد ازاں مئی ۱۸۹۷ء میں رسالہ **سراج منیر** میں شائع ہوئی تھیں لیکن مذکورہ بالا اشتہار میں صرف ایک ہی الہامی پیشگوئی کا اندراج ہے جو کہ جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے جانی جاتی ہے۔ لہذا اس اشتہار کو پیشگوئیوں سے بھرپور کہنا کسی طرح بھی درست نہیں اور اس حقیقت سے آگاہ ہونے کیلئے سلطانی صاحب بھی اور دیگر قارئین کرام بھی اشتہار ہذا کو دوبارہ پڑھیں۔

**البيان**۔۔۔ ”حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے کشتی نوح جیسی عظیم الشان کتاب لکھی ہے۔ اُنکے بیٹے مرزا محمود احمد صاحب نے اس کشتی میں سواری کرنا مناسب خیال نہ کیا اور پرنوح ہونے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ اپنی جماعت میں کہلاتے تو اس زمانے کے مسیح و مہدی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے خلیفہ ہیں مگر میرے نزدیک سینٹ پال سے کم مرتبہ کے خلیفہ کہنا اُنکے شایان شان نہیں۔“ (ایضاً - صفحہ ۲)

**الجواب**۔۔۔ واضح رہے کہ پرنوح علیہ السلام اور آخری زمانے کے نوح حضرت مہدی مسیح موعود کے بیٹے کے درمیان ایک واضح فرق یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے محترم والد صاحب کے دعویٰ کا سخت انکار کیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”وہی تجری بہم فی موج کالجبال ونادی نوح ابنہ وکان فی معزل یا بنی اربکب معنا ولا تکن مع الکافرین ﴿۱﴾ قال ساویٰ اى جبل یصمى من الماء قال لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحمہ وحال بینہما الموج فکان من المعرفین ﴿۲﴾ وقیل یا أرض ابلعی ماء ک ویا سماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی وقیل بعد اللقوم الظالمین ﴿۳﴾ ونادی نوح ربہ فقال رب ان ابنی من اهلئ و انک الحق وانت احکم الحاکمین ﴿۴﴾ قال ینوح انه لیس من اهلک انه عمل غیر صالح فلا تسئل ما لیس لک به علم ط انی اعطک ان تکون من الجهلین“ (سورہ ہود - ۴۳ تا ۴۷) اور وہ انہیں پہاڑ جیسی لہروں میں لیے جا رہی تھی، اور نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ الگ ہو رہا تھا اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کیساتھ مت ہو۔ اُس نے کہا میں کسی پہاڑ پر پناہ لے لوں گا جو مجھے پانی سے بچالے گا۔ کہا آج کی سزا سے کوئی بچا بیوا نہیں، مگر وہی جس پر وہ رحم کرے، اور ایک لہر اُنکے درمیان حائل ہوگئی اور وہ ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا۔ اور کہا گیا اے زمین اپنا پانی جذب کر لے اور اے بادل تھم جا اور پانی خشک ہو گیا اور کام کا فیصلہ کر دیا گیا اور وہ (کشتی) جو دی پڑھ رہی، اور کہا گیا ظالم قوم کیلئے ہلاکت مقدر کر دو۔ اور نوحؑ نے اپنے رب کو پکارا اور کہا اے میرے رب! میرا بیٹا یقیناً میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ (بھی) سچا ہے اور تو سب فیصلہ کر بیوا لوں سے بہتر فیصلہ کر بیوا ہے۔ فرمایا اے نوح! وہ تیرے اہل میں سے ہرگز نہیں کیونکہ وہ یقیناً تیرے عمل کر بیوا ہے پس تو مجھ سے ایسی دُعا نہ کر جس کے بارے میں تجھے علم نہ دیا گیا ہو، اور میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں کی طرح کبھی کام نہ کیجیو۔

لہذا پرنوح کشتی نوح میں بیٹھنے سے انکار کر کے بالآخر پانی کی لہروں میں غرق ہو گیا۔ لیکن حضرت مہدی مسیح موعود کے بیٹے نے بظاہر اپنے محترم والد صاحب کے دعویٰ کو قبول کیا اور آپ کی کشتی میں بھی بیٹھے لیکن اپنے والد صاحب کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ کی قیادت پر قبضہ کر کے جب خلافت کی گدی پر بیٹھے تب نفس اُن پر غالب آ گیا اور اُنکے نظریات بدلنا شروع ہو گئے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی انسان پر فضل کرے اور اُسے اپنا نشان بنائے لیکن اگر فضل یافتہ انسان دنیا کے گندوں پر منہ مارنا شروع کر دے تو پھر ایسے انسان کی حالت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ اعراف (آیات ۱۷۶-۱۷۷) میں فرمایا ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد کیساتھ بھی یہی المیہ ہو اور اسکے نتیجہ میں وہ نہ صرف خود گمراہ ہوا بلکہ حضورؐ کی جماعت کی گمراہی کا بھی موجب بنا۔ یہ بات بھی درست ہے کہ جس طرح سینٹ پال نے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی سچی تعلیم میں تبدیلیاں کیں اسی طرح مرزا محمود احمد صاحب نے بھی اپنے محترم والد صاحب کی تعلیم کو اپنی خواہشات کے مطابق بگاڑا اور سب سے بڑا جرم جو اُن سے سرزد ہوا وہ موعود مصلح (موعود کی غلام) ہونے کا جھوٹا دعویٰ تھا۔ اس جھوٹے دعویٰ کے بعد وہ اپنی ساری زندگی بلکہ آپ کے بعد آپ کے جانشین بھی اس جھوٹے سچ بنانے کیلئے غلطیوں پر غلطیاں کرتے رہے۔ ایک بات کی خاکسار وضاحت کرنا چاہتا ہے بعض احمدیوں کا خیال ہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ حضرت مرزا صاحب کے بعد جناب مرزا محمود احمد صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی طرف نبوت کا دعویٰ منسوب کیا ہے۔ خاکسار یہاں پر اس غلط فہمی کی کلیتاً تردید کرتا ہے۔ واضح رہے کہ حضرت مرزا صاحب نبی اور رسول تھے اور آپ نے نہ صرف نبی اور رسول ہونے کا حلفاً دعویٰ کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کا جو کلام آپ پر نازل ہوا (مضمون نمبر ۷۔ حضرت مرزا صاحب کی نبوت اور رسالت - صفحہ ۲) وہ بھی آپ علیہ السلام کی نبوت اور رسالت پر شاہد بنا طق ہے۔ لہذا یہ الزام قطعی طور پر غلط ہے کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب نے اپنے محترم والد صاحب علیہ السلام کی طرف نبوت کا دعویٰ منسوب کیا ہے۔

**البيان**۔۔۔ ”کوئی مانے یا نہ مانے عملی صورتحال یہی ہے کہ خدا کا اور پیارا چہرہ بھی ان نام نہاد غلیفوں کے پیچھے اس وجہ سے چھپ گیا ہے کہ اپنی جماعت کی انہوں نے گذشتہ صدی میں اس طرح Brain washing کی ہے کہ وہ ان خلفاء کی ہر بات کو خدا کی بات سمجھنے لگی ہے۔ خواہ وہ واضح طور پر اسلام کے خلاف ہو۔ میں خود اس چکر کا شکار ہا ہوں اور میرے بہت سے قریبی عزیز و اقارب بڑی محبت و عقیدت سے اُنکے پیچھے چل رہے ہیں اور اُنکے خلاف بات سننا اور برداشت کرنا تو درکنار، بات کر بیوا لے کے خلاف غیظ و

غضب کے شعلے برسانے لگتے ہیں بارہا مجھے خود ان تلخ تجربات سے گزرنا پڑا ہے۔“ (ایضاً۔ صفحہ ۲)

**الجواب**۔۔۔ یہ درست ہے کہ جماعت احمدیہ کے سیٹ اپ میں خدا تعالیٰ کا صرف نام استعمال ہوتا ہے اور اُسکے نام پر خلیفے بنتے رہتے ہیں مگر عملاً خدا تعالیٰ کو نعوذ باللہ ایک بے بس خدا بنا کر اُسکی ساری طاقتیں خلفاء نے اپنے ہاتھ میں لے رکھی ہیں لیکن مقام افسوس ہے کہ سلطانی صاحب جامعہ احمدیہ سے دینی تعلیم حاصل کرنے کے باوجود طویل عرصہ تک نہ صرف اس غیر اسلامی ڈھانچے کا حصہ بنے رہے بلکہ اسکے غیر اسلامی رویوں کی تبلیغ بھی کرتے رہے۔

**البيان**۔۔۔ ”یہ عاجز مرزا محمود احمد صاحب کے بارے میں پہلے بھی تفصیلاً تحریر کر چکا ہے اور اُنکی حقیقی تصویر پیش کر کے ثابت کر دیا گیا ہے کہ وہ ایک عام صاحب سمجھ مسلمان بھی نہیں تھے کجا یہ کہ انہیں مصلح موعود جیسی عظیم ہستی قرار دے کر ایک عظیم موعود کی توہین کی جائے۔“ (ایضاً۔ صفحہ ۳)

**الجواب**۔۔۔۔ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب بلاشبہ بشیر احمد اڈل کے مثیل کے طور پر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں لڑکے سے متعلقہ الہامی پیشگوئی کے ذیلی حصہ کے مصداق تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بطور نشان وہ صلاحیتیں بھی بخشی تھیں اور اس پر اُنکی باؤن سالہ قیادت گواہ ہے۔ لیکن یہ الگ بات ہے کہ انہوں نے اپنی اعلیٰ صلاحیتوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ مثلاً اپنے مقام و مرتبہ (موعود لڑکا) سے تجاوز کرتے ہوئے مصلح موعود (موعود کی غلام) ہونے کا دعویٰ کر کے نہ صرف پیشگوئی مصلح موعود پر قبضہ کیا بلکہ ایک فرعونی نظام کیساتھ آئیو لے عظیم موعود کا راستہ بند کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ یہ مذہبی دنیا میں ایسا ہی جرم تھا جیسا کہ سینٹ پال نے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو نبی اور رسول کے مقام و مرتبہ سے بڑھا کر نعوذ باللہ خدا کا بیٹا بنا کر کیا تھا۔ اور پھر نتیجتاً اللہ تعالیٰ نے انہیں (مرزا بشیر الدین محمود احمد) نہ صرف اس جرم کی اپنی مقرر کردہ قطع و تین کی قہری سزا (الحاقہ ۲۵ تا ۲۸) دی بلکہ اُسے عبرت کا ایک نشان بھی بنا دیا۔ دیکھو جو مجھے تودیدہ عبرت نگاہ ہو! واضح رہے کہ جماعت احمدیہ میں جتنی بھی غیر اسلامی باتیں جاری ہیں یہ سب ایک جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو دوام دینے اور آئیو لے موعود کی راہ روکنے کی پیداوار ہیں۔ لیکن یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے موعود بندوں کو اپنے وقت پر بھیج دیا کرتا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اُنکا راستہ روک نہیں سکتی۔ وقت تھا وقت مسیحانہ کسی اور کا وقت میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

**البيان**۔۔۔ ”اس اشتہار (۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا اشتہار۔ ناقل) کو بے جا طور پر محدود کرتے ہوئے پیشگوئی مصلح موعود قرار دیا جاتا ہے جبکہ اس اشتہار کے کئی حصے ہیں اور اس میں بہت سی پیشگوئیاں ہیں۔ جن میں مصلح موعود کے بارے میں بھی پیشگوئی ہے۔“ (ایضاً۔ صفحہ ۴) ”یہ اشتہار پیشگوئیوں سے بھرپور ہے۔ اسے محض پیشگوئی مصلح موعود قرار دے کر محدود نہ کیا جائے۔“ (ایضاً۔ صفحہ ۶)

**الجواب**۔۔۔ جیسا کہ خاکسار پہلے بھی عرض کر چکا ہے کہ ۲۰ فروری کے اشتہار میں حضورؐ نے مختلف اقسام کی پیشگوئیاں کا ذکر ضرور فرمایا ہے۔ مثلاً اڈل وہ پیشگوئیاں جو خود حضورؐ سے متعلق تھیں۔ دوم وہ پیشگوئیاں جو بنی نوع انسان (مخالفین یا موافقین) سے متعلق تھیں۔ سوم وہ پیشگوئیاں جو مذاہب غیر کے پیشواؤں یا واعظوں یا ممبران سے تعلق رکھتی تھیں۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مذکورہ یہ ساری پیشگوئیاں رسالہ ”سراج منیر“ میں شائع ہونی تھیں۔ ازاں بعد تاخیر ہوتے ہوئے بالآخر یہ رسالہ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع ہوا اور یہ کل سینتیس (۳۷) پیشگوئیوں پر مشتمل تھا۔ لیکن مذکورہ اشتہار میں صرف ایک الہامی پیشگوئی کا اندراج ہے جو کہ جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے مشہور ہے۔ سلطانی صاحب کا یہ فرمانا کہ ”اس اشتہار کے کئی حصے ہیں اور اس میں بہت سی پیشگوئیاں ہیں۔“ قطعی طور پر ایک جھوٹ ہے اور قارئین کرام اشتہار لہذا کا بذات خود مطالعہ کر کے نہ صرف اپنی تسلی کر سکتے ہیں بلکہ سلطانی صاحب کی لاعلمی اور فریب کاری کا بھی مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

**البيان**۔۔۔ ”میری اس رائے کی تائید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریر بھی کرتی ہے کہ اس اشتہار میں کئی پیشگوئیاں ہیں جن میں سے ایک پیشگوئی مصلح موعود کی بھی ہے۔ حضرت مسیح موعودؐ نے فرمایا۔ ”چونکہ اس عاجز کے اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء پر جس میں ایک پیشگوئی دربارہ تولد ایک فرزند صالح ہے جو بہ صفات مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا۔“ (اشتہار واجب الاظہار مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۹۸)۔ گویا کئی پیشگوئیاں اس اشتہار میں ہیں جن میں سے ایک دربارہ تولد ایک فرزند صالح ہے۔“ (ایضاً۔ صفحہ ۴)

**الجواب**۔۔۔ سلطانی صاحب نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے متعلق ایک توہین غلط بیانی کی ہے کہ اس اشتہار میں کئی پیشگوئیاں ہیں۔ علاوہ اسکے اپنے جھوٹ کی تائید میں حضورؐ کے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار (اشتہار واجب الاظہار) کا حوالہ بھی دیا ہے۔ واضح رہے کہ حضورؐ کے حوالہ سے یہ ثابت نہیں ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں کئی پیشگوئیاں ہیں کیونکہ عملاً اشتہار لہذا میں صرف ایک الہامی پیشگوئی کا اندراج ہے جس میں حضورؐ کو دو وجودوں (ایک وجیہ اور پاک لڑکا اور ایک زکی غلام) کی بشارت دی گئی تھی۔ علاوہ اسکے حضورؐ نے اس اشتہار میں مجملاً اُن فضلوں اور برکات اور دیگر خبروں کا ذکر فرمایا ہے جن کا انکشاف آپؐ پر ہوا تھا۔ مثلاً اپنی نسل کی کثرت اور اُسکے قیامت تک سرسبز رہنے کے ذکر کیساتھ ساتھ اپنے مخالفین کی تباہی اور بربادی کا ذکر فرمایا ہے۔ اسی طرح اپنے دوستوں اور دلی محبوبوں کی ترقیات اور اُنکے مال اور انفاس میں برکات کیساتھ ساتھ اُنکا مخالفین

پر تاقیامت غالب رہے گا ذکر بھی اس اشتہار میں موجود ہے وغیرہ۔ اس اشتہار میں ان سب بشارتوں کا اجمالی رنگ میں ذکر فرمایا گیا ہے لیکن معین طور پر صرف دو وجودوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ دراصل ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی زکی غلام کے متعلق ہے اور لڑکے کی پیشگوئی اس میں بطور فرع شامل ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ مصلح موعود کے الفاظ الہامی نہیں ہیں بلکہ حضور کا موعود کی غلام کو دیا ہوا ایک لقب ہے۔ لہذا ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کا صحیح نام پیشگوئی مصلح موعود کی بجائے پیشگوئی موعود کی غلام مسیح الزماں ہے۔ ہاں جیسا کہ خاکسار پہلے بھی بیان کر چکا ہے کہ حضور نے مختلف اقسام کی پیشگوئیوں کا ذکر اس اشتہار میں ضرور کیا ہے لیکن انکا مفصل اندراج اس اشتہار میں نہیں ہے بلکہ اشتہار ہذا میں جملاً مذکورہ پیشگوئیاں کا مفصل اندراج بعد ازاں اپنے مجوزہ رسالہ ”سراج منیر“ میں کیا ہے جو کہ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع ہوا تھا۔ اسی لیے آپ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے آغاز میں اپنے مجوزہ رسالے کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ”یہ رسالہ اس احقر مؤلف براہین احمدیہ نے اس غرض سے تالیف کرنا چاہا ہے کہ تا منکرین حقیقت اسلام و مکذبین رسالت حضرت خیر الانام علیہ وآلہ الف السلام کی آنکھوں کے آگے ایک ایسا چمکتا ہوا چراغ رکھا جائے جس کی ہر ایک سمت سے گوہر آبدار کی طرح روشنی نکل رہی ہے اور بڑی بڑی پیشگوئیوں پر جو ہنوز وقوع میں نہیں آئیں مشتمل ہے۔ چنانچہ خود خداوند کریم جلشائے وعزاسمہ نے جس کو پوشیدہ بھیدوں کی خبر ہے۔ اس ناکارہ کو بعض اسرار مخفیہ و اخبار غیبیہ پر مطلع کر کے با عظیم سے سبکدوش فرمایا۔ حقیقت میں اسی کا فضل ہے اور اسی کا کام جس نے چار طرفہ کشاکش مخالفوں و موافقوں سے اس ناچیز کو مخلصی بخشی۔“

قصہ کوتاہ کردور نہ در دسر بسیار بود

اب یہ رسالہ قریب الاحتمام ہے اور انشاء اللہ القدر صرف چند ہفتوں کا کام ہے۔“ (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۹۷)

بعد ازاں اس رسالہ کی اشاعت کے سلسلہ میں چند ہفتوں کی یہ دیری گیارہ سالوں پر محیط ہو گئی اور آپ نے سب مذکورہ پیشگوئیوں کا اس میں اندراج فرمایا۔

قارئین کرام۔ سلطانی صاحب نے اپنے مضمون میں آگے پیشگوئی موعود کی غلام کے الہامی الفاظ درج کر کے اپنے رنگ میں انکی تشریح کی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہوں نے جولائی ۲۰۱۰ء میں مجھ سے میری کتب طلب کیں تھیں۔ خاکسار نے انکی فرمائش پر اپنی ساری کتب انہیں ارسال کیں تھیں۔ میری کتب پڑھنے کے بعد پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق کچھ بیان کرنے کیلئے انکے پاس کچھ نہیں رہ گیا تھا لیکن چونکہ وہ اس وقت اپنے زعم میں مجدد بننے کی تیاری میں مصروف تھے اور چاہتے تھے کہ وہ بھی پیشگوئی مصلح موعود کے بارے میں اپنے رنگ میں کچھ بیان کر کے اپنے دعویٰ کیلئے کچھ راہ پیدا کر سکیں۔ لہذا اپنے مقصد میں کامیابی کیلئے پہلے تو انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی نبوت اور رسالت پر حملہ کر دیا اور لاہوریوں کی نظر میں مقبول ہونے کیلئے آپ کو امت محمدیہ کے دیگر بزرگان اور مجددین کی طرح کا ایک عام بزرگ بنانے میں جت گئے اور دوسرے پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں جو انہوں نے گل کھلائے ہیں خاکسار آگے اس پر روشنی ڈالے گا۔ انہوں نے الہامی پیشگوئی کے سلسلہ میں ایک طرف تو بعض الہامی بشارتوں کی غلط تشریح کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے اور دوسری طرف اس عظیم الشان الہامی پیشگوئی میں بشارت دیئے گئے عظیم موعود کو غیر اہم بنانے کی بھی بھرپور کوشش کی ہے۔ اس ضمن میں انکی بوکلاہٹ کا یہ حال ہے کہ انہوں نے جو پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ کی تشریح کی ہے۔ اس تشریح کا نہ کوئی سر ہے اور نہ پیر۔ اللہ تعالیٰ نے موعود کی غلام کے متعلق اپنے الہامی کلام میں جن عنایات کا ذکر فرمایا ہے بھلا اس کا لہم اور امتی نبی کے روحانی مقام و مرتبہ کیساتھ موازنہ کرنے کا کوئی تگ ہے؟ اور جس بات کا کوئی جواز ہی نہیں ہے اور اس حقیقت کو ایک عام سی سمجھ رکھنے والا احمدی بھی بخوبی جانتا ہے۔ اسے نہ صرف وہ سمجھ نہ سکے بلکہ موعود کی غلام کی شان اور عظمت کا اسکے عظیم آقا کی شان اور عظمت کیساتھ موازنہ کرنے بیٹھ گئے اور جس انسان کو اتنا بھی فہم نہیں ہے کہ غلام کا اسکے آقا کیساتھ موازنہ نہیں کیا کرتے ہیں۔ ایسے مولوی کی فہم و فراست کے کیا کہنے۔

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔۔۔!

**پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ اور سلطانی صاحب کی عجیب و غریب تشریح۔** اب سوال ہے کہ جناب سلطانی صاحب کو ایسا کام کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

واضح رہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے بعد جو خرابیاں آپکی قائم کردہ جماعت میں پیدا ہوئی تھیں۔ ان خرابیوں کو دور کرنے اور آئندہ ہونے والے اسیروں کی رستگاری کیلئے ہوشیار پور میں چلے کے دوران حضرت مرزا صاحب کو جس زکی غلام کی بشارت دی گئی تھی۔ وہ موعود کی غلام تو جماعت احمدیہ میں پیدا شدہ خرابیاں دور کرنے اور اسیروں کی رستگاری کیلئے اپنا مفوضہ کام سرانجام دینے میں دن رات مصروف ہے۔ اب آں جناب کیلئے پریشانی یہ تھی کہ وہ کدھر جائے؟ وہ بھی غلطی سے جماعت چھوڑ بیٹھے ہیں (خاکسار اسکی تفصیل اپنے اگلے مضمون **سلطانی صاحب کے دعویٰ مجددیت کی حقیقت** میں بیان کرے گا۔ ناقل) اور انہوں نے بھی تو کوئی کام کرنا ہے؟ امر واقع یہ ہے کہ سلطانی صاحب کو خوب معلوم ہے کہ انکے مجدد بننے کی راہ میں یہ عظیم موعود (خاکسار) روکاٹ بن رہا ہے لہذا انہوں نے اپنا شیطانی مدعا حاصل کرنے کیلئے اور احمدیوں کو گمراہ کرنے کیلئے ایک تو انہوں نے الہامات کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور دوسرے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی عظیم الشان الہامی پیشگوئی کو احمدیوں کی نظر میں غیر اہم بنانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اس ضمن میں وہ کیا کیا پڑتیل رہے ہیں؟؟؟ خاکسار اس دجل سے پردہ اٹھانے کیلئے ذیل میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے الفاظ اور ان الفاظ کی سلطانی صاحب کی

عجیب و غریب تشریح اور اس پر اپنا تبصرہ پیش کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

”میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے پاپا یہ قبولیت جگہ دی۔“

قبلہ سلطانی صاحب احمدیوں کو بیوقوف بنانے اور اس عظیم الشان الہامی پیشگوئی اور اسکے مصداق کو انکی نظر میں غیر اہم بنانے کیلئے اسکی کیسی کیسی عجیب و غریب تشریحات فرما رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

**البیان**۔۔۔ (۱) کیا اللہ نے یہ نشان حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں پورا نہیں کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں قبول نہیں ہوتی رہیں؟۔ (ناقل)

**الجواب**۔۔۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی متواتر تضرعات کے جواب میں آپؐ کو ایک ایسے وجود کے عطا کرنے کی بشارت بخشی تھی جو کہ آئندہ زمانے میں دین اسلام اور آنحضرت ﷺ کی عظمت کا موجب بننے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ملہم کی دعاؤں کے جواب میں اُسے یہ نشان دینے کا وعدہ فرمایا جیسا کہ ملہم نے اس نشان کے متعلق فرمایا ہے:۔

”اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلشانا نے ہمارے نبی کریم رُوف و رحیم محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کیلئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ زندہ کرنے سے صد ہا درجہ اعلیٰ والولی و اکمل و افضل و اتم ہے کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الہی میں دعا کر کے ایک رُوح واپس منگوا یا جاوے۔۔۔۔۔ مگر اس جگہ بفضلہ تعالیٰ واحسانہ و بہرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی باہرکت رُوح بھیجی کہ وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام دنیا پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتی کے برابر معلوم ہوتا ہے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مردوں کے زندہ کرنے سے صد ہا درجہ بہتر ہے۔ مردہ کی بھی رُوح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک رُوح ہی منگوائی گئی ہے مگر اُن رُوحوں اور اس رُوح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔ جو لوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مُرتد ہیں وہ آنحضرت ﷺ کے معجزات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے بلکہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا۔“ (اشتہار واجب الاظہار۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۱۲-۱۱۵)

ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ مہدی و مسیح موعودؑ کی اکثر دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا تھا لیکن آپؐ کی ایک مخصوص دعا جس کی قبولیت کے نتیجے میں آپؐ کو ایک ”رحمت کے نشان“ کی بشارت دی گئی تھی۔ آپؐ کی اس مقبول دعا کا آپؐ کی دیگر مقبول دعاؤں سے موازنہ کرنے کا جواز کیا ہے اور اس میں کونسی عقلمندی ہے؟ جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ ”جو لوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مُرتد ہیں وہ آنحضرت ﷺ کے معجزات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے بلکہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا۔“ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں سلطانی صاحب کا بھی یہی حال ہے اور جس طرح مخالف مولوی حضرت مرزا صاحب کو جھٹلانے کیلئے پریشانی میں آپؐ کا آنحضرت ﷺ سے مقابلہ شروع کر دیتے ہیں اسی طرح اُنہوں نے بھی بدخواسی میں مصلح موعود سے متعلقہ الہامی الفاظ کا ملہم (جس پر یہ پیشگوئی الہام ہوئی تھی) کے روحانی مقام و مرتبہ سے موازنہ شروع کر دیا ہے۔

”اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پورا اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔“

**البیان**۔۔۔ (۲) کیا اللہ نے یہ نشان حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں پورا نہیں کیا اور ہوشیار (پورا؟) اور لدھیانہ کا سفر مبارک نہیں ہو گیا تھا؟ (ناقل)

**الجواب**۔۔۔ بالکل اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو ایک عظیم مصلح موعودؑ کی بشارت دے کر آپؐ کا یہ ہوشیار پورا اور لدھیانہ کا سفر مبارک بنا دیا تھا اور اس سفر کے مبارک بنائے جانے میں کونسی تنازعہ بات ہے جس کی وجہ سے سلطانی صاحب کو اس سفر کے سلسلہ میں اس قسم کا اظہار خیال کرنا پڑا؟

”سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔“

**البیان**۔۔۔ (۳) کیا اللہ نے یہ نشان حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں پورے نہیں کیے؟ کیا خدا کی قدرتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیلئے ظاہر نہیں ہوتی رہیں؟ کیا خدا کی

رحمتیں بارش کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ساری عمر نازل نہیں ہوتی رہیں؟ کیا اللہ کی قربت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ساری عمر بڑھتے نہیں چلے گئے۔ (ناقل)

**الجواب**۔ سلطانی صاحب جو فرما رہے ہیں اس پر کسی احمدی کو بھی اعتراض نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس عاجز کو ہے لیکن یہ ”قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان“ بھی آپؐ کی دعاؤں کا ہی نتیجہ تھا۔ اس نشان کا حضورؐ کے دیگر فضائل اور آپؐ کی دعاؤں کی قبولیت سے موازنہ کا کیا جواز ہے؟ کیا سلطانی صاحب بھی وہی کام نہیں کر رہے کہ جب بھی کوئی احمدی حضرت بائے جماعت علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر کرتا ہے تو آگے سے غیر احمدی مسلمان حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا آنحضرت ﷺ سے موازنہ شروع کر دیتے ہیں؟؟؟

”فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔“

**البیان**۔۔۔ (۴) کیا اللہ نے یہ نشان حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں پورا نہیں کیا؟ اور اللہ کے فضل اور احسان بارش کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل نہیں ہوتے

(ہے۔ ناقل)

**الجواب**۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے حضور پر بیٹھا فضل اور احسان فرمائے تھے اور انکا ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں وعدہ دیئے گئے ”فضل اور احسان کے نشان“ سے مقابلہ کرنا ہی کسی کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

”اور فتح اور ظفر کی کلید تھے ملتی ہے۔“

**البیان**۔۔۔ (۵) کیا اللہ نے یہ نشان حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں پورے نہیں کیے؟ اور فتوحات اور کامیابیوں کی چابیاں اس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں میں نہیں تھادی گئی تھیں کہ ہمیشہ فتوحات اور کامیابیوں نے آپ کے قدم چومے۔ (ناقل)

**الجواب**۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی زندگی میں آپ کو بیٹھا فتوحات بخشی تھیں۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں وعدہ دی گئی ”موعود فتح اور ظفر کی کلید“ انہیں اتنی ناگوار گزر رہی ہے کہ وہ چاہتے ہیں (جیسا کہ انہوں نے اپنے اس مضمون میں بھی اپنی اس خواہش کا بار بار ذکر بھی کیا ہے) کہ احمدی حضرات اس موعود فتح اور ظفر کی کلید سے منہ موڑ کر جناب سلطانی صاحب کی طرف توجہ دیں؟؟؟

”اے مظفر! تجھ پر سلام۔“

**البیان**۔۔۔ (۶) کیا اللہ نے یہ نشان حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں پورا نہیں کیا؟ اور سلامتی کے اس شہزادے کو نہ صرف خدائے ذوالجلال نے بلکہ دنیا نے بھی مظفر و منصور قرار نہیں دیا۔ (ناقل)

**الجواب**۔۔۔ سلطانی صاحب کو شاید اس مظفر پر سلامتی کا کوئی شک ہو کیونکہ وہ آپ کو امتی نبی سے محدث بناتے اور ثابت کرتے پھر رہے ہیں۔ لیکن ہمیں اس سلامتی پر کوئی شبہ نہیں۔

”خدائے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجے سے نجات پائیں۔“

**البیان**۔۔۔ (۷) کیا اللہ نے یہ نشان حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں پورا نہیں کیا؟ اور زندگی کے لاکھوں طالبوں کو موت کے پنجے سے نجات نہیں عطا فرمائی۔ (ناقل)

**الجواب**۔۔۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی زندگی میں لاکھوں مردوں کو زندہ کیا تھا لیکن اس کا مصلح موعود کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ”خدائے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجے سے نجات پائیں“ پر کیا اثر پڑ سکتا ہے؟؟؟

”اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔“

**البیان**۔۔۔ (۸) کیا اللہ نے یہ نشان حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں پورا نہیں کیا؟ اور قبروں میں دبے دینے باہر نہیں آگئے تھے۔ نیز وہ جو مردوں کی طرح دفن حالت میں تھے زندگی پا کر روحانی فضاؤں میں اڑنے کے قابل نہیں ہو گئے تھے؟ (ناقل)

**الجواب**۔۔۔ بلاشبہ حضورؑ کی زندگی میں لاکھوں مردے جو قبروں میں دبے پڑے تھے باہر آئے تھے لیکن اس حقیقت کا مصلح موعود کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ”اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں“ سے تقابل کیسا؟ ہر ماورائے وقت میں لوگوں کو روحانی زندگی دے کر انہیں قبروں سے ہی باہر نکالا کرتا ہے۔

”اور تادین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔“

**البیان**۔۔۔ (۹) کیا اللہ نے یہ نشان حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں پورا نہیں کیا؟ اور دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس شان سے ظاہر نہیں ہوا کہ نبی پاک ﷺ کے زمانہ کے بعد اسکی مثال نہیں ملتی؟۔ (ناقل)

**الجواب**۔۔۔ سلطانی صاحب اگر موعود مصلح کے ذریعہ بھی دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے تو اس میں آپ کو کونسی گھبراہٹ ہے؟ ہر سچے اور مخلص احمدی کی تو یہ تمنا ہے اور ایک آپ ہیں جو موعود مصلح موعود کی اس نشانی سے بدحواس ہو رہے ہیں۔

”اور تاحق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آجائے“

**البیان**۔۔۔ (۱۰) کیا اللہ نے یہ نشان حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں پورا نہیں کیا؟ اور حق اپنی برکتوں کیساتھ آ نہیں گیا تھا؟۔ (ناقل)

**الجواب**۔۔۔ حق حضرت مرزا صاحب کے وقت میں بھی آیا تھا اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے موعود کی غلام کے زمانے میں بھی یہ حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آئے گا۔

”اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔“

**البیان**۔۔۔ (۱۱) کیا اللہ نے یہ نشان حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں پورا نہیں کیا؟ اور باطل پوری طرح شکست کھا کر اپنی نحوستوں کیساتھ بھاگ نہیں گیا تھا؟۔ (ناقل)

**الجواب**۔۔۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے زمانے میں بھی باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگا تھا اور آپکے موعودزکی غلام کے دور میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگے گا۔

”اور تالوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔“

**البیان**۔۔۔ (۱۲) کیا اللہ نے یہ نشان حضرت مسیح موعود کی زندگی میں پورا نہیں کیا؟ اور نشانات کو دیکھ کر چار لاکھ مومنوں کی جماعت سمجھ نہیں گئی تھی کہ خدا قادر ہے وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ ناقل)

**الجواب**۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے وقت میں بھی اپنی قدرتوں کا مظاہرہ کیا تھا اور اسی طرح آپکے موعودزکی غلام کے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ انشاء اللہ تعالیٰ اپنی قدرتوں کا مظاہرہ کرے گا۔

”اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔“

**البیان**۔۔۔ (۱۳) کیا اللہ نے یہ نشان حضرت مسیح موعود کی زندگی میں پورا نہیں کیا؟ نیز یہ کہ چار لاکھ مومنوں کی جماعت یقین نہیں لائی تھی کہ خدا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ ناقل)

**الجواب**۔۔۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ مہدی و مسیح موعود اور امتی نبی کیساتھ تھا اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ آپکے موعودزکی غلام کیساتھ بھی ہوگا اور اپنی قدرتوں کا مظاہرہ کرے گا۔

”اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔“

**البیان**۔۔۔ (۱۴) کیا اس ذریعہ سے ایسے لوگوں کو ایک کھلی نشانی نہیں مل گئی تھی اور مجرموں کی راہ ظاہر نہیں ہو گئی تھی؟ کیا اللہ نے یہ نشان حضرت مسیح موعود کی زندگی میں پورا نہیں کیا؟ ناقل)

**الجواب**۔۔۔ بالکل حضور کی زندگی میں یہ نشانایا پوری ہوئیں تھیں اسی طرح الہامی پیشگوئی میں مذکورہ یہ ساری باتیں موعودزکی غلام کیساتھ بھی پوری ہو رہی ہیں اور Virtue is God کا الہامی نظریہ اس کا کھلا ثبوت ہے۔ لیکن جو روحانی اندھے تھے انہیں یہ سب نہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے زمانے میں نظر آیا اور نہ ہی انہیں آج یہ سب کچھ نظر آرہا ہے۔

”سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔“

**البیان**۔۔۔ (۱۵) کیا اللہ نے یہ نشان مرزا محمود احمد صاحب کی صورت میں حضرت مسیح موعود کی زندگی میں پورا نہیں کیا؟ تمام بچے بچپن میں زکی غلام یعنی پاک اور معصوم بچے ہی ہوتے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ اپنے آپ کو نیکی یا بدی کے رنگوں میں ڈھالتے ہیں۔ مرزا محمود احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک لڑکے کی صورت میں بظاہر پاک ہی نظر آتے تھے۔ تو ”تجھے ملے گا“ کی صورت میں پیشگوئی پوری ہوئی۔ بد قسمتی سے مرزا محمود احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تربیت سے فائدہ نہ اٹھایا اور پاکیزگی کا وعدہ مرزا محمود احمد صاحب کیلئے پورا نہ ہوا۔ لَئِيسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعَىٰ اور اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔ ناقل)

**الجواب**۔۔۔۔۔ سلطانی صاحب نے اس وجیہ اور پاک لڑکے کی پیشگوئی کو مرزا محمود احمد پر لگا یا ہے۔ ان کی یہ بات درست ہے لیکن انہوں نے اپنے اس دعویٰ کے حق میں کوئی دلیل پیش نہیں کی ہے۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیے کہ جب انسان کوئی دعویٰ کرے تو اسکی دلیل بھی پیش کرے تاکہ لوگوں کی صحیح راہنمائی ہو سکے۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو یہ موعود و وجیہ اور پاک لڑکا اولاً مرزا بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں نہیں بلکہ بشیر احمد اول کے رنگ میں دیا تھا۔ جیسا کہ حضور اپنے اشتہار خوشخبری میں لکھتے ہیں:-

”اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۸/۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔ آج ۱۶/۱۲ یقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۷/اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔“ (اشتہار خوشخبری۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۴۱)

قارئین کرام کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ وجیہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ پیشگوئی حضور نے اولاً جناب بشیر احمد اول پر چسپاں کی تھی لیکن رضائے الہی کے تحت یہ بچہ پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کے دن فوت ہو گیا۔ بشیر احمد اول کی وفات پر مخالفوں نے طرح طرح کی بیجا باتیں کیں اور بہت کچھ مخالفت میں شور مچایا۔ مخالفوں کے اس رویے سے آپ نغم



”وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔“

**البيان**۔۔۔۔۔ (۱۷) کیا اللہ نے یہ نشان مرزا شریف احمد صاحب کی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں پورا نہیں کیا؟ گو وہ بھی ظاہری زندگی تو پاگئے اور مگر روحانی زندگی سے محروم ہی رہے۔ (ناقل)

**الجواب**۔۔۔ واضح رہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بطور نشان صرف دو (۲) وجودوں کی بشارت دی گئی ہے اور ملہم خود حضرت مولوی نور الدین کے نام اپنے خط میں اس حقیقت کی تصدیق فرما چکے ہیں۔ اسکے باوجود سلطانی صاحب اپنی جہالت کی وجہ سے پیشگوئی مصلح موعود کو غیر اہم بنانے اور احمدیوں کو اپنے دعویٰ مجددیت کی طرف متوجہ کرنے کیلئے حضور کے چاروں لڑکوں (مرزا بشیر الدین محمود احمد، مرزا بشیر احمد، مرزا شریف احمد اور مرزا مبارک احمد) کو اس الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں گھسیں رہے ہیں۔

”خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔“

**البيان**۔۔۔ (۱۸) کیا اللہ نے یہ نشان مبارک احمد کی صورت میں حضرت مسیح موعود کی زندگی میں پورا نہیں کیا؟

**الجواب**۔۔۔ پیشگوئی کی درج بالا الہامی عبارت کے سلسلہ میں حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اولین رفیق حضرت مولوی نور الدین کو جو خط لکھا تھا اس میں آپ نے وضاحت فرمائی ہے کہ اس مذکورہ الہامی عبارت کا مصداق بشیر احمد اول تھا۔ حضور کا یہ حوالہ خاکسار پیچھے لکھ چکا ہے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اب احمدی حضرات سلطانی صاحب کے دلائل سے عاری ہوئی بیانات کو تسلیم کریں یا کہ حضرت بانئے جماعت کی بات پر ایمان لائیں۔ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

**البيان**۔۔۔ ☆ چار لڑکوں کی شکل میں پیدائش سے یہ پیشگوئی ایک اور رنگ میں بھی پوری ہوگئی۔ (ناقل)

**الجواب**۔۔۔ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ مذکورہ الہامی پیشگوئی میں بطور نشان دو (۲) وجودوں کا ذکر ہے۔ ان میں سے ایک وجیہ اور پاک لڑکا ہے اور دوسرا زکی غلام ہے۔ لڑکے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اسی پیشگوئی میں یہ فرما کر کہ ”وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا“ فیصلہ دے دیا کہ وہ لڑکا حضور کا صلی لڑکا ہوگا لیکن زکی غلام کے متعلق نہ اس الہامی پیشگوئی میں اور نہ ہی کسی دوسرے الہام میں اللہ تعالیٰ نے کوئی وضاحت فرمائی کہ وہ کون ہوگا اور کیا ہوگا؟ زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں (لڑکا) کے الفاظ بھی الہامی نہیں ہیں بلکہ حضور کا اجتہاد تھے جو عملاً ایک اجتہادی غلطی ثابت ہوئے۔ اگر دیکھا جائے تو ایک حکیمانہ رنگ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مبشر الہامات میں یہ وضاحت فرمادی ہے کہ وہ حضور کا صلی لڑکا نہیں ہوگا۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف حضور کے ہر لڑکے کی پیدائش کے بعد زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات کا سلسلہ جاری رکھا بلکہ آپ کی زینہ اولاد کے انقطاع (۱۴ جون ۱۳۹۹ء) کے بعد بھی آپ کی وفات کے قریب یعنی ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک مبشر الہامات کا سلسلہ جاری رکھ کر آپ اور آپ کی ذریت (جماعت) پر ظاہر فرمایا کہ یہ موعود زکی غلام (مصلح موعود) حضرت بانئے جماعت کا کوئی جسمانی لڑکا نہیں ہوگا بلکہ ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد اللہ تعالیٰ آپ کی ذریت یعنی جماعت میں جہاں چاہے گا اُسے پیدا فرمادے گا۔ خاکسار یہ سب کچھ بذریعہ دلائل اپنی کتب اور مضامین میں ثابت کر چکا ہے لیکن افسوس ہے کہ سلطانی صاحب اپنی لاعلمی کے سبب بغیر کسی دلیل اور قرینہ کے حضور کے چاروں صلی لڑکوں کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے مطابق پیدا کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اندھیرے لاکھ پھیلاؤ یہاں تم مگر سورج کو ہم ڈھلنے نہ دیں گے

”مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔“

**البيان**۔۔۔ (یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ مصلح موعود آسمان سے آئے گا یعنی اُسے اللہ مامور کرے گا اور وہ آسمانی اور روحانی رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیٹا ہوگا اور مبارک اور فضل کے الفاظ اس طرف بھی اشارہ کرتے ہیں کہ درحقیقت برکتیں اور فضل اسی کیساتھ ہی وابستہ ہوگی۔ ظاہری رنگ میں یہ الفاظ مبارک احمد کے حق میں بھی پورے ہو چکے ہیں۔ کیونکہ ایک تو اُس کا نام مبارک غیر ارادی طور پر رکھا اور دوسرے اس بچے کی شکل ظاہری طور پر اپنے بھائی فضل احمد سے بہت ملتی تھی۔ اسی لیے آگے الفاظ آ رہے ہیں کہ اس کیساتھ فضل ہے۔ نیز مبارک احمد ظاہری طور پر تین کو چار کر نیوالا بھی تھا یعنی اسکی پیدائش سے پہلے تین زندہ بیٹے موجود تھے اور اسکی پیدائش پر چار ہو گئے۔ (ناقل)

**الجواب**۔۔۔ حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے مذکورہ الہامی پیشگوئی کے الہامی الفاظ ”خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔“ اپنے پہلے لڑکے جناب بشیر احمد اول پر چسپاں کیے تھے اور خاکسار اس سلسلہ میں حضور کے ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء کے خط بنام حضرت مولوی نور الدین کا حوالہ پیچھے دے چکا ہے۔ واضح رہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے مصلح موعود (زکی غلام) کی پیشگوئی کو پہلے بشیر احمد اول پر انہیں مولود مسعود قرار دے کر چسپاں کیا تھا لیکن آپ کی وفات کے بعد آپ محتاط ہو گئے اور آپ نے اپنے لڑکوں کے نام بطور تقاؤل رکھنے شروع کر دیئے۔ حتیٰ کہ جب آپ کا چوتھا لڑکا صاحبزادہ مبارک احمد ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا تو آپ علیہ السلام نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں بانگ دہل ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود کو ان پر چسپاں کر دیا جیسا کہ آپ لکھتے ہیں۔

(۱) ”اور میرا چوتھا لڑکا مبارک احمد ہے اس کی نسبت پیشگوئی اشتهارہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی۔“ (تریاق القلوب (۱۹۰۰ء)۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۱)

پھر فرماتے ہیں:-

(۱۱) ”دیکھو ایک وہ زمانہ تھا جو ضمیرہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۵ میں یہ عبارت لکھی گئی تھی:- ایک اور الہام ہے جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تینوں لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا۔ اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے۔ اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کر دے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا۔ یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں۔ صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کر نیوالا ہوگا۔ اب دیکھو یہ کس قدر بزرگ نشان ہے؟“ (ایضاً۔ صفحات ۲۲۲ تا ۲۲۳)

جب یہ چوتھا لڑکا پیدا ہو گیا تو آپ اپنی اسی تصنیف ”تریاق القلوب“ میں اسکے متعلق فرماتے ہیں:-

(۱۱۱) ”سو خدا تعالیٰ نے میری تصدیق کیلئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کیلئے اور عبدالحق غزنوی کو متنبہ کرنے کیلئے اس پسر چہارم کی پیشگوئی کو ۱۴ جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۱۴ صفر ۱۳۱۰ھ تھی بروز چار شنبہ پورا کر دیا یعنی وہ مولود مسعود چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہو گیا۔“ (ایضاً۔ صفحہ ۲۲۱)

حضور اپنے اس چوتھے صاحبزادہ کے متعلق مزید فرماتے ہیں:-

”سو صاحبزادہ دن آ گیا اور وہ چوتھا لڑکا جس کا ان کتابوں میں چار مرتبہ وعدہ دیا گیا تھا۔ صفر ۱۳۱۰ھ کی چوتھی تاریخ میں بروز چار شنبہ پیدا ہو گیا۔ عجیب بات ہے کہ اس لڑکے کے ساتھ چار کے عدد کو ہر ایک پہلو سے تعلق ہے۔ اسکی نسبت چار پیشگوئیاں ہوئیں۔ یہ چار صفر ۱۳۱۰ھ کو پیدا ہوا۔ اسکی پیدائش کا دن ہفتہ کا چوتھا دن تھا یعنی بدھ۔ یہ دوپہر کے بعد چوتھے گھنٹہ میں پیدا ہوا۔ یہ خود چوتھا تھا۔ (ایضاً۔ صفحہ ۲۲۳)

”اس کیساتھ فضل ہے۔ جو اسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مستحق نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۃ تجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلہند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَمَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے مسح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور تو میں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا۔“

**قارئین کرام۔** سلطانی صاحب نے مذکورہ الہامی پیشگوئی کے درج بالا حصہ کے متعلق کوئی تبصرہ نہیں کیا ہے۔ واضح رہے کہ الہامی پیشگوئی کا یہ حصہ پیشگوئی کے اصل اور مرکزی کردار یعنی **زکی غلام** سے متعلق ہے۔ **وجیہ اور پاک لڑکا** سے متعلقہ ضمنی پیشگوئی الہامی مصلح موعود میں بطور فرع شامل ہے اور یہ سب کچھ ملہم اور آپکی جماعت کی آزمائش کیلئے تھا۔ اور پھر وہی ہوا کہ جناب لڑکے صاحب نے اپنے سے متعلقہ ضمنی پیشگوئی سے تجاوز کر کے ایک جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کیساتھ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی پر قبضہ جمالیہ۔ خاکسارانِ حقائق کو اپنی کتب اور مضامین میں خوب کھول کر بتا چکا ہے لہذا یہاں اسکے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موعود زکی غلام سے متعلقہ الہامی حصہ میں اسکی مرکزی اور علمی نشانیوں کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔ ”وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کر نیوالا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلہند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَمَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔“

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتهار کا اگلا حصہ چونکہ پیشگوئی مصلح موعود سے متعلقہ نہیں ہے لہذا میں اسے چھوڑتا ہوں۔

**البيان۔۔۔** سلطانی صاحب۔ آگے لکھتے ہیں۔ ﴿غرضیکہ میں کن کن تفصیلات میں جاؤں؟ خدا کی قسم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیساتھ کیے گئے خدا کے وعدے پورے ہوئے، پورے ہو رہے ہیں اور رہتی دنیا تک پورے ہوتے جائیں گے۔﴾ (ایضاً۔ صفحہ ۱۲)

**الجواب۔۔۔** یہ بات بالکل درست ہے کہ حضور کیساتھ اللہ تعالیٰ نے جو وعدے کیے وہ پورے ہوئے اور پورے ہو رہے ہیں۔ اب سوال ہے کہ اس سے کیا پیشگوئی مصلح موعود کی اہمیت اور افادیت میں کوئی کمی ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ واضح رہے کہ پیشگوئی مصلح موعود بھی حضور کیساتھ کیے گئے وعدوں میں سے اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان وعدہ ہے۔ یہ عظیم الشان وعدہ بھی تو اللہ تعالیٰ نے پورا کرنا ہے اور سلطانی صاحب کو اس وعدہ کے پورے ہونے میں کیا پریشانی ہے؟؟؟

**البيان۔۔۔** ﴿وہ اس آخری ہزار سال کے ہزار سالہ مجدد بھی ہیں۔﴾ (ایضاً۔ صفحہ ۱۲)

**الجواب**۔۔۔۔۔ سلسلہ تجدید میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اسی طرح آخری ہزار سال کے مجدد ہیں جس طرح سلسلہ نبوت میں آنحضرت ﷺ قیامت تک خاتم النبیین ہیں۔ جس طرح حضرت مرزا صاحبؒ کے مجدد الف آخر ہونے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کے بعد اسلام میں تجدیدی سلسلہ بند ہو گیا ہے، اسی طرح آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کے بعد نبوت کا سلسلہ بند ہو گیا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؒ کو مجدد الف آخر بھی بنایا اور ساتھ ہی آپ کو ایک مصلح موعود کی بعثت کی بشارت بھی دیدی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین بھی بنایا اور ساتھ ہی امت میں نبوی سلسلہ کے جاری رہنے (فاتحہ۔ ۵ تا ۷، انعام۔ ۸۴ تا ۹۱، النساء۔ ۷۰) کی بشارت دینے کے ساتھ ساتھ اپنے پیارے نبی ﷺ کے منہ سے آئندہ ایک امتی نبی کی بعثت کی بشارت (صحیح مسلم۔ جلد ششم۔ صفحہ نمبر ۴۳۸۔ حدیث نمبر ۷۳۷۳) بھی دیدی۔

**البیان**۔۔۔ ﴿ہم سب بھی اُنکے ظل اور روحانی اولاد ہونگے اگر خالص اور دلی محبت میں تو!!!﴾ (ایضاً۔ صفحہ ۱۲)

**الجواب**۔۔۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے امتی نبوت اور رسالت سے سرفراز فرمایا ہے اور آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اس نعمت کا حلفاً اقرار بھی کیا ہے۔ وہ نام نہاد پیروکار جو اپنے مرشد کی امتی نبوت اور رسالت کو چھین کر انہیں عام محدثین کی صف میں کھڑا کرنے کی کوششوں میں مصروف ہوں وہ آپ کے ظل اور آپ کی روحانی اولاد کس طرح ہو سکتے ہیں؟ وہ آپ کے خالص اور دلی محبت بھی کس طرح بن سکتے ہیں؟؟؟

**البیان**۔۔۔ ﴿عبدالغفار جنبہ صاحب نے خود مصلح موعود ہونے کا دعویٰ تو کر لیا مگر یہ کیا ہوا؟ پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا موقف ہی نہ سمجھ سکے کہ کس طرح انہوں نے اس کا اطلاق کیا تھا فسوس!!!﴾ (ایضاً۔ صفحہ ۱۸-۱۹)

**الجواب**۔۔۔۔۔ پیشگوئی مصلح موعود کے تجزیہ اور اسکی حقیقت کے متعلق خاکسار اپنی کتب اور مضامین میں کافی لکھ چکا ہے۔ خاکسار کے دعویٰ سے متعلق اولین کتاب کا نام ہی غلام مسیح الزماں ہے۔ واضح رہے کہ عبدالغفار جنبہ نے دعویٰ نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُس سے یہ دعویٰ کروایا ہے۔ آپ کی درخواست کے جواب میں آپ کو اپنی کتب بھیج چکا ہوں۔ اگر آپ نے میرے دعویٰ میں کوئی غلطی پائی تھی تو آپ پر فرض تھا کہ ایسی فضول باتیں کرنے کی بجائے میرے دعویٰ کے بطلان میں اپنے دلائل پیش کرتے۔ خاکسار کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت کے بارے میں جو علم و عرفان دیا گیا ہے وہی حق اور سچ ہے اور قارئین کرام اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں۔ خاکسار نے اس ضمن میں سب احمدیوں کو چیلنج دیا ہوا ہے کہ وہ ان تھاق کو جھٹلا کر دکھائیں اور میرا یہ چیلنج آپ کو بھی ہے کہ اگر آپ کے پاس پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں کوئی کام کی چیز ہے تو اس کا اپنے مضامین میں ذکر کرو۔ اور اگر آپ کے پاس یہی کچھ ہے جس کا میں جواب لکھ رہا ہوں تو پھر۔ کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب شرم تم کو مگر نہیں آتی

**البیان**۔۔۔۔۔ ﴿عبدالغفار جنبہ صاحب اور اُنکی جماعت یعنی جماعت احمدیہ اصلاح پسند سے عرض ہے کہ اس صدی کے سچے امام اور مجدد سے سیکھ کر وہ اپنی اصلاح کر لیں۔﴾ (ایضاً۔ صفحہ ۱۹)

**الجواب**۔۔۔۔۔ یہ ہے آپ کی دلی تمنا جس کا آپ نے اب اظہار کیا ہے۔ اصل دکھ اور گھبراہٹ آپ کی یہ ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مصداق یعنی موعود کی غلام کے ہوتے ہوئے آپ کا جھوٹا دعویٰ مجددیت کس طرح سرسبز ہوگا؟ تبھی آپ اپنے اس مضمون میں بار بار حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی فتوحات اور آپ کی دعاؤں کا ذکر کر کے آپ علیہ السلام کی اس عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود پر گرد ڈال کر اپنے زعم میں اسے احمدیوں کی نظر میں کم اہم اور معمولی بنانے کی کوشش کر رہے ہو۔ اور آپ کو ذرا برابر بھی عقل نہیں کہ جس عظیم انسان کی دیگر پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا ذکر کر رہے ہو تو اللہ تعالیٰ اُسی برگزیدہ انسان کی عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود کو کیوں پورا نہیں کرے گا۔ اور جب حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی دیگر پیشگوئیاں اہم تھیں تو پھر آپ کی شیطانی کوششوں کے باوجود احمدی حضرات پیشگوئی مصلح موعود کو کمتر یا کم اہم کیسے سمجھ سکتے ہیں؟؟؟

**البیان**۔۔۔۔۔ ﴿عبدالغفار جنبہ صاحب مصلح موعود اور پندرہویں صدی ہجری کے مجدد ہونے کے دعویدار ہیں۔ اُنکے پیروکار سید مولود احمد صاحب فرماتے ہیں:

”کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال دل میں اٹھتا ہے مرے سو سو اہل

ہے تعجب آپ کے اس جوش پر فہم پر اور عقل پر اور ہوش پر

۱۸۹۷ء سے آگے چلتے ہیں۔ حضرت مہدی و مسیح الموعودؑ نے ۱۲۔ جون ۱۸۹۹ء والے دن اپنے پیدا ہونے والے بیٹے مبارک احمد صاحبؒ کے متعلق ڈنکے کی چوٹ پر اور بڑے واضح طور پر اعلان کیا کہ یہی لڑکا مبارک احمد زکی غلام اور مصلح موعود ہے۔ جس کا وعدہ مجھ سے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں کیا گیا تھا۔ گو حضورؑ نے اپنے اجتہاد سے نہ کہ الہام پا کر مبارک احمد صاحبؒ کو اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا تھا۔ اجتہاد کی وضاحت آگے جا کر کروں گا۔ کیونکہ قطعی طور یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ حضورؑ کا اپنا اجتہاد یا اندازہ تھا۔ اس اندازہ یا اجتہاد کی بڑی وجہ مبارک احمد کا چار کے عدد سے بہت سارے پہلوؤں سے منسلک ہونا معلوم لگتا ہے۔ جیسے کہ یہ تین کو چار کر نیوالا تھا۔ ہفتہ کے چوتھے دن پیدا ہوا۔ چوتھے

گھنٹہ میں اسکی بیدارش ہونا وغیرہ وغیرہ۔ ان سب وجوہات کی بنا پر حضور مبارک احمد کو زکی غلام اور مصلح موعود جان رہے تھے۔“ (پیارے احمدی بھائیوں کی چند غلط فہمیاں اور انکا ازالہ آسان الفاظ میں۔ صفحہ ۵) ﴿﴾ (ایضاً۔ صفحہ ۱۹)

**الجواب**۔۔۔ سلطانی صاحب نے میرے پیروکار جناب سید مولود احمد صاحب کے مضمون کا درج بالا حوالہ دیا ہے لیکن اس پر اُس نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ شاید اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت سے ہی بے خبر ہیں اور وہ اپنے دعویٰ مجددیت کے سلسلہ میں اپنے پاس چند خشک الہاموں کے سوا کچھ نہیں رکھتے۔ خاکسار بھی سید صاحب کے حوالہ کے متعلق کچھ نہیں عرض کرتا سوائے اسکے کہ جو کچھ سید صاحب نے لکھا ہے پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں یہی سچ اور حق ہے۔ الحمد للہ

**البيان**۔۔۔ ﴿﴾ عبدالغفار جنبہ صاحب کے پیروکار سید مولود احمد صاحب اپنے موقف کی تائید میں مزید فرماتے ہیں:

”مندرجہ بالا تمام حقائق صاف طور پر ثابت کرتے ہیں کہ خلیفہ ثانی (ایک طرف تو مرزا محمود احمد صاحب کو جھوٹا کہتے ہیں دوسری طرف ان کو رضی اللہ عنہ بھی لکھتے ہیں۔ حیرت ہے۔ ناقل) ہرگز زکی غلام کی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں نہیں آتے بلکہ اس وجود نے بعد میں پیدا ہونا تھا۔ اور حضورؐ اپنے اجتہاد سے اسے اپنی جسمانی اولاد میں ڈھونڈتے رہے تھے۔ ایک اور اہم بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تین مبشر الہامات میں غلام کو نافلہ بھی قرار دیا ہے۔ حضورؐ نے نافلہ کو اپنا پوتا خیال کرتے ہوئے جب نافلہ سے متعلقہ الہامی بشارتوں کو اپنے پہلے پوتے نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد پر چسپاں کیا تو وہ پوتا بشیر خوار میں اللہ کو پیارا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیں کہ حضورؐ نے اپنے جس لڑکے کو بھی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ٹھہرایا (یعنی اپنے اجتہاد سے نہ کہ خدا سے الہام پا کر) وہی لڑکا اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ مثلاً بشیر اول اور پھر مبارک احمد۔ اور باقی تمام وہ لڑکے جن کو حضورؐ نے اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ٹھہرایا وہ زندہ بھی رہے اور انہوں نے عمریں بھی پائیں۔ (حالانکہ یہ سراسر بے بنیاد تجزیہ ہے۔ کیونکہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا نام بھی بطور تقاؤل مصلح موعود کے رکھا گیا تھا۔ ناقل) مثلاً۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد، مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد۔ اسی طرح حضورؐ نے نافلہ غلام کی بشارت کو اپنے جس پوتے پر منطبق کیا وہ پوتا فوت ہو گیا اور جن پر منطبق نہ کیا وہ زندہ رہے۔“ (پیارے احمدی بھائیوں کی چند غلط فہمیاں اور انکا ازالہ آسان الفاظ میں۔ صفحہ ۵) ﴿﴾ (ایضاً۔ صفحہ ۱۹)

**الجواب**۔۔۔۔ سید صاحب کا یہ تجزیہ بے بنیاد نہیں ہے بلکہ یہی سچ اور حق ہے۔ جہاں تک بطور تقاؤل نام رکھنے کا تعلق ہے تو وہ حضور علیہ السلام نے اپنے ہر لڑکے (بشمول مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب) کا رکھا تھا۔ یہ کوئی اختلافی بات نہیں ہے لیکن سید صاحب بھی اور میں بھی کہتا ہوں کہ حضورؐ نے اپنے دونوں لڑکوں بشیر احمد اول اور صاحبزادہ مبارک احمد اور اپنے پہلے پوتے مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پر پیشگوئی مصلح موعود کو چسپاں کیا تھا۔ دونوں لڑکوں کے سلسلہ میں خاکسار پہلے حوالہ جات نقل کر چکا ہے اور پوتے کے سلسلہ میں حقیقت الوحی کا درج ذیل حوالہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

”بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمن کے صفحہ ۱۳۹ میں یہ پیشگوئی لکھی تھی۔ و بشرنی بخامس فی حین من الاحیان یعنی پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے والا تھا اس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اسکے بارہ میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر الحکم میں مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ انا نبشرك بغلام نافلۃ لك نافلۃ من عندی۔ یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافلہ ہوگا یعنی لڑکے کا لڑکا۔ یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے چنانچہ قریباً تین ماہ کا عرصہ گزرا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس کے بعد پوری ہوئی۔“ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۸)

واضح رہے کہ حضرت بائیں جماعت علیہ السلام نے اپنے لڑکوں کے نام بطور تقاؤل رکھے تھے لیکن پیشگوئی مصلح موعود کو صرف اپنے دو (۲) لڑکوں بشیر احمد اول اور صاحبزادہ مبارک احمد پر چسپاں کیا تو نتیجتاً وہ دونوں فوت ہو گئے۔ اسی طرح پیشگوئی مصلح موعود کو بطور نافلہ آپؐ نے اپنے پہلے پوتے مرزا نصیر احمد پر چسپاں کیا تو نتیجتاً وہ پوتا بھی فوت ہو گیا۔ اگر سلطانی صاحب سمجھتے ہیں کہ بشیر احمد اول اور صاحبزادہ مبارک احمد کے علاوہ بھی حضورؐ نے پیشگوئی مصلح موعود کو اپنے کسی اور لڑکے (مثلاً مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مرزا بشیر احمد صاحب اور شریف احمد صاحب) پر بھی چسپاں کیا تھا تو وہ اس کا ثبوت پیش کریں۔ اسی طرح اگر وہ سمجھتے ہیں کہ پیشگوئی مصلح موعود کو بطور نافلہ مرزا نصیر احمد کے علاوہ اگر اپنے کسی اور پوتے پر بھی چسپاں کیا تھا تو وہ اُس کا بھی ثبوت پیش کریں۔ اگر وہ ایسا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ وہ ہرگز ایسا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے تو پھر اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور ڈانٹ خانی سے پرہیز کریں۔ ترے مکروں سے اے جاہل! مرا انفصال نہیں ہرگز۔ کہ یہ جاں آگ میں بڑ کر سلامت آنے والی ہے

**البيان**۔۔۔ ﴿﴾ اے عبدالغفار جنبہ صاحب اور انکے ہمنواؤ! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اور خدا کی آپس میں اس پیشگوئی کے متعلق ٹھن نہیں گئی تھی کہ جس کسی اپنے بچے پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پیشگوئی کا اطلاق کریں گے خدا اسکی جان لے لے گا۔ ﴿﴾ (ایضاً۔ صفحہ ۱۹)

**الجواب**۔۔۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی روحانی نعمتوں کی خواہش کرنا کوئی گناہ نہیں ہے لیکن جھوٹے دعاوی کرنا بیشک بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء علیہم السلام

بھی بشر ہوتے ہیں اور وہ بھی چاہتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت بخشی ہے اسی طرح وہ انکی اولاد کو بھی صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت بخش کر انہیں منعم علیہ گروہ میں شامل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت ابراہیمؑ کی جب آزمائشیں کیں اور آپ ان آزمائشوں میں بفضلِ الہی کامیاب رہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ”وَإِذْ تَبْتَأٰ اٰبْرٰهٖمَ رُبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّہُنَّ ط قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ط قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ط قَالَ لَا یَسَالُ عَہْدِیْ الظَّالِمِیْنَ“ (البقرہ-۱۲۵) ترجمہ۔ اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے بعض باتوں کے ذریعے سے آزمایا اور اس نے ان کو کر دکھایا (اللہ نے) فرمایا کہ میں تجھے یقیناً لوگوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں (ابراہیم نے) کہا اور میری اولاد میں سے بھی۔ (اللہ نے) فرمایا (ہاں مگر) میرا وعدہ ظالموں تک نہیں پہنچے گا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کی نسل میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی لائن لگا دی۔ لیکن آپ کی نسل میں سے بعض ظالم بھی بنے۔ حضرت یوسفؑ کو کنوئیں میں پھینکنے والے آپ کے پڑپوتے ہی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کنوئیں میں گرائے جانے والے مظلوم پڑپوتے کو تو امام بنایا لیکن ظالم پڑپوتوں میں سے کسی کو بھی امام نہیں بنایا تھا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی نبی کی صلب میں امامت کا سلسلہ غیر مشروط طور پر نہیں چلایا۔ یہی شرط ابراہیم ثانی یعنی حضرت مہدیؑ و مسیح موعودؑ کیلئے بھی تھی۔ مزید برآں سورۃ الحج میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّا اِذَا تَمَّی الْقَیْطُ الشَّیْطٰنُ فِیْ اٰمِنِیَّتِہٖ فِیَنْسَخُ اللّٰهُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحِکِّمُ اللّٰهُ اٰیٰتِہٖ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ“ (سورۃ الحج-۵۳، ۵۴) ترجمہ۔ اور ہم نے تجھ (حضرت محمد ﷺ) سے پہلے نہ کوئی رسول بھیجنا نہ نبی مگر جب بھی اس نے کوئی خواہش کی، شیطان نے اسکی خواہش کے رستے میں مشکلات ڈال دیں۔ پھر اللہ اس کو جو شیطان ڈالتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو اس کے اپنے نشان ہوتے ہیں ان کو مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ بہت جاننے والا، حکمت والا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو شیطان ڈالتا ہے وہ ان لوگوں کیلئے ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہیں جن کے دلوں میں بیماری ہوتی ہے اور جن کے دل سخت ہوتے ہیں اور ظالم لوگ شدید مخالفت کرنے پر تلے رہتے ہیں۔

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو ایک پیشگوئی بخشی۔ اس الہامی پیشگوئی میں آپ کو ایک لڑکے اور ایک زکی غلام کی بشارات دی گئیں تھیں۔ الہامی پیشگوئی کی اولین اشاعت کے وقت حضورؑ نے الہامی الفاظ ”زکی غلام“ کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ دیا تھا اور حضورؑ کا ایسا لکھنے کی دو (۲) وجوہات ہو سکتی ہیں۔ (۱) ممکن ہے کہ سورہ الحج کی درج بالا آیات کے حوالے سے حضورؑ کے دل میں کوئی تمنا یا خواہش ہو کہ یہ ”زکی غلام“ میرا کوئی بیٹا ہی ہے۔ (۲) زکی غلام لڑکا سمجھنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضورؑ شروع میں وجیہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام کی دونوں پیشگوئیوں کو ایک ہی پیشگوئی سمجھے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے الہامی الفاظ میں چونکہ لڑکے کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ ”وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔“ لہذا بالکل ممکن ہے کہ حضورؑ نے لڑکے سے متعلقہ اسی الہامی وعدہ کے تحت غلام کیساتھ بریکٹ میں (لڑکا) لکھا ہو۔ علاوہ اسکے بھی آپ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام موعودؑ کی غلام کو اپنی جسمانی اولاد میں ڈھونڈتے رہے ہیں۔ الہامی پیشگوئی میں جو موعودؑ کی غلام کی صفات بیان کی گئیں تھیں آپ انکے مطابق بطور تقاؤل اپنے لڑکوں کے نام بھی رکھتے رہے۔ قارئین کرام درج ذیل نکات پر غور فرمائیں۔

- (۱) آپ نے اپنے لڑکوں میں سے موعودؑ کی غلام کی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا یقین بشیر احمد اول اور مبارک احمد پر کیا لیکن یہ دونوں لڑکے کم عمری میں فوت ہو گئے۔
- (۲) اسی طرح نافلہ ہونا بھی موعودؑ کی غلام کی ایک علامت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (۱) ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء ”اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةٍ لَّکَ۔ نَافِلَةٌ مِّنْ عِنْدِیْ۔“ ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔ (تذکرہ صفحہ ۵۰۰۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹/الحکم جلد ۱۰ نمبر مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱) (۲) مارچ ۱۹۰۶ء ”اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةٍ لَّکَ۔“ ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔ جو تیرے لیے نافلہ ہوگا۔ (الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۴، مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۔ تذکرہ صفحہ ۵۱۹)

اور جب حضورؑ نے اپنے پہلے پوتے مرزا نصیر احمد ابن مرزا محمود احمد صاحب پر اس الہامی پیشگوئی کو چسپاں کیا تو وہ پوتا بھی صغیر سنی میں فوت ہو گیا۔

(۳) اب سوال ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ جن لڑکوں (مرزا بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد، شریف احمد) کے نام محض بطور تقاؤل رکھے گئے وہ تو نہ صرف زندہ رہے بلکہ انہوں نے طویل عمریں بھی پائیں لیکن برخلاف اسکے جن لڑکوں (بشیر احمد اول اور مبارک احمد) اور پوتے (مرزا نصیر احمد) پر پیشگوئی مصلح موعودؑ کو چسپاں کیا گیا وہ فوت ہو گئے۔ واضح رہے کہ موعودؑ کی غلام حضورؑ کوئی صلبی لڑکا نہیں تھا بلکہ وہ آپ کا روحانی فرزند تھا جس طرح آپ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔ لیکن ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں حضورؑ کی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھنا آپ کا اجتہاد تھا۔ جس طرح سورۃ الحج کی متذکرہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”کہ نبی کی تمنا کے وقت شیطان اسکی خواہش کے راستے میں مشکلات ڈال دیتا ہے اور بعد میں اللہ تعالیٰ اس ملاوٹ کو منسوخ کر کے اپنے نشانات کو محکم کر دیتا ہے۔“ پیشگوئی مصلح موعودؑ کے سلسلہ میں بھی یہی کچھ ہوا۔

(۴) پیشگوئی مصلح موعودؑ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے (بشیر احمد اول اور مبارک احمد کو موعودؑ کی غلام یا مصلح موعودؑ قیاس کرنے) کی اجتہادی غلطی کو کس مٹایا اور

اپنی آیات کو کس طرح محکم کیا؟ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ آپ کی زینہ اولاد کے اختتام کے بعد بھی آپ کی وفات تک زکی غلام کی بشارت پر مشتمل الہامات متواتر نازل فرماتا رہا جس کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اجتہادی غلطی (پیشگوئی مصلح موعود کو اپنے لڑکوں پر چسپاں کرنا) کو درمیان سے اٹھا کر اپنے نشان اور آیات کو محکم کر دیا۔ زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات کے نزول کیساتھ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اپنے نبی کی اجتہادی غلطی سے پیدا ہونے والی اس غلط فہمی کو دور کر دیا کہ موعود زکی غلام آپ کا کوئی صلی لڑکا ہے بلکہ قطعی طور پر یہ واضح فرمادیا کہ موعود زکی غلام آپ کا روحانی فرزند یعنی محض غلام ہوگا۔ اب میدان محشر میں حضور کی اولاد میں سے مصلح موعود بننے والا اور اُسے بنا دینا والے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ غدر پیش نہیں کر سکیں گے کہ حضرت بائے جماعت نے زکی غلام کو اپنا لڑکا قرار دیا تھا۔

(۵) جیسا کہ خاکسار نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موعود زکی غلام سے متعلق اپنے مبشر الہامی کلام میں قطعی طور پر یہ ظاہر فرمادیا کہ یہ غلام آپ کا کوئی صلی لڑکا نہیں تھا۔ حضور نے اپنے جن لڑکوں کو موعود زکی غلام خیال کیا تھا اگر بڑے ہو کر ان میں سے کوئی لڑکا مرزا بشیر الدین محمود احمد کی طرح اپنے موعود مصلح ہونے کا اعلان کر دیتا تو پھر اس کا کیا نتیجہ نکلتا؟ آج ہم دیکھتے ہیں کہ جس لڑکے (مرزا بشیر الدین محمود احمد) کا نام صرف بطور تقاؤل رکھا گیا تھا احمدی حضرات شخصیت پرستی یا خاندان پرستی کی وجہ سے اُسکے قطعی جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو بھی چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ لیکن جن لڑکوں (بشیر احمد اول، مبارک احمد) کے متعلق یاپوتے کے متعلق حضور نے اُسکا مصلح موعود ہونا خیال کر لیا تھا اگر وہ لڑکے اور پوتا زندہ رہتے اور بڑے ہو کر ان میں سے کوئی موعود مصلح ہونے کا دعویٰ کر دیتا تو پھر اُسکے غلط دعویٰ مصلح موعود کو احمدی حضرات کس طرح چھوڑ سکتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور کے مزومہ مصلح موعود بچوں کو وفات دے کر حضور کی پوزیشن کو اس طرح صاف کر دیا جس طرح کہ حضور سے کوئی اجتہادی غلطی صادر ہی نہیں ہوئی تھی؟؟؟ **فندہ**

(۶) مرزا بشیر الدین محمود احمد جن کا نام محض بطور تقاؤل رکھا گیا تھا نے مصلح موعود کا دعویٰ کر کے انبیا کے لیے جو مسائل پیدا کیے ہیں اگر وہ لڑکے (بشیر احمد اول اور مبارک احمد) اور پوتا (مرزا نصیر احمد) جن کو حضور نے موعود مصلح خیال کر لیا تھا زندہ رہتے اور بڑے ہو کر مرزا محمود احمد کی طرح غلطی سے دعویٰ مصلح موعود کر بیٹھتے تو پھر احمدی حضرات اس گمراہی کی دلدل سے کس طرح نکلنے اور انبیا احمدیوں کو کس طرح سمجھاتا کہ موعود زکی غلام حضور کا کوئی لڑکا نہیں ہے؟

(۷) اس دنیا میں بھی احمدی حضرات حضور کے بیان (موعود مصلح ہونے کا اجتہادی خیال) کو حجت پکڑتے اور قیامت کے روز بھی اللہ تعالیٰ کے حضور احمدی یہی کہتے کہ ہم نے بشیر احمد اول یا مبارک احمد یا نافلہ مرزا نصیر احمد کے دعویٰ مصلح موعود کو قبول کیا تھا کیونکہ ہمارے آقا حضرت مہدی مسیح موعود نے انہیں اپنی زندگی میں مصلح موعود قرار دیا تھا۔ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے کیلئے کتنی مشکل ہوتی؟ ایسی ہی مشکلات سے اپنے انبیا کو نکلنے کیلئے اللہ تعالیٰ کو اگر اپنے نبیوں کے ہزاروں لڑکوں کو بھی فوت کرنا پڑے تب بھی اللہ تعالیٰ اپنے انبیا کی پوزیشن کو صاف کرنے کیلئے ایسا کر گزرتا ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے جس نبی کی قسمت میں جتنے لڑکے مقدر کیے ہوتے ہیں وہ بھی اُسے ضرور دے دیتا ہے۔ یہ نبیوں والی معرفت ہے جو اس عاجز کو اللہ تعالیٰ نے بخشی ہے لیکن وہ لوگ جو کوچہ یار سے دور ہوں وہ انبیا کے بچوں کی وفات کے سلسلہ میں یہی کہا کرتے ہیں کہ ”کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اور خدا کی آپس میں اس پیشگوئی کے متعلق ٹھن گئی تھی کہ جس کسی اپنے بچے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس پیشگوئی کا اطلاق کریں گے خدا اسکی جان لے لے گا۔“ ایک محاورہ ہے کہ ”فکر ہر کس بقدر ہمت اوست“۔ سلطانی صاحب جیسے لوگوں کے علم کی یہی انتہا ہوا کرتی ہے اور وہ اپنے اسی معیار کے مطابق اپنا ظہار خیال کیا کرتے ہیں۔ اس قدر عرفاں بڑھامیرا کہ کافر ہو گیا آکھ میں اُس کی کہ ہے وہ دور تر از سخن یار

**البيان**۔۔۔ نہ ہی ایسا ہوا کہ ساری عمر آپ ایک ہی پیشگوئی کے بارے میں غلط اجتہاد کرتے چلے جا رہے تھے اور اشتہار پہ اشتہار شائع کرتے چلے جا رہے تھے مگر خدا نے انکی اصلاح کرنے کی بجائے ان بچوں کو ہی مارنا شروع کر دیا جن پر آپ اس پیشگوئی کا اطلاق فرماتے تھے۔ اگر آپ میں تھوڑی سی بھی عقل اور فراست ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھنے کا کچھ شوق بھی تو غور سے اس پیشگوئی کو جا کر پڑھو جس کا مصداق سا لہا سال سے اپنے آپ کو قرار دیا کرتے ہو۔ ﴿ایضاً۔ صفحہ ۲۰﴾

**الجواب**۔۔۔ خاکسار نے حضرت بائے جماعت کی ساری کتب (آپ کی طرح جامعہ کے امتحانات پاس کرنے کیلئے نہیں پڑھیں) پڑھی ہیں۔ مزید برآں خاکسار یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کے مطابق کہہ رہا ہے۔ عملاً بھی اسی طرح ہوا جس طرح خاکسار نے لکھا ہے اور میرا آپ کو چیلنج ہے کہ اگر آپ میں ہمت ہے تو میری باتوں کو دلیل کیساتھ غلط ثابت کر کے منہ مانگا انعام پاؤ۔ بلاشبہ حضور موعود زکی غلام کو اپنا لڑکا سمجھتے ہوئے اس الہامی پیشگوئی کو اپنے لڑکوں (بشیر احمد اول، مبارک احمد اور پوتے نصیر احمد) پر چسپاں کرتے رہے ہیں اور اس کا اپنے اشتہاروں اور کتب میں ذکر بھی کرتے رہے ہیں۔ بشیر احمد اول پر اپنے اجتہاد کے خطا ہونے پر اپنے لڑکوں کے نام بطور تقاؤل رکھنے شروع کر دیئے وغیرہ وغیرہ۔ **مزید برآں اے جاہل!** پیشگوئیوں کی حقیقت کے بارے میں اللہ تعالیٰ بعض وجوہات کی بنا پر اپنے بندوں کو زیادہ واضح علم نہیں دیا کرتا۔ اسی سلسلہ میں حضور فرماتے ہیں:-

”در اصل بات یہ ہے کہ بسا اوقات انبیا علیہ السلام اور دوسرے ملہمیں پر ایسے امور ظاہر کیے جاتے ہیں کہ وہ اسرار استعارات کے رنگ میں ہوتے ہیں اور انبیا علیہ السلام ان کو

اسی طرح لوگوں پر ظاہر کر دیتے ہیں جس طرح وہ سنتے یا دیکھتے ہیں اور ایسا بیان کرنا غلطی میں داخل نہیں ہوتا کیونکہ اسی رنگ اور طرز سے وحی نازل ہوتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں ہوتا کہ الہامی اور کشفی پیشگوئیوں کے تمام استعارات کا نبی کو علم دیا جائے کیونکہ بعض ابتلا جو پیشگوئیوں کے ذریعہ سے کسی زمانہ کیلئے مقدر ہوتے ہیں۔ وہ علم کی اشاعت کی وجہ سے قائم نہیں رہ سکتے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پیشگوئیوں کے بعض اصرار سے نبیوں کو اطلاع دی جائے مگر ان کو ان اصرار کے افشاء سے منع کیا جائے۔ بہر حال یہ امور نبوت کی شان سے ہرگز منافی نہیں ہیں کیونکہ کامل اور غیر محدود علم خدا تعالیٰ کی ذات سے خاص ہے۔“ (روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۷۶)

سلطانی صاحب۔ اب آپ کو علم ہو جانا چاہیے کہ پیشگوئیوں کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو زیادہ علم کیوں نہیں دیتا۔ یہ سب کچھ میں نے حضورؐ کی کتب پڑھنے کے بعد لکھا ہے اور آپ اتنے بڑے جاہل ہیں کہ جامع احمدیہ میں پتہ نہیں کیا پڑھتے رہے ہیں؟ میں نے آپ کو اپنی کتب پڑھنے کیلئے دی تھیں۔ آپ نے میری کتب کو صرف تنقیدی نکات اکٹھے کرنے کیلئے پڑھا ہوگا۔ اگر میری کتب کو بھی نیک نیتی سے پڑھ لیتے تو بھی آپ کے علم میں کافی اضافہ ہو جاتا اور یہ جہالت کی باتیں آپ کے منہ سے نہ نکلتیں۔ جہاں تک میرے دعوے موعودؑ کی غلام مسیح الزماں ہونے کا سوال ہے۔ آپ کے دعویٰ مجددیت کی طرح میرا دعویٰ خالی خشک الہاموں پر مبنی نہیں ہے بلکہ میں نے افراد جماعت کے آگے اپنے دعویٰ کے اثبات کیلئے ایک علمی، الہامی اور قطعی ثبوت پیش کیا ہے۔ اگر کوئی میرے اس ثبوت کو جھٹلا دے تو میں نے ۱۹۹۳ء سے اُس کیلئے مبلغ دس (۱۰) لاکھ روپیہ انعام مقرر کیا ہوا ہے اور اب یہ انعام آپ کیلئے بھی ہے۔ اگر آپ میرے دعویٰ کے ثبوت کو جھٹلانے کیلئے میدان میں نہ آئے تو یہ دس (۱۰) لاکھ انعامی جو تے آپ کے سر پر ہمیشہ پڑتے رہیں گے۔ مزید برآں افراد جماعت یہ سمجھنے میں حق بجانب ہونگے کہ آپ ایک بات توئی اور جھوٹے شخص ہیں اور لوگوں کو اپنے دعویٰ مجددیت کی آڑ میں گمراہ کرتے پھر رہے ہیں۔ خاکسار آپ کے الہامات کی حقیقت انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں لوگوں پر ظاہر کریگا۔ یہ دعا ہی کا تھا مجزہ کہ عصا، ساحروں کے مقابل بنا ڈر دھا۔ آج بھی دیکھنا مرحق کی دعا، سحر کی ناگنوں کو نکل جائیگی

**البيان**۔۔۔۔۔ یہ بچوں کی وفات والی بات بھی پیشگوئی کا حصہ ہے اور اس لحاظ سے بھی یہ پیشگوئی پوری ہوتی رہی۔ نہ صرف یہ کہ بچوں کی وفات حصہ ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان بچوں کی وفات کو پیشگوئی کے پورا ہونے کی علامت کے طور پر بیان فرمایا کرتے تھے۔ ﴿ایضاً۔ صفحہ ۲۰﴾

**الجواب**۔۔۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سچے دیا بھی کرتا ہے اور دینے کے بعد بعض کو وفات بھی دے دیا کرتا ہے۔ یہ معاملہ سب انسانوں کیلئے برابر ہے لیکن حضرت مرزا صاحبؑ کیساتھ یہ معاملہ ہوتا رہا کہ آپ اپنے جس لڑکے اور پوتے کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق کہتے رہے وہی لڑکا اور پوتا فوت ہوتا رہا۔ اب سوال ہے کہ وہی لڑکا کیوں فوت ہوتا رہا اور دوسرے کیوں نہ فوت ہوئے؟ مجدد بننے کے خطبے سے باہر نکل کر تھوڑا سا اپنی کھوپڑی پر زور دے کر سوچنا انشاء اللہ تعالیٰ سمجھ آ جائے گی؟؟؟

**البيان**۔۔۔۔۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ”اس عاجز کی کسی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں الہام نے پیش از وقوع دو لڑکوں کا پیدا ہونا ظاہر کیا اور بیان کیا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت ہونگے دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء سوم مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہو گیا اور فوت بھی ہو گیا۔“ (سبزا اشتہار صفحہ ۷:۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۲۵۳) ﴿

**الجواب**۔۔۔۔۔ واضح رہے کہ الہام میں غلطی ہونا اور بات ہے اور کسی الہامی پیشگوئی کے سلسلہ میں کوئی اجتہادی غلطی ہو جانا ایک اور بات ہے۔ خاکسار نے کبھی نہیں کہا کہ حضرت مہدی مسیح موعودؑ کے کسی الہام میں نعوذ باللہ کوئی غلطی تھی بلکہ میں نے ہمیشہ الہامی پیشگوئی کے سلسلہ میں حضورؐ کی اجتہادی غلطی کی بات کی ہے۔ درج بالا سبزا اشتہار کے حوالہ میں بھی حضورؐ نے پیشگوئی مصلح موعود میں صرف دو (۲) لڑکوں (ایک وجیہ اور پاک لڑکا اور دوسرا دراصل زکی غلام ہے نہ کہ کوئی صلیبی لڑکا۔ ناقل) کا ذکر فرمایا ہے جبکہ سلطانی صاحب کے علم کی اجتہاد دیکھئے کہ وہ بغیر کسی دلیل کے اس الہامی پیشگوئی میں چار لڑکوں کا ذکر کر رہے ہیں اور پھر اپنی اس جہالت پر شرمندہ ہونے کیلئے بھی تیار نہیں؟؟؟

**البيان**۔۔۔۔۔ اس لیے یہ گمراہ کن اور ظالمانہ خیالات اپنے پاس رکھو۔ یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور پوری شان سے پوری ہوئی اور پوری چلی جا رہی ہے۔ بلکہ اس پیشگوئی کی دو شائیں ظہور پذیر ہوئیں۔ ظاہری بھی اور باطنی بھی۔ ظاہراً بھی پیشگوئی کے عین مطابق چار بیٹے پیدا ہوئے اور باطنی رنگ میں بھی اللہ نے اس جماعت کو ترقی دینے کو پھر اپنا نمائندہ اور امام کھڑا کر دیا ہے۔ اصلاح پسند نام تو رکھ لیا ہے اب اصلاح بھی کر لو۔ تم لوگ بھی اپنی اصلاح کرنے اور اللہ کو راضی کرنے جماعت احمدیہ (حقیقی) میں آ جاؤ۔ کہیں اپنے ہی بیانات کی زد میں آتے ہوئے اپنے پیش کردہ اس شعر کے مصداق نہ بن جانا۔ خود بدلنے لیتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں ہونے کس درجہ فقہان حرم بے توفیق ﴿ (ایضاً۔ صفحہ ۲۰)

**الجواب**۔۔۔۔۔ خاکسار نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے متعلق جو لکھا ہے اس سے متقی اور فہم لوگ اس پیشگوئی کی حقیقت سے بخوبی آگاہ بھی ہو چکے ہیں اور فائدہ بھی اٹھا چکے ہیں۔ میرے یہ خیالات نہ گمراہ کن ہیں اور نہ ہی ظالمانہ لیکن ہو سکتا ہے آپ کیلئے گمراہ کن اور ظالمانہ اس وجہ سے بن گئے ہوں کیونکہ ان حقائق کی بدولت تمہاری مجددیت کی دوکان چلنے سی رہی۔ آپ کی عقل اور علم پر احمدی رور ہے ہیں کہ جماعت احمدیہ میں کیسے کیسے مجدد نازل ہو رہے ہیں؟ آپ سے پہلے بھی آپ کی طرح خود ساختہ جاہل

اماموں نے جماعت احمدیہ کا بیڑا غرق کیا ہے اور اگر جماعتی تباہی میں کوئی کسر رہ گئی تھی تو اسے پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے نعوذ باللہ آپ ایسا جاہل امام کھڑا کر دیا ہے۔ امر واقع یہ ہے کہ جماعت احمدیہ آپ ایسے جاہل اماموں سے تنگ آئی ہوئی ہے اور اب وہ اپنی رستگاری کیلئے اپنے نجات دہندہ موعود کی غلام مسیح الزماں کی منتظر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی میں دو (۲) وجودوں کا ذکر کیا اور ہم بھی اسکی تصدیق کرتا ہے جبکہ آپ انہیں دھکے سے چار بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور پھر ساتھ ہی لوگوں کو اپنے جھوٹے دعویٰ مجددیت کی طرف بلارہے ہیں۔ خاکسار نے جماعت احمدیہ قادیان اور لاہور کی غلطیوں کی اب تک نہ صرف نشاہدی کی ہے بلکہ انکی اصلاح بھی کر چکا ہے۔ آپ ایسے کئی نام نہاد مجدد دلیل کے بغیر پہلے بھی بک بک کرتے رہے ہیں اور آپ بھی انشاء اللہ تعالیٰ کچھ وقت کے بعد تھک ہار کر اپنی دوکان بند کر کے بیٹھ جائیں گے۔

**البيان**----- ﴿پاکستان میں ایک انوکھا واقعہ اس طرح سے پیش آیا تھا کہ پاکستان میں نوے دن کیلئے برسرِ اقتدار آنیوالے ضیاء الحق فوجی ڈکٹیٹر نے اپنی حکومت کو ساہا سال تک طول دینے کیلئے جو ناجائز حربے استعمال کیے ان میں سے ایک ہتھکنڈہ اسلام کے نام کو اپنے اقتدار کی خاطر استعمال کرنا بھی تھا۔ اس نے ریفرنڈم کروایا (گواس ریفرنڈم میں بھی تاریخ کی بدترین دھاندلی کی گئی تھی) کہ کیا پاکستان کے عوام اپنے ملک میں اسلام کی حکمرانی چاہتے ہیں؟ تو عوام کی طرف سے ہاں میں جواب ملنے پر اس نے کہا کہ جب عوام یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی نظام قائم کیا جائے تو پھر میں یعنی ضیاء الحق پاکستان کا صدر۔ اس طرح وہ اسلام کا نام لے کر پاکستان کے صدر بن بیٹھے۔ بھلا کون عقلمند اس طرح کی بات قبول کر سکتا ہے؟ بالکل یہی حال آپ کو عبدالغفار جنبہ صاحب اور انکے پیروکاروں کا بھی نظر آتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں سے کوئی مصلح موعود نہ ہو ایسا مرزا محمود احمد صاحب مصلح موعود نہ ہوئے تو وہ یعنی عبدالغفار جنبہ صاحب ثابت ہو گئے۔﴾ (ایضاً۔ صفحہ ۲۰)

**الجواب**--- سب احمدی بخوبی جانتے ہیں کہ خاکسار نے بتوفیق ایزدی پیشگوئی مصلح موعود کا پوسٹ مارٹم کس طرح کیا ہے۔ میرے دعویٰ موعود کی غلام مسیح الزماں سے متعلقہ میری کتاب (غلام مسیح الزماں) دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ (الہامی پیشگوئی کا تجزیہ) چار ابواب ﴿(۱)۔ میثاق النبیین (۲) غلام مسیح الزماں (۳) الہامی پیشگوئی بطور ابتلاء (۴) امام وقت کی حیرت انگیز بشارات﴾ پر مشتمل ہے۔ کاش آپ نے میری کتاب کو نیک نیتی اور تعصب سے خالی ہو کر پڑھا ہوتا تو آپ کے علم میں بھی بہت اضافہ ہوتا لیکن آپ اپنے نام نہاد دعویٰ کو سچا بنانے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے جہالتوں اور جھوٹ کی ساری حدیں پار کر رہے ہیں۔ میری کتاب کا دوسرا حصہ (الہامی پیشگوئی کی حقیقت) پر مشتمل ہے۔ اے نام نہاد مجدد اور امام صاحب! کتاب کا دوسرا حصہ ایک الہامی نظریہ (نیکی خدا ہے) پر مشتمل ہے جو کہ خاکسار کے دعویٰ کی سچائی کے متعلق ہے اور یہ حصہ تین ابواب ﴿(۱) نیکی کی ماہیت (۲) نیکی علم ہے (۳) نیکی خدا ہے﴾ پر مشتمل ہے۔ جب آپ ۱۹۸۲ء اور ۱۹۸۵ء میں جامعہ احمدیہ کی راہداریوں میں کچھ سیکھنے کیلئے دھکے کھاتے پھر رہے تھے اُس وقت آپ کے جو استاد تھے اُن میں سے بعض نے میرے مضمون (Virtue is God) جو کہ انگریزی میں لکھا گیا تھا پر تبصرہ کرتے ہوئے مجھے فرمایا تھا کہ آپ کے مضمون کا ہر عنوان حق رکھتا ہے کہ اس پر آپ کو الگ الگ پی ایچ ڈی کی ڈگری سے نوازا جائے کیونکہ یہ کوئی تحقیق نہیں بلکہ تخلیق ہے۔ یہ وہ علمی مضمون ہے کہ جس سے خاکسار نے حضورؐ کی پیشگوئی (اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔“ تجلیات الہیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹) کے مطابق علم و عرفان میں اپنوں اور غیروں سب کا منہ بند کیا ہے۔ اور پھر یہ وہ الہی نظریہ ہے جس میں موعود کی غلام مسیح الزماں کی مرکزی علمی، الہامی اور قطعی نشانیاں موجود ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔ ”وہ سخت ذہین و ذہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پڑ لیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دل بند گرامی ارجمند۔ مظهر الاول والاخر۔ مظهر الحق والعالیہ۔ کَانَ اللّٰهُ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔“ آپ اس عاجز کے متعلق جو مثالیں دے رہے ہیں اور فرعونوں سے مشابہت دے رہے ہیں۔ خاکسار اس معاملہ کو اللہ تعالیٰ اور احمدیوں پر چھوڑتا ہے کہ وہ خود ہی اصل حقیقت کا ادراک کر لیں کہ ہم میں سے کون صدی پانزدہم کا مجدد اور موعود کی غلام مسیح الزماں ہے اور کون کا ذب ہے؟؟؟

**البيان**--- ﴿کچھ تو عقل کرو۔ کیا یہی دلائل تمہارے پاس ہیں؟ کیا اسی طرح حقائق کو ثابت کیا جاتا ہے؟﴾ (ایضاً۔ صفحہ ۲۰)

**الجواب**--- خاکسار کے دعویٰ کے دلائل اور حقائق گو ہر آبدار کی طرح میری کتب اور مضامین میں جگہ جگہ بکھرے پڑے ہیں اور علم و حکمت کے شائق نہ صرف ان سے فیض پا رہے ہیں بلکہ پیشگوئی مصلح موعود کی حقانیت کی وجہ سے حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ کی صداقت پر بھی مہر تصدیق بھی مثبت کر رہے ہیں۔ آپ لکیر پیٹتے رہنا اور اپنی بدبختی پر اپنا گریبان پھاڑتے رہنا۔ بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تو نے اور چھپایا حق مگر یہ یاد رکھنا کہ دن ندامت آنے والی ہے

**البيان**--- ﴿مرزا محمود احمد صاحب کے مصلح موعود کے دعویٰ کا ابطال تو کافی حد تک جماعت احمدیہ لاہور بھی کر چکی تھی۔﴾ (ایضاً۔ صفحہ ۲۰)

**الجواب**--- جناب مولوی محمد علی صاحب حضورؐ کے صحابی تھے اور آپکی حضورؐ کی تالیفات اور آپکے الہامی کلام پر گہری نظر تھی۔ مرزا محمود احمد صاحب کے خلافت کے منصب پر

بیٹھتے ہی جماعتی مولویوں نے اپنے مضامین اور رسالوں میں آپ کو قدرتِ ثانیہ کے مظہر ثانی اور مصلح موعود (alghulam.com) پر دیکھنے نیوز نمبر ۵) لکھنا شروع کر دیا تھا۔ مولوی محمد علی صاحب اس وقت مرزا محمود احمد صاحب کے ذہن کو بھانپ گئے اور انہیں اندازہ ہو گیا کہ وہ آئندہ موعود مصلح ہونے کا جھوٹا دعویٰ ضرور کریں گے اور پھر مولوی صاحب نے حفظِ ما تقدم کے طور پر جون ۱۹۱۲ء میں ایک رسالہ **المصلح الموعود** کے نام سے تحریر کیا۔ ہر چند کہ آپ کا تصنیف کردہ رسالہ مفید تھا لیکن آپ نے اسے الہامی روشنی میں نہیں لکھا تھا۔ آپ نے مامورین کے متعلق آپ کی جو فہم و فراست تھی اُسکی روشنی میں لکھا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ مثلاً آپ اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں۔ ”پس اس بارے میں بھی وہ دوسرے موعودین سے الگ نہیں بلکہ جو سنت اللہ پہلوں کیساتھ رہی ہے کہ وہ پہلے بیکسی کی حالت میں ہوتے ہیں اور آخر خدا انکے ذریعہ حق کو غالب کر کے انکی صداقت کو ظاہر کرتا ہے۔ وہی اس مصلح موعود کے متعلق ہے۔“ (المصلح الموعود۔ صفحہ ۳۴)

واضح رہے کہ جناب سرسید احمد خاں صاحب نے قرآن کریم کی تفسیر لکھنی شروع کی تھی لیکن اپنی وفات تک بمشکل نصف قرآن کریم کی تفسیر لکھ سکے۔ آپ نے اپنی فہم و فراست کیساتھ حیاتِ مسیح ابن مریم کے عقیدہ کو جھٹلاتے ہوئے لکھا کہ کسی انسان کیلئے زندہ بحکمِ عسری آسمان پر جانا محال ہے لہذا حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا عقیدہ باطل ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ۱۸۹۰ء میں حضرت بائے جماعت پر الہاماً ظاہر فرمایا کہ ”**مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُسکے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ وَكَانَ وَعْدُ اللَّهِ مَفْعُولًا۔ اَنْتَ مَعِي وَ اَنْتَ عَلَي الْحَقِّ الْمُبِينِ۔ اَنْتَ مُصِيبٌ وَ مُعِينٌ لِلْحَقِّ۔**“ (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۲ بحوالہ ازالہ اوہام)

اس الہی انکشاف کے بعد حضرت مرزا غلام احمد نے جس طرح حیاتِ مسیح ابن مریم کے عقیدہ کا بطلان کیا اسکے بالمقابل جناب سرسید احمد خاں صاحب کے خیالات کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے؟ پیشگوئی مصلح موعود کے تجزیہ اور حقیقت کے سلسلہ میں یہی فرق اس عاجز اور مولوی محمد علی صاحب کے درمیان ہے۔ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیتے ہوئے اسکی حقیقت کے بارے میں جو انکشاف فرمایا خاکسار نے اس الہامی روشنی میں سب کچھ لکھا ہے اور اسکے بالمقابل جناب محمد علی صاحب کی پیشگوئی مصلح موعود کی تشریح اُنکی فہم و فراست پر مبنی تھی۔ اس عاجز کے بالمقابل مولوی صاحب کے رسالہ **المصلح الموعود** کی بھی وہی حیثیت ہے جو کہ وفاتِ مسیح ابن مریم کے ضمن میں حضرت مہدی و مسیح موعود کے بالمقابل سرسید احمد خاں صاحب کے تفسیری خیال کی۔

**البيان**۔۔۔۔۔ کسی جھوٹے دعویدار کو تو باسانی جھوٹا ثابت کیا جا سکتا ہے۔ کیا جھوٹے کو جھوٹا ثابت کرنے سے کوئی وہی موعود ہونے کا دعویٰ کرنے کا تو مجاز نہیں ہو جاتا۔ ﴿ (ایضاً۔ صفحہ ۲۰)

**الجواب**۔۔۔ واضح رہے کہ اگر کوئی پیشگوئی ہو اور بعد ازاں اس پیشگوئی کے بارے میں لوگوں سے انجانے میں کوئی غلط فہمی پیدا ہو جائے مثلاً جس طرح نزولِ مسیح ابن مریم کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ پیشگوئی کے بارے میں اُمتِ محمدیہ میں یہ غلط عقیدہ پیدا ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مصداق موسوی مریم کے بیٹے مسیح عیسیٰ ابن مریم ہیں جو کہ زندہ بحکمِ عسری آسمان پر اُٹھالیے گئے تھے اور آخری زمانے میں دینِ اسلام کے غلبہ کیلئے وہ آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ کسی پیشگوئی کے سلسلہ میں اس قسم کے پیدا ہونے والے غلط عقیدے کا بطلان دراصل اُس پیشگوئی کا اصل مصداق ہی کیا کرتا ہے اور کسی وجود کا ایسا کرنا دراصل عملاً اُس کا مذکورہ پیشگوئی کے مصداق ہونے کا ثبوت ہوا کرتا ہے۔ جس طرح سرسید احمد خاں صاحب نے اپنی تفسیر قرآن میں حضرت مسیح ابن مریم کے آسمان پر جانے کے خیال کی صرف نفی کی تھی جبکہ آنحضرت ﷺ کی اس پیشگوئی کے اصل مصداق (حضرت مرزا غلام احمد) نے نہ صرف حیاتِ مسیح ابن مریم کے عقیدے کو از قرآن کریم غلط ثابت کیا بلکہ پیشگوئی میں آنحضرت ﷺ کے حکیمانہ الفاظ (خزیروں کا قتل اور صلیبوں کا توڑنا وغیرہ وغیرہ) کی بڑے معقول رنگ میں تفسیر بھی بیان فرمائی۔ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں آپ کا یہی کارنامہ آپ کے اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا قطعی ثبوت تھا نہ کہ آپ کے سینکڑوں الہامات وغیرہ۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام سے پہلے صدیوں تک اُمتِ محمدیہ کے سینکڑوں بزرگوں اور مجددین پر حیاتِ مسیح کے جھوٹا عقیدہ ہونے کا عقدہ کیوں نہ کھلا؟ اسکی وجہ یہی ہے کہ اس جھوٹے عقیدے کا بطلان کرنا دراصل مذکورہ پیشگوئی کے اصل مصداق کا ہی کام تھا اور اُمت کا کوئی اور بزرگ اُس کا یہ مفوضہ کام نہیں کر سکتا تھا؟ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں حضور کی دوسرے نمبر پر بیعت کر نیوالے جناب میر عباس علی صاحب (بعد ازاں مولوی محمد حسین بٹالوی کے ورغلائے پرٹھوکر کھا گئے) نے بھی اسی رائے (اگرچہ مخالفانہ رنگ میں ہی سہی) کا اظہار کیا تھا۔ پیر سراج الحق نعمانی صاحب اپنی کتاب میں میر عباس علی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:-

”عباس علی کہنے لگے کہ سچ تو یہ ہے کہ اور مولویوں کے پاس تو حیاتِ مسیح کی کوئی دلیل نہیں اور حضرت مرزا صاحب کے پاس اپنے دعویٰ (مسیح موعود۔ ناقل) کی کوئی دلیل نہیں ہے۔“ (تذکرۃ المہدی۔ صفحہ ۱۵۸)

یہی حال پیشگوئی مصلح موعود کا ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے دیدہ و دانستہ مصلح موعود کا جھوٹا دعویٰ کر کے دراصل اپنے مذہبی اقتدار کو طول دینے کیلئے اس الہامی پیشگوئی پر قبضہ کیا

تھا۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے سلسلہ میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کے جھوٹے دعوے مصلح موعود کے بیٹے ادھیڑ نا اور اس پیشگوئی کا تجزیہ اور اسکی حقیقت سے احمدیوں کو باخبر کرنا مولوی محمد علی صاحب کا کام نہیں تھا بلکہ پیشگوئی مسیح موعود کے سلسلہ میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی طرح یہ کام اُس موعود وجود کا تھا جو اس الہامی پیشگوئی کا مصداق تھا۔ فند بر

**البيان**۔۔۔ ﴿اشتبہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں ظاہری اولاد کے طور پر چار لڑکوں کی پیدائش کی پیشگوئی تھی۔﴾ (ایضاً۔ صفحہ ۲۱)

**الجواب**۔۔۔ مہم (حضرت مہدی و مسیح موعود) ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے متعلق فرماتے ہیں۔۔۔ ”یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اشتہار میں کہ جو بظاہر ایک لڑکے کی بابت پیشگوئی سمجھی گئی تھی۔ وہ درحقیقت دو لڑکوں کی بابت پیشگوئی تھی۔“ (مکتوب ۲ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؒ بحوالہ مکتوبات احمدیہ جلد دوم صفحہ ۷۵) حضور کا یہ مفصل حوالہ پیچھے گزر چکا ہے۔ اب مہم تو یہ فرما رہے ہیں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے متعلق میں سمجھا تھا کہ اس میں ایک لڑکے کی بشارت دی گئی ہے لیکن میری یہ اجتہادی غلطی تھی۔ حضور فرماتے ہیں کہ اس الہامی پیشگوئی میں دو لڑکوں کی بشارت دی گئیں تھیں اور اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام میری اس اجتہادی غلطی کو دور فرما دیا۔ واضح رہے کہ پیشگوئی کے ظاہری الہامی الفاظ سے بھی پتہ چل رہا ہے کہ اس میں دو (۲) وجودوں ﴿سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام لڑکا﴾ تجھے ملے گا۔ ﴿کی بشارت دی جا رہی ہے۔ اب سلطانی صاحب مدعی مجددیت پانزدہم اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے متعلق فرما رہے ہیں کہ اس پیشگوئی میں ظاہری طور پر چار لڑکوں کی خبر دی گئی تھی۔ اب قارئین کرام خود فیصلہ فرمائیں کہ الہامی پیشگوئی میں بمشور وجودوں کی تعداد کے سلسلہ میں جو سلطانی صاحب کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے یا کہ پیشگوئی میں الہامی الفاظ سے جو ثابت ہوتا ہے اور جو کچھ مہم نے اس کے متعلق فرمایا ہے وہ سچ ہے؟؟؟

**البيان**۔۔۔ ﴿اور کچھ بچوں کی وفات کی پیشگوئی بھی تھی جو بچوں کی پیدائش کے لحاظ سے بھی پوری ہوئی اور بچوں کی وفات کے لحاظ سے بھی پوری ہوئی۔ چنانچہ یہ پیشگوئی پوری ہو کر کمال آب و تاب سے چمک رہی ہے۔﴾ (ایضاً۔ صفحہ ۲۱)

**الجواب**۔۔۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعودؑ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔۔۔۔۔ سے شروع ہو کر۔۔۔۔۔ و سَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲) پر ختم ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ خاکسار بار بار بتا چکا ہے اس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو بطور نشان دو (۲) وجودوں کی بشارت بخشی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں لڑکے کے متعلق قطعی طور پر یہ وعدہ فرما دیا کہ ”وہ لڑکا تیرے ہی ختم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا“، لیکن زکی غلام کے متعلق نہ اس پیشگوئی میں اور نہ ہی آئندہ کسی الہام میں یہ واضح کیا کہ یہ موعود زکی غلام کون ہوگا اور کب پیدا ہوگا؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی زینہ اولاد کے انقطاع کے بعد آپکی وفات تک زکی غلام کی بشارت نازل فرما کر ایک رنگ میں مہم کو بتا دیا کہ یہ زکی غلام آپ کا صلیبی لڑکا نہیں ہوگا اور یہ بھی ظاہر فرما دیا کہ یہ زکی غلام ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰ کے بعد کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہوگا۔ حضورؑ نے موعود زکی غلام کو اپنا صلیبی لڑکا خیال کرتے ہوئے الہامی پیشگوئی کو اولاً بشیر احمد اول پر چسپاں کیا لیکن یہ لڑکا پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر فوت ہو گیا۔ حضورؑ کی تحریروں سے یہ قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آپؑ نے اس وقت خیال کر لیا تھا کہ دونوں مذکورہ لڑکوں میں سے ایک لڑکا (ایک وجیہہ اور پاک لڑکا) پیدا ہو کر فوت ہو گیا لہذا الہامی پیشگوئی کا وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ حصہ یا باب ختم ہو گیا اور باقی زکی غلام کی بشارت رہ گئی ہے۔ واضح رہے کہ ایسا ہرگز نہیں تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بشیر احمد اول کو وفات دے کر آگے اس کے مثیل کی بشارت دے دی تھی اور اس طرح وجیہہ اور پاک لڑکے سے متعلقہ الہامی پیشگوئی کا یہ ضمنی حصہ بطور مثیل زندہ رہا اور پھر بشیر احمد اول کے مثیل سے متعلقہ الہامی پیشگوئی کا ضمنی حصہ آگے جا کر ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو مرزا بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں پورا ہوا۔ یہ بھی یاد رہے کہ چونکہ زکی غلام حضورؑ کو صلیبی لڑکا نہیں تھا لیکن حضورؑ اس موعود زکی غلام کو اپنا لڑکا سمجھتے ہوئے اپنی وفات تک اسے اپنی زینہ اولاد میں ڈھونڈتے رہے۔ آپؑ نے موعود زکی غلام کی پیشگوئی کو اپنے جس لڑکے اور پوتے (بشیر احمد اول، مبارک احمد اور مرزا نصیر احمد) پر بھی منطبق کیا وہ فوت ہو گئے۔ اب سوال ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بشارت دیا گیا موعود زکی غلام تو آپؑ کا صلیبی لڑکا ہی نہیں تھا دوسرے یہ کہ آپؑ اپنے جس لڑکے اور پوتے کو بھی موعود زکی غلام سمجھتے ہوئے اُس پر یہ الہامی پیشگوئی چسپاں کرتے رہے نتیجتاً وہ سب فوت ہوتے رہے۔ یہ واضح رہے کہ بقول حضورؑ (مفصل حوالہ پیچھے دیا جا چکا ہے۔ ناقل) ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں صرف ایک لڑکے کی ہی پیدائش اور اُسکی وفات کی پیشگوئی تھی تو پھر سلطانی صاحب کا ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی (نہ کہ اشتہار) کے متعلق یہ کہنا کہ ”اور کچھ بچوں کی وفات کی پیشگوئی بھی تھی جو بچوں کی پیدائش کے لحاظ سے بھی پوری ہوئی اور بچوں کی وفات کے لحاظ سے بھی پوری ہوئی۔ چنانچہ یہ پیشگوئی پوری ہو کر کمال آب و تاب سے چمک رہی ہے۔“ قطعی طور پر ایک صریح جھوٹ نہیں ہے؟؟؟

**البيان**۔۔۔ ﴿حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں اپنے چار لڑکوں کو پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا مصداق اس رنگ میں قرار دیا کہ ان میں سے ہر ایک لڑکے کی پیدائش کا اس پیشگوئی میں ذکر ہے اور پھر آپؑ اس پیشگوئی کے مطابق ہر ایک کے پیدا ہونے پر اُس پیدا ہونے والے کا اچھا سا نام بطور تقاضا رکھتے رہے جیسا کہ

ہر مسلمان کا طریق ہے کہ وہ اپنے بچوں کے نام اچھے اچھے رکھتے ہیں اور دعا گو ہوتے ہیں کہ وہ ان ناموں کا مصداق بنیں۔ ﴿ (ایضاً۔ صفحہ ۲۱)

**الجواب**۔۔۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں بطور نشان صرف دو (۲) وجودوں کی بشارت دی گئی تھی۔ جس کا مفصل ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ لڑکے سے متعلقہ پیشگوئی کے مطابق بطور مثیل جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہوئے۔ اسی طرح موعود کی غلام (مصلح موعود) سے متعلقہ پیشگوئی کا مصداق اولاً صاحبزادہ مبارک احمد تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس لڑکے کو بھی وفات دے کر الہامی پیشگوئی کو حضور کی ذریت یعنی روحانی اولاد (جماعت احمدیہ) کی طرف پھیر دیا اور مبشر الہامات کے مطابق اس موعود کی غلام نے ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہونا تھا۔ لیکن حضور چونکہ اس موعود کی غلام کو اپنا صلیبی لڑکا سمجھتے ہوئے اُسے اپنی نرینہ اولاد میں ڈھونڈتے رہے اور غلام سے متعلقہ ہر نئے مبشر الہام پر سمجھتے رہے کہ یہ کسی نئے لڑکے کے متعلق بشارت ہے اور اللہ تعالیٰ بھی حضور کے خیال کے مطابق آپ کو جتنے لڑکے دینے تھے اس عدد تک دیتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے لڑکے اپنے برگزیدہ بندے کو دینے تھے جب انکی تعداد پوری ہوگئی تو پھر حضور کی نرینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے زکی غلام سے متعلقہ الہامی بشارت کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وجیہ اور پاک لڑکے کے علاوہ باقی لڑکے اس لحاظ سے بطور نشان موعود نہیں تھے کیونکہ وہ تو زکی غلام سے متعلق الہامی بشارت کے نزول کے دوران پیدا ہو کر موعود بنے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں امر واقع یہ ہے کہ حضور کے وجیہ اور پاک لڑکے کے علاوہ جو واقعی آپ کا بطور نشان موعود صلیبی لڑکا تھا دیگر لڑکے موعود کی غلام کو اپنی اولاد میں ڈھونڈتے ڈھونڈتے موعود بنے ہیں۔

**البيان**۔۔۔ ﴿ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تو کسی موعود کا انتظار بھی تھا مبارک احمد کی پیدائش نے تین لڑکوں کی پیدائش کے بعد تین کو چار میں بدل دیا اور ایک پیشگوئی یوں ظاہری رنگ میں پوری ہوئی ”تین کو چار کر نیوالا ہوگا“ مبارک احمد کا نام ”مبارک احمد“ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر ارادی طور پر رکھا اور پیشگوئی بعد میں یاد آئی اس طرح ایک پیشگوئی ”مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے“ ظاہری رنگ میں پوری ہوئی ﴿ (ایضاً۔ صفحہ ۲۱)

**الجواب**۔۔۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں موعود کی غلام کیسا تھ حضور کو بطور نشان ایک ہی وجیہ اور پاک لڑکے کا وعدہ دیا گیا تھا۔ حضور کے باقی لڑکے زکی غلام کی انتظار میں موعود بنتے گئے ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ تین کو چار کر نیوالا کوئی الگ وجود نہیں بلکہ یہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بشارت دیئے گئے زکی غلام کی ایک نشانی ہے۔ چونکہ حضور کے بقول الہامی پیشگوئی مصلح موعود کا اولاً مصداق صاحبزادہ مبارک احمد تھے لہذا آپ کے مطابق لڑکوں کی پیدائش کے سلسلہ میں مصلح موعود کی یہ نشانی ایک رنگ میں صاحبزادہ مبارک احمد کے رنگ میں پوری ہوگئی تھی لیکن بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ مبارک احمد کو وفات دے کر پیشگوئی مصلح موعود کو حضور کی ذریت (روحانی اولاد) یعنی جماعت احمدیہ کی طرف منتقل کر دیا اور یہ بھی واضح رہے کہ موعود کی غلام مسیح الزماں کے متعلق یہ جو الہام فرمایا گیا ہے کہ وہ تین کو چار کر نیوالا ہوگا۔ زکی غلام کی یہ نشانی کسی علمی نظریہ سے متعلقہ ہے جس کی تفصیل اس عاجز کی کتاب ”زکی غلام مسیح الزماں“ کے دوسرے حصہ میں ”مادی مظاہر کی حالتیں“ کے عنوان کے تحت دیکھی جاسکتی ہے۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے ضمنی حصے سے متعلقہ الہامی الفاظ ”مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے“ جنہیں سلطانی صاحب مبارک احمد پر چسپاں کر رہے ہیں۔ یہ الہامی الفاظ حضور کے بقول مبارک احمد کی بجائے بشیر احمد اول پر پورے ہوئے تھے اور اس سے متعلقہ حوالہ خاکسار پہلے ایک سے زائد بار لکھ چکا ہے۔

**البيان**۔۔۔۔۔ ﴿ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے لحاظ سے مرزا محمود احمد صاحب اپنے باقی بھائیوں سے بڑھ کر کسی خصوصیت کے حامل قرار نہیں دیئے جاسکتے بلکہ تریاق القلوب میں تو یہاں تک تحریر کر کے واضح فرما دیا کہ میری دوسری بیوی میں سے پیدا ہونے والا ہر ایک لڑکا ہی موعود ہے چنانچہ مرزا محمود احمد صاحب بھی دوسری بیوی سے جنم لینے والے ایک موعود لڑکا تھے اور انکے باقی بھائی بھی دوسری بیوی سے جنم لینے والے موعود لڑکے تھے ﴿ (ایضاً۔ صفحہ ۲۱)

**الجواب**۔۔۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے بشمول ایک جھوٹا دعویٰ مصلح موعود اور جماعت احمدیہ میں ایک غیر اسلامی اور آمرانہ نظام جاری کرنے کیساتھ ساتھ بہت سارے اور بھی غلط کام کیے ہیں۔ لیکن اسکے باوجود پیشگوئی مصلح موعود میں مذکورہ وجیہ اور پاک لڑکے سے متعلقہ ضمنی پیشگوئی کے بطور مثیل بشیر احمد اول مصداق ضرور تھے اور اس سلسلہ میں حضور کے الہام کا حوالہ پہلے دے چکا ہوں۔ مزید برآں انکے موعود لڑکا ہونے پر انکی قیادت اور جماعتی ترقی کیلئے انکی دوڑ دھوپ گواہ ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کو جماعت محمودیہ میں بدلنے کی کاروائی کے دوران فائدے کی بجائے نقصان زیادہ پہنچا دیا ہے۔ لہذا سلطانی صاحب کا یہ فرمانا کہ ”اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے لحاظ سے مرزا محمود احمد صاحب اپنے باقی بھائیوں سے بڑھ کر کسی خصوصیت کے حامل قرار نہیں دیئے جاسکتے“ قطعی طور پر غلط ہے۔ باقی مرزا محمود احمد کے دوسرے بھائی کس رنگ میں موعود تھے خاکسار اس کا پہلے مفصل ذکر کر چکا ہے دوبارہ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

**البيان**۔۔۔ ﴿ ہر ایک لڑکے کی پیدائش سے پہلے بھی اللہ نے الگ سے خبر دی اور اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں بھی اسکی پیدائش کی خبر پہلے سے موجود تھی ﴿ (ایضاً۔ صفحہ ۲۱)

**الجواب**۔۔۔۔۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں بطور نشان صرف دو (۲) وجودوں کا ذکر ہے۔ حضور کے ہر لڑکے کا ذکر نہیں ہے۔ اس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔ جہاں تک سلطانی صاحب کا یہ کہنا کہ ”ہر ایک لڑکے کی پیدائش سے پہلے بھی اللہ نے الگ سے خبر دی“ اس ضمن میں خاکسار نے بہت وضاحت کر دی ہے کہ چونکہ

حضور موعودؑ کی غلام کو اپنا جسمانی لڑکا خیال کرتے ہوئے اُسے اپنی اولاد میں ڈھونڈ رہے تھے جبکہ وہ آپکا روحانی فرزند تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ پر یہ ظاہر کرنے کیلئے زکی غلام کی بشارات کا سلسلہ آپکی وفات تک جاری رکھا۔ حضور موعودؑ کی غلام کی ہر بشارت پر اسے کوئی نیا لڑکا خیال کرتے رہے اور پھر اللہ تعالیٰ آپ کو لڑکا دیتا بھی رہا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے لڑکے حضورؑ کو دینے تھے وہ دے کر بھی زکی غلام کی بشارات کا سلسلہ جاری رکھا۔ موعودؑ کی غلام کی الہامی بشارات کے بار بار نازل ہونے کے دوران حضورؑ کے پیدا ہونے والے سارے لڑکے موعود بن گئے حالانکہ یہ ساری بشاراتیں صرف موعودؑ کی غلام کے متعلق تھیں۔ خاکسار یہ سب کچھ اُس علم کی روشنی میں افرادِ جماعت کو بتا رہا ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو بخشا ہے۔

**البيان** ----- ﴿اس طرح چار زندہ رہ جانے والے بیٹوں میں ہی دیکھ لیں تو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئیاں چار بار اور کل آٹھ بار پوری ہوئیں۔ اس اشتہار کی بے شمار پیشگوئیوں نے پورا ہو کر صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تو مہر تصدیق ثبت کر دی۔﴾ (ایضاً۔ صفحہ ۲۲)

**الجواب** --- ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعودؑ میں سلطانی صاحب چار پیشگوئیوں کا ذکر فرما رہے ہیں بلکہ انہوں نے تو ماشاء اللہ انکا عدد آٹھ تک پہنچا دیا ہے۔ آخر سلطانی صاحب جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل ہیں اور شاہد کی ڈگری بھی رکھتے ہیں۔ تجھی اُنکے علم کا یہ حال ہے۔ ہر احمدی کو میں دعوت دیتا ہوں کہ وہ چار پیشگوئیوں کو الہامی پیشگوئی مصلح موعودؑ میں ڈھونڈ کر دکھائے۔ باقی خاکسار پیشگوئی مصلح موعودؑ کے متعلق اس مضمون میں کافی کچھ بیان کر چکا ہے۔ اگر کسی احمدی کو مزید جانکاری کا شوق ہو تو وہ خاکسار کی کتب بطور خاص **غلام مسیح الزماں** پڑھنے کے علاوہ میرے مضامین کا مطالعہ ضرور کرے۔ سلطانی صاحب کی درخواست پر خاکسار نے انہیں بھی اپنی کتب بھیجی تھیں لیکن انہوں نے پیشگوئی مصلح موعودؑ کی حقیقت کو سمجھنے کی خاطر میری کتب کو توجہ اور نیک نیتی کیساتھ نہیں پڑھا۔ چونکہ اُنکے سر پر مجدد صدی پانزدہم بننے کا بھوت سوار تھا لہذا وہ اس کیلئے جواز ڈھونڈنے میں مصروف رہے۔ اگر وہ میری کتب تدبر اور نیک نیتی کیساتھ پڑھ لیتے تو پھر وہ پندرہویں صدی کے مجدد بننے کا دعویٰ کبھی نہ کرتے۔ بہر حال میری دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت بخشنے اور انکا خاتمہ بالخیر کرے آمین۔ سلطانی صاحب کا دعویٰ ہے مجدد ہونے کا یعنی تجدید دین کا جبکہ اُنکے مذہبی اور روحانی علم کا یہ حال ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مذکورہ پیشگوئی مصلح موعودؑ جو کہ دو (۲) پیشگوئیاں یاد (۲) وجودوں کی بشارات پر مشتمل ہے۔ سلطانی صاحب اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس الہامی پیشگوئی میں نہ صرف چار بلکہ آٹھ پیشگوئیاں کو داخل کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ خاکسار نے اب تک پیشگوئی مصلح موعودؑ کے سلسلہ میں سلطانی صاحب کے مضمون پر تبصرہ کر کے اُنکے مذہبی اور روحانی علم کی حقیقت لوگوں پر ظاہر کی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ میں مذہبی دنیا میں اُن پڑھا انسان ہوں۔ میں دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے کسی جامعہ احمدیہ میں نہیں گیا۔ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں لاہور میں احمدیہ ہوسٹل دارالاحمد میں ایک مبارک جمعہ کے دن ایک مبارک سجدہ میں رُوح القدس اس عاجز کے شامل ہو گیا اور پھر اس رُوحانی واقعہ کے بعد خاکسار سجدہ سے پہلے والا عبدالغفار جنبہ ہرگز نہ رہا بلکہ موعودؑ کی غلام مسیح الزماں بنا دیا گیا۔ یہ رُوحانی واقعہ اتنا طاقتور تھا کہ مجھے میری ہستی سے ہلا دیا گیا اور میرے لیے ممکن نہ رہا کہ میں اپنے لیے اپنے منتخب کردہ دنیاوی مقصد کے حصول کیلئے اپنا سفر زندگی جاری رکھ سکتا۔ اس مبارک سجدہ کے بعد مجھے بتایا گیا کہ یہ علم وحکمت کی روحانی دولت اور گہرے مذہبی اسرار کا علم تھے مہدی مسیح موعودؑ کی دعا (خواب کی حالت میں جس دعا میں تو بھی شامل تھا) کی قبولیت کے نتیجے میں دیا گیا ہے۔ سلطانی صاحب۔ آپ کو علم ہے کہ یہ رُوح القدس کیا ہوتا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان انعام ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے کسی برگزیدہ بندے یا جسے وہ برگزیدہ کرنا چاہے یہ انعام شامل حال ہو جاتا ہے تو پھر اُسکے روحانی علم کی حالت میں ایک تغیر اور انقلاب آ جاتا ہے۔ آپ کو اپنے الہامات پر بہت فخر معلوم ہوتا ہے۔ آپ سے میرا سوال ہے کہ آپکے الہامات کے نتیجے میں کیا آپکے دینی اور روحانی علم میں بھی کوئی تغیر پیدا ہوا ہے؟ اور اگر آپکے دینی اور روحانی علم میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی تو آپ اپنے الہاموں پر خوش ہونے کی بجائے اپنی فکر کریں کہ یہ کہیں حدیث انفس ہی نہ ہو؟ اللہ تعالیٰ کا پاک الہام اس عاجز پر نازل ہونے کے بعد اس اُن پڑھ (layman) میں کیا کیا تبدیلیاں پیدا ہوئیں پیشگوئی مصلح موعودؑ کے سلسلہ میں اسکی ایک مثال آپکے آگے پیش کر رہا ہوں۔ یہ بھی واضح رہے کہ میرا یہ مضمون کوئی نیا مضمون نہیں ہے بلکہ آپ کو پیشگوئی مصلح موعودؑ کی حقیقت سے آگاہ کرنے کیلئے اپنے سابقہ مضامین کا ہی کسی نہ کسی رنگ میں اعادہ کر رہا ہوں۔

### ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مذکورہ الہامی پیشگوئی مصلح موعودؑ کی حقیقت

جناب سلطانی صاحب۔ ہم احمدی یقین رکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو آپکی دعاؤں کے جواب میں مبشر اولاد ملی تھی لیکن ہمارا تنازعہ حضورؑ کی اولاد کے مبشر ہونے یا نہ ہونے یا آپکا کونسا بچہ کب اور کہاں پیدا ہوا وغیرہ کا نہیں بلکہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعودؑ کا ہے؟ میری کتاب ”غلام مسیح الزماں“ کے حصہ اول کا دوسرا باب غلام مسیح الزماں جو صفحات ۶۶ تا ۱۹۳ پر مشتمل ہے آپ اگر اس باب کو بغور پڑھیں تو آپ کو علم ہو جائے گا کہ میں نے حضورؑ کی اولاد کا کس رنگ میں ذکر کیا ہے۔ لیکن ہمارا اصل موضوع یا تنازعہ امر حضورؑ کی اولاد نہیں بلکہ پیشگوئی مصلح موعودؑ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے پاپیہ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پورا اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجے سے نجات پائیں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنونائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ جس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کیساتھ فضل ہے۔ جو اسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۃ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) (دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبد گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَمَا اللَّهُ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے مسح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰ تا ۱۰۲)

### سلطانی صاحب کی راہنمائی کیلئے الہامی پیشگوئی کا تجزیہ

آپ کو یاد رہے کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی امت میں مہدی معبود کے ظہور اور مسیح ابن مریم کے نزول کی پیشگوئیاں فرمائی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام پر ۲۰ فروری ۱۸۸۱ء کی جو الہامی پیشگوئی نازل فرمائی تھی۔ یہ الہامی پیشگوئی بنیادی طور پر آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ پیشگوئی مسیح ابن مریم ہی کی تفسیر ہے لیکن اسی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے ملہم کو بطور فرع ایک لڑکے کی بھی بشارت دی ہے۔ واضح رہے کہ یہ الہامی پیشگوئی چار (۴) حصوں (parts) پر مشتمل ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔ حصہ اول یعنی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کا بطور رحمت ایک نشان ہونے کا ذکر فرمایا ہے اور پھر قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان اور فضل اور احسان کا نشان فرماتے ہوئے اُسے فتح اور ظفر کی کلید قرار دیا ہے۔ آگے پھر اللہ تعالیٰ نے اُسکی بعثت کی اغراض و مقاصد بیان فرمائی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ حصہ دوم میں اللہ تعالیٰ نے وجیہ اور پاک لڑکے اور زکی غلام کی بشارت کا ذکر فرمایا ہے۔ حصہ سوم میں اللہ تعالیٰ نے پہلے نشان یعنی بشر لڑکے کی خصوصیات کا مفصل ذکر فرمایا ہے اور حصہ چہارم میں پھر اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کی خصوصیات اور اُسکے مجوزہ کاموں کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ اب خاکسار ذیل میں ان چاروں حصوں کا الگ الگ ذکر کرتا ہے۔ یہ یاد رکھیں کہ میں نے اس الہامی پیشگوئی کا کوئی فقرہ آگے پیچھے نہیں کیا اور نہ ہی یہ حصے میں نے بنائے ہیں بلکہ اس الہامی پیشگوئی کا نزول ہی اس طرح ہوا تھا۔ مجھے فقط اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع دی گئی ہے۔

### حصہ اول۔۔۔ نشان رحمت یعنی زکی غلام کے متعلق الہامی پیشگوئی کا ابتدائی تعارفی حصہ

”میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے پاپیہ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پورا اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجے سے نجات پائیں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔“

### حصہ دوم۔۔۔ الہامی پیشگوئی میں دو (۲) وجودوں کی بشارت

”سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیبہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔“

**حصہ سوم۔۔۔ وجیبہ اور پاک لڑکا اور اُسکی صفات کے متعلق الہامی پیشگوئی کا حصہ**

”وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اُس کا نام عنموائل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدّس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔“

**حصہ چہارم۔۔۔ زکی غلام اور اُسکی صفات کے متعلق الہامی پیشگوئی کا آخری حصہ**

”اُس کیساتھ فضل ہے۔ جو اُسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمہ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمہ تجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلہند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ۔ كَمَا أَنَّ اللَّهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے مَسُوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور تو میں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا۔“

### الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق چند حقائق

سلطانی صاحب۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے یہ اصل الفاظ ہیں اور اسی الہامی پیشگوئی کو جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کا نام دیا جاتا ہے۔ اس الہامی پیشگوئی سے کیا ثابت ہوتا ہے یا اس الہامی پیشگوئی کے متعلق حقائق کیا ہیں۔؟ یہ چند حقائق درج ذیل ہیں:-

(۱) اس الہامی پیشگوئی میں حضور کو دو (۲) نشانوں یا دو (۲) وجودوں کی بشارت دی گئی تھی یعنی ایک نشان کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا قرار دیا ہے اور دوسرے نشان کو اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کا نام دیا ہے۔ مثلاً۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (۱) ایک وجیبہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ اور (۲) ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے اپنے الہامی کلام میں ”وجیبہ اور پاک لڑکے“ کے متعلق بڑی وضاحت کیساتھ یہ فرما دیا ہے کہ ”وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا“۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کے متعلق لڑکے کی طرح کچھ نہیں فرمایا کہ وہ کیا ہوگا اور کون ہوگا؟ لیکن یہ بھی واضح رہے کہ بعد ازاں زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بالواسطہ اور حکیمانہ رنگ میں بہت کچھ بتا بھی دیا جس کا ذکر میں بعد میں کروں گا۔

(۳) زکی غلام کو ملہم نے اپنا جسمانی لڑکا خیال کرتے ہوئے اس کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا ہے اور یہ بریکٹ میں (لڑکا) الہامی لفظ نہیں ہے بلکہ ملہم کا زکی غلام کے متعلق اپنا قیاس اور اجتہاد تھا اور آپ کا یہی اجتہاد اور قیاس آپکی صلیبی اولاد کی گمراہی کا موجب بنا ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر یہ دونوں وجود (لڑکا اور غلام) اللہ تعالیٰ کے علم میں اور اُسکی رضا کے مطابق حضور علیہ السلام کے لڑکے ہوتے تو الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کے بعد ”وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا“ فرمانے کی بجائے فرماتا کہ ”وہ لڑکے تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہونگے“۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ صرف لڑکے کے متعلق فرما دیا کہ ”وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا“۔

(۴) ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کو ہی مصلح موعود فرمایا گیا ہے اور اسکے متعلق پیشگوئی ”میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔۔۔۔۔ سے شروع ہو کر۔۔۔۔۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔۔۔۔۔ اور پھر۔۔۔۔۔ اُس کیساتھ فضل ہے۔۔۔۔۔ سے شروع ہو کر۔۔۔۔۔ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا۔“

آخر تک جاتی ہے۔ ان دونوں وجودوں (لڑکا اور غلام) میں کون مصلح موعود ہے۔ سورہ مریم اس سلسلہ میں کسی بھی حق کے متلاشی کیلئے بشرط تقویٰ کافی راہنمائی فراہم کرتی ہے۔ خاکسار پہلے بھی عرض کر چکا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق ہے لیکن اسی پیشگوئی میں ”وجیبہ اور پاک لڑکے“ کی پیشگوئی بطور فرع شامل ہے۔ (۵) اس الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے ملہم کو اس بارے میں قطعاً کوئی خبر نہیں دی ہے کہ یہ ”وجیبہ اور پاک لڑکا“ اور یہ ”زکی غلام“ کب پیدا ہونگے؟ الہامی پیشگوئی کے الفاظ ہمیں بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ملہم کو اس معاملہ میں مکمل طور پر لاعلم رکھا ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام (مصلح موعود) کی پہچان کیلئے درج ذیل الفاظ میں اُسکی قطعی علمی اور مرکزی نشانیاں بیان فرمائیں ہیں:-

☆ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کر نیوالا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَمَا اللَّهُ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ ☆

مجھے اُمید ہے کہ الہامی پیشگوئی کے متعلق یہ جو چھ باتیں میں نے بطور حقائق لکھی ہیں جماعت احمدیہ میں کسی بھی صاحب علم و صاحب نظر کو نہ ان میں کوئی شک ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اعتراض۔ یہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے متعلق چھ حقائق ہیں جن سے انکار ممکن نہیں ہے اور اُمید ہے آپ بھی ان سے اتفاق کریں گے۔

(۷) سلطانی صاحب۔ ان چھ (۶) حقائق کے علاوہ ایک ساتویں حقیقت یہ بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ زکی غلام جس کے متعلق حضورؐ کا یہ اجتہادی خیال تھا کہ وہ آپ کا جسمانی لڑکا ہوگا۔ اس اجتہادی خیال کے مطابق پیدا ہونے والے جسمانی لڑکے نے بھی حضورؐ کے بقول حضرت نصرت جہاں بیگمؑ کی بجائے کسی پارساطج اور نیک سیرت تیسری اہلیہ کے بطن سے پیدا ہونا تھا۔ واضح ہو کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے معاً بعد حضورؐ نے ایک کشف دیکھا تھا۔ ۸ جون ۱۸۸۶ء کو ایک خط میں اس کشف کا ذکر کرتے ہوئے آپ حضرت مولوی نور الدین صاحب سے فرماتے ہیں:-

”شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا۔ کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقین، کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سو اس کا نام بشیر ہوگا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جناب الہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ایک پارساطج اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی۔ وہ صاحب اولاد ہوگی۔ اس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے۔ تین ان میں سے تو آم کے تھے مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ ابھی یہ الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے۔ وہی مبارک لڑکا ہے۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے۔ اور جبکہ ایک پارساطج اہلیہ کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دیئے گئے۔ جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری شادی ہو جائے۔۔۔ ان دنوں میں اتفاقاً نئی شادی کیلئے دو (۲) شخصوں نے تحریک کی تھی مگر جب انکی نسبت استخارہ کیا گیا تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا کہ اس کی قسمت میں ذلت و متاجگی و بے عزتی ہے اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ ہو اور دوسری کی نسبت اشارہ ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔ گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صاحب صورت و صاحب سیرت لڑکا (موعود زکی غلام۔ ناقل) جس کی بشارت دی گئی ہے وہ برعایت مناسبت ظاہری اہلیہ جمیلہ و پارساطج سے پیدا ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔“

(تذکرہ صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۳ / مکتوب مورخہ ۸ جون ۱۸۸۶ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۱۲-۱۳)

حضور علیہ السلام کے اس خط سے درج ذیل تین باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(اولاً) آپ کا یہ خیال تھا یا آپ کو یہ امید لگی ہوئی تھی کہ خواب میں سبز رنگ کا بڑا پھل ”زکی غلام“ آپ کا جسمانی بیٹا ہوگا۔

(ثانیاً) وہ جسمانی بیٹا حضرت اُم المؤمنین نصرت جہاں بیگمؑ کے بطن سے نہیں ہوگا۔

(ثالثاً) یہ کہ عنقریب مجھے ایک اور نکاح کرنا پڑے گا اور وہ زکی غلام یعنی مصلح موعودؑ کسی پارساطج اور نیک سیرت تیسری اہلیہ سے ہوگا۔

جناب سلطانی صاحب! حضورؐ اپنے الفاظ میں فرما رہے ہیں کہ پسر موعود یا خاص لڑکا نصرت جہاں بیگمؑ کی بجائے کسی تیسری اہلیہ میں سے پیدا ہوگا۔ ازاں بعد یہ تیسری شادی تو ہونہ سکی لیکن یہ زکی غلام (مزعومہ لڑکا) حضرت اُم المؤمنین نصرت جہاں بیگمؑ کے بطن سے بھی پیدا نہ ہوا۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

**بشیر احمد اول کی پیدائش**۔ مورخہ ۷ اگست ۱۸۸۷ء کے دن بشیر احمد اول پیدا ہوئے۔ حضورؐ اسکے متعلق اپنے اشتہار بنام ”خوشخبری“ میں فرماتے ہیں۔

”اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔ آج ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۴۱)

حضورؐ نے بشیر احمد اول کی پیدائش پر اس لڑکے کو ”مولود مسعود“ کا نام دے کر اسے پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا واضح اشارہ فرما دیا تھا لیکن رضائے الہی کے تحت یہ بچہ پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کے دن فوت ہو گیا۔ چنانچہ ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء کو حضورؐ نے مولوی نور الدینؑ کو ایک خط لکھا۔ اس خط میں آپ فرماتے ہیں:-

”یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا۔۔۔ جو آسمان سے آتا ہے۔ یہ تمام عبارت چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روزہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔ اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخر تک اسکی تعریف ہے۔۔۔ بیس ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی۔۔۔ دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی جو

**غلطی سے ایک سمجھی گئی۔** اور پھر بعد میں الہام الہی نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔“ (تذکرہ صفحہ ۱۰۹/۱ مکتوب ۲ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اول مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۷۵) اب متذکرہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے کہ بشیر احمد اول کی وفات پر حضورؐ سمجھ چکے تھے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی دو پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔ اب ظاہر ہے الہامی پیشگوئی میں دونوں وجودوں کا ہی ذکر ہے۔ ایک **وجیہ اور پاک لڑکا** اور دوسرا **زکی غلام**۔ وجیہ اور پاک لڑکا تو بشیر احمد اول کی شکل میں پیدا ہوا کہ پیشگوئی کے الفاظ کے عین مطابق دوبارہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ اب پیچھے دوسرا وجود یعنی **زکی غلام** رہ گیا تھا اور اسی کو حضورؐ نے مصلح موعود قرار دیا اور اسی کے متعلق فرمایا تھا۔۔۔ ”اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخر تک اسکی تعریف ہے۔“

**سبز اشتہار کی حقیقت۔** حضرت بائے جماعت علیہ السلام نے بشیر احمد اول کی وفات پر یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو خائفین کی نکتہ چینوں کے جواب میں ایک اشتہار تحریر فرمایا جو کہ سبز رنگ کے اوراق پر شائع ہونے کی وجہ سے سبز اشتہار کے نام سے موسوم ہو گیا۔ اس اشتہار کا اصل نام ”حقانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر“ تھا۔ یہ واضح رہے کہ حضورؐ نے سبز اشتہار میں جو کچھ پسر موعود (مصلح موعود) کے متعلق فرمایا تھا وہ کوئی پختہ اور الہامی بات نہیں تھی بلکہ آپ علیہ السلام کا ایک اجتہادی خیال تھا جس پر آپؐ بعد ازاں قائم نہ رہے۔ حضورؐ اس اشتہار کے حاشیہ میں رقم فرماتے ہیں۔

(۱) ”اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں **دوسرے لڑکوں** کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے **پہلے بشیر** کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہو اور اس کے بعد کی عبارت **دوسرے بشیر** کی نسبت ہے۔“ (سبز اشتہار تصنیف یکم دسمبر ۱۸۸۸ء۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۶۳ حاشیہ۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۷۹ حاشیہ) اسی سبز اشتہار میں آگے جا کر حاشیہ ہی میں آپؐ فرماتے ہیں۔

(۲) ”اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسر متونی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔ اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرض التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت الہیہ نے اسکے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے۔ بشیر ثانی کیلئے بطور اہاس تھا اسلئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔“ (ایضاً صفحہ ۷۷۔ ایضاً صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۴) واضح ہو کہ یہ بات قطعی طور پر درست ہے کہ۔۔۔

(۱) ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے نزول کے بعد حضورؐ نے دونوں وجودوں (وجیہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) کو ایک پیشگوئی یا ایک وجود سمجھتے ہوئے الہامی پیشگوئی کی اشاعت کے وقت زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ دیا تھا۔

(۲) ”وجیہ اور پاک لڑکا“ یعنی بشیر احمد اول کی وفات کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ مذکورہ الہامی پیشگوئی دو (۲) پیشگوئیوں پر مشتمل تھی جو کہ غلطی سے ایک سمجھی گئی تھی۔

(۳) ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کا اگلا حصہ جو مصلح موعود کے متعلق ہے۔ سبز اشتہار کی تحریر سے ظاہر ہے کہ وہ زکی غلام (مصلح موعود) حضورؐ کے خیال میں آپؐ کا کوئی لڑکا ہے۔ تبھی آپؐ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”اور اس کے بعد کی عبارت **دوسرے بشیر** کی نسبت ہے۔“

اب تنقیح طلب امر یا سوال یہ ہے کہ جب دوسرا بشیر یا بشیر ثانی پیدا ہوتا ہے تو کیا حضورؐ دوسرے بشیر کے متعلق اپنے سبز اشتہار والے موقف (**اور اسکے بعد کی (مصلح موعود سے متعلقہ۔ ناقل) عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے**) پر قائم رہتے ہیں یا کہ آپؐ کا موقف بدل جاتا ہے؟؟

خاکسار یہاں عرض کرتا ہے کہ جب بشیر ثانی یا دوسرا بشیر پیدا ہوتا ہے تو حضورؐ نے مصلح موعود کے سلسلہ میں اپنا سبز اشتہار والا موقف بدل لیا تھا۔ یہ درست ہے کہ سبز اشتہار میں تو آپؐ نے فرمایا تھا کہ ”اور اس کے بعد کی عبارت **دوسرے بشیر** کی نسبت ہے“ لیکن بشیر ثانی کی پیدائش کے بعد آپؐ اپنے اس موقف پر قائم نہ رہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سبز اشتہار میں ظاہر کی گئی آپؐ کی رائے اجتہادی تھی نہ کہ الہامی۔ آپؐ کی یہ رائے اگر الہامی ہوتی تو کبھی نہ بدلتی۔ اور اس حقیقت کا ثبوت حضور علیہ السلام کے اپنے الفاظ ہیں۔ مثلاً۔ بشیر ثانی کی پیدائش کے دن یعنی ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو آپؐ نے ایک اشتہار بعنوان ”تعمیل تبلیغ“ لکھا اور اس میں آپؐ فرماتے ہیں۔

”آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں بمطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام **بافلعل محض تقاؤل** کے طور پر **بشیر** اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر یا بنو الہ ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں

اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کر لے۔ مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا۔ اے فخر زسل قرب تو معلوم شد۔ دیر آمدہ زراہ دور آمدہ۔ پس اگر حضرت باری جل شانہ کے ارادہ میں دیر سے مراد اسی قدر دیر ہے جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تقاؤل بشیر الدین محمود رکھا گیا ہے ظہور میں آئی تو تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود لڑکا ہو۔ ورنہ وہ بفضلہ تعالیٰ دوسرے وقت پر آئے گا۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۹۱ حاشیہ)

جناب سلطانی صاحب۔ درج بالا اشتہار تکمیل تبلیغ میں حضور فرماتے ہیں۔ ”جس کا نام بالفعل محض تقاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانچواں ہے یا وہ کوئی اور ہے۔“ حضور کے ان الفاظ سے قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ آپ کا سبزا اشتہار والا موقوف ہے کہ ”اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے“ آپ کا ایک اجتہادی خیال اور قیاس تھا اور بشیر ثانی کی پیدائش کے وقت آپ کا یہ اجتہادی خیال بدل گیا تھا۔ دوسرا سوال یہ رہ جاتا ہے کہ حضور نے یہ جو فرمایا تھا کہ ”اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی“ کیا آئندہ حضور نے اپنے وعدہ کے مطابق کسی کتاب یا رسالے یا اشتہار میں بشیر ثانی یا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق یہ فرمایا کہ ”میرا یہ لڑکا محمود پسر موعود یعنی مصلح موعود ہے؟“ آئندہ صفحات میں خاکسار اس سوال کے متعلق کچھ لکھے گا لیکن آگے جانے سے پہلے خاکسار فرض کے طور پر مان لیتا ہے کہ اگر بالفرض حضور نے کسی جگہ اپنے لڑکے بشیر الدین محمود احمد کے متعلق لکھ دیا ہوتا کہ ”میرا یہی لڑکا موعود، مولود موعود یا مصلح موعود ہے۔“ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور کے ایسا فرمانے سے کیا بشیر الدین محمود احمد کا مصلح موعود ہونا ثابت ہو جائیگا۔؟ جو اب عرض ہے کہ حضور کے اپنے الفاظ کے مطابق ہرگز نہیں۔ مثال کے طور پر آپ فرماتے ہیں:-

(۱) ”اب فرض کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اجتہاد سے کسی بچہ پر یہ خیال بھی کر لیں کہ شاید یہ وہی پسر موعود ہے اور ہمارا اجتہاد خطا جائے تو اس میں الہام الہی کا کیا قصور ہوگا۔ کیا نبیوں کے اجتہادات میں اس کا کوئی نمونہ نہیں۔“ (آسمانی فیصلہ۔ تصنیف دسمبر ۱۸۹۱ء۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۴۱)

(۲) ایک اور جگہ پر آپ ارشاد فرماتے ہیں:- ”اور یہ کہنا کہ اس لڑکے (بشیر احمد اول۔ ناقل) کو بھی مسعود کہا ہے۔ تو اے نابکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے الا شاذ نادر۔ کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شکاوت اطوار کہتا ہے۔ کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔“ (حجۃ اللہ ۱۸۹۷ء) روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

(۳) حضور اسی ضمن میں اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔ خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو وہاں قدرت یہاں در ماندگی فرقی نمایاں ہے حضور علیہ السلام کے متذکرہ بالا دونوں اقتباسات اور آپ کے شعر سے دو نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

(اولاً) ملہم کا ذاتی کلام اور اس پر نازل ہوئی اللہ تعالیٰ کا کلام دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ انبیاء چونکہ بشر ہوتے ہیں لہذا انکے کلام میں بھی اجتہادی غلطی واقع ہو سکتی ہے۔ (ثانیاً) کسی نبی کے اجتہادی کلام اور اسکے الہامی کلام میں اگر کوئی تضاد پیدا ہو جائے تو ہمیں ان دونوں کلاموں میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور اگر ان میں تطبیق پیدا نہ ہو سکتی تو ہمیں بہر حال نبی کے الہامی کلام کی پیروی کرنی چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ مندرجہ بالا بحث کے نتیجے میں وہ لوگ جو سبزا اشتہار میں مذکورہ متذکرہ بالا دونوں حوالہ جات کی روشنی میں خلیفہ ثانی صاحب کو مصلح موعود بنانے کیلئے دلیل پکڑتے ہیں کی بخوبی تشفی ہوگی۔

## بشیر احمد اول کے مثیل کا الہی وعدہ اور بعد ازاں اس وعدہ کا ایفا

خاکسار نے ”الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق چند حقائق“ کے ضمن میں دوسری حقیقت یہ بیان کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ”وجیہ اور پاک لڑکے“ کے متعلق بڑی وضاحت کیساتھ یہ فرمایا ہے کہ ”وہ لڑکا تیرے ہی ختم سے تیری ہی ذریت نسل ہوگا“۔ اور جیسا کہ میں پہلے حضور کے الفاظ کیساتھ یہ ثابت کر آیا ہوں کہ الہامی پیشگوئی کے اس حصے کا مصداق بشیر احمد اول تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی مخفی مقصد کی تکمیل کی خاطر بشیر احمد اول کو وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور حضور کو اسکے مثیل کی بشارت دیدی۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام سبزا اشتہار میں ہی فرماتے ہیں۔

(۱) (الف) ”اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یَخْلُقُ مَا يَشَاءُ۔“ (سبزا

اشتہار۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۶۳۔ تذکرہ صفحہ ۱۳۱۔ مجموعہ اشتہارات جلد ۹ صفحہ ۱۷۹ حاشیہ)

(۲) (ب) ”ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ **ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا** یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یَخْلُقُ مَا يَشَاءُ“ (تذکرہ صفحہ ۱۳۱ بحوالہ مکتوب ۲۔ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ)

(۳) مثیل بشیر احمد اول کے سلسلے میں حضور اپنی کتاب سِرِّ الخلفاء میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”إِنَّ لِي كَمَا إِبْنًا صَغِيرًا أَوْ كَانَ اسْمُهُ بِشِيرًا فَتَوَفَّاهُ اللَّهُ فِي أَيَّامِ الرِّضَاعِ۔ وَاللَّهُ حَيِيرٌ وَأَبْقَى لِلَّذِينَ انْتَرُوا سُبُلَ التَّقْوَىٰ وَالْإِرْتِيَاعِ فَأَلْهَمْتُ مِنْ رَبِّي۔ **إِنَّا نَرُدُّهُ إِلَيْكَ تَفَضُّلاً عَلَيْنِكَ**۔“ (تذکرہ صفحہ ۱۳۰۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱ بحوالہ سِرِّ الخلفاء صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۴ء) ترجمہ۔ میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہو گیا۔ اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت الہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہو انکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔ اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اُس کا مثیل عطا ہوگا۔ سوا اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا کیا)۔

سلطانی صاحب۔ چنانچہ اسی بشارت کے تحت پھر مثیل بشیر احمد (اول) یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہو کر موعود و جیہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ ضمنی الہامی پیشگوئی کے مصداق بنے ہیں۔ اب سوال رہ جاتا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے اصل یا مرکزی کردار یعنی **زکی غلام** کا کہ اُس کا معاملہ کیا ہے؟؟؟

## ۱۸۹۷ء تک زکی غلام یعنی مصلح موعود کا کوئی تعین نہیں تھا

امرواق یہ ہے کہ حضور نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق اُسکے پسر موعود یا مصلح موعود ہونے کا کوئی تعین نہیں فرمایا تھا۔ ستمبر ۱۸۹۴ء میں میاں عبدالحق غزنوی کے اعتراض کے جواب میں حضور ارشاد فرماتے ہیں:-

”یہ سچ ہے کہ ۱۸/۱۷ اپریل ۱۸۹۴ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا ہم نے اس لڑکے کا نام **مولود موعود نہیں رکھا تھا** صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کر ورنہ لعنت اللہ علیٰ اکاذبین۔“ (انوار الاسلام ۱۸۹۴ء) روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰)

حضور کے اس رسالے **انوار الاسلام** کی تاریخ تصنیف ۱۵ ستمبر ۱۸۹۴ء ہے اور اس وقت حضور کے دو لڑکے زندہ موجود تھے یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد اور مرزا بشیر احمد۔ لہذا یہ ثابت ہوا کہ حضور کا یہ حوالہ اس امر کی تصدیق کر رہا ہے کہ آپ نے ۱۸۹۴ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق ”مولود موعود“ یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا۔ اگر مولود لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد اور بشیر احمد) میں سے کسی کو آپ نے **مولود موعود** قرار دیا ہوتا تو یہاں آپ اس کا ذکر فرماتے اور کہتے کہ میں نے اپنے فلاں لڑکے کو مولود موعود قرار دیا ہے۔ جبکہ آپ نے ایسا نہیں فرمایا اور اس طرح یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ ۱۸۸۸ء (سبزا شہنشاہ) کیا ۱۸۹۴ء تک آپ نے اپنے کسی لڑکے کو بھی مولود موعود یا مصلح موعود قرار نہیں دیا تھا۔ اسی طرح مئی ۱۸۹۷ء میں حضور اپنے کسی مخالف کے جواب میں رسالہ حجۃ اللہ میں ارشاد فرماتے ہیں:-

”بے شک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے تو میں برکت پائیں گی۔ مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔“ (حجۃ اللہ ۱۸۹۷ء) روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

رسالہ حجۃ اللہ کی تاریخ تصنیف ۲۶ مئی ۱۸۹۷ء ہے۔ حضور کا یہ حوالہ بھی اس امر کی تصدیق کر رہا ہے کہ آپ نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق **مولود موعود** یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا جبکہ اس وقت آپ کے تین لڑکے (مرزا بشیر الدین محمود احمد، مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد) موجود تھے۔ اب تک جو بحث ہوئی ہے اس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ ”سبزا شہنشاہ“ میں، نہ اشتہار ”تکمیل تبلیغ“ میں اور نہ ہی بعد ازاں ۱۸۹۷ء تک حضور علیہ السلام نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کو مصلح موعود قرار دیا بلکہ اسکے متعلق زکی غلام ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں کیا۔ ہاں حضور کو جو **وجیہ اور پاک لڑکا** کی بشارت ہوئی تھی اور اس لڑکے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قطعی طور پر یہ وعدہ بھی فرمادیا تھا کہ **وہ لڑکا تیرے ہی ختم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا**۔ اس بشارت کا اولاً۔ مصداق بشیر احمد اول تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے شیر خوارگی میں وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور ساتھ ہی اُسکے مثیل کا وعدہ بھی دیدیا۔ بشیر احمد اول کے بدلے میں یا اُسکے مثیل کے طور پر جو لڑکا پیدا ہونا تھا اللہ تعالیٰ نے اُس کا نام حضور کو بشیر احمد بتایا تھا۔ لہذا جب وہ لڑکا پیدا ہوا تو حضور نے اس کا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا۔ اس طرح یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ خلیفہ ثانی کا الہامی طور پر بشیر احمد اول کا مثیل ہونا تو مسلم ہے لیکن زکی غلام یعنی مصلح موعود ہونا نہیں۔ لہذا ہر مخلص اور متقی احمدی کیلئے اس حقیقت کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ حضور نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق بھی اُسکے پسر موعود یا مصلح موعود ہونے کا تعین نہیں کیا تھا؟؟

تربیاق القلوب میں لڑکوں کی پیدائش سے متعلقہ پیشگوئیوں کے متعلق وضاحت

خاکسار پہلے یہاں حضورؐ کی کتاب تریاق القلوب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ حضورؐ نے یہ کتاب جولائی ۱۸۹۹ء میں لکھنی شروع کی اور شروع ۱۹۰۰ء میں یہ کتاب مکمل ہو گئی تھی۔ اس کتاب کے ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۲ میں حضورؐ نے اپنی صداقت کے ثبوت کے طور پر پچھتر (۷۵) ایسی پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا ہے جو کہ پوری ہو چکی تھیں۔ آپؐ نے پیشگوئی نمبر ۲۱، ۲۲، ۲۳ اور ۲۴ میں صفحات ۲۱۳ سے ۲۱۸ تک اپنے چاروں لڑکوں (مبارک احمد، بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) کی **پیدائش سے متعلقہ پیشگوئیوں** کا ذکر فرمایا ہے۔ کتاب کے صفحہ نمبر ۲۱۸ پر حضور علیہ السلام لکھتے ہیں۔

”اور عجیب تر یہ کہ چاروں لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے **اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء** میں دی تھی اس وقت ہر چہار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور **اشتہار مذکور میں خدا تعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۔ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء** دوسرے کا لم کی سطر نمبر ۷۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔ تب اس نام رکھنے کے بعد یک دفعہ وہ **پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آگئی۔**“

ہم دیکھتے ہیں کہ حضورؐ نے اس اقتباس میں اپنے پسر چہارم (مبارک احمد) کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی سے نسبت دی ہے۔ اس سے آگے یعنی صفحہ نمبر ۲۱۹ سے ۲۲۳ تک حضورؐ اپنے چاروں لڑکوں کی **پیدائش سے متعلقہ پیشگوئیوں** کا قدرے تفصیل کیساتھ ذکر کرتے ہیں۔ خاکسار ہر قسم کے شک و شبہ کو دور کرنے کے واسطے یہاں حضورؐ کے مفصل بیانات درج کرتا ہے۔ اپنے بڑے لڑکے بشیر الدین محمود احمد کے متعلق آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”اور ان چاروں لڑکوں کے پیدا ہونے کی نسبت پیشگوئی کی تاریخ اور پھر پیدا ہونے کے وقت پیدائش کی تاریخ یہ ہے کہ **محمود جو میرا بڑا بیٹا (صرف بیٹا نہ کہ پسر موعود نازل) ہے۔ اسکے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا۔ پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صد ہا یہ سبز رنگ اشتہار پڑے ہوئے ہونگے۔ اور ایسا ہی دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہونگے۔ پھر جب کہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی۔ اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بیخبر ہو۔ تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔ اور اسکے پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے۔ جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے جس میں بیعت کی دس شرائط مندرج ہیں۔ اور اسکے صفحہ ۴ میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے۔**

اے فخرِ رسلِ قرب تو معلوم شد - دیر آمدہ زراہ دور آمدہ -“ (تریاق القلوب - روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۹)

واضح رہے کہ حضورؐ نے تریاق القلوب میں اپنے اس لڑکے (بشیر الدین محمود احمد) کی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی سے متعلق کوئی نسبت نہیں بیان فرمائی ہے۔ صرف اسکی پیدائش کا ذکر فرمایا ہے و بس۔ اس اقتباس کے آخر میں جس الہامی شعر کا ذکر ہے وہ پسر موعود یعنی مصلح موعود کے متعلق ہے۔ اور جس وجود کو اللہ تعالیٰ مصلح موعود بنائے گا وہی اس الہامی شعر کا مصداق اور فخر الرسل ہوگا۔ اگرچہ اشتہار ”تکمیل تبلیغ“ کا مفصل حوالہ خاکسار پہلے درج کر چکا ہے لیکن یہاں ایک بار پھر میں اشتہار ”تکمیل تبلیغ“ کا وہ متعلقہ حصہ درج کرتا ہوں جس میں حضورؐ نے اس لڑکے (بشیر الدین محمود احمد) کی صرف پیدائش کا ذکر فرمایا تھا۔ آپؐ لکھتے ہیں۔

”آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں بمطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام **بالفعل محض تقاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر یا نبی الایہ یا وہ کوئی اور ہے۔** لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۹۱ حاشیہ)

اس کے بعد حضورؐ اپنے دوسرے لڑکے بشیر احمد کے متعلق لکھتے ہیں۔ ”اور میرا دوسرا لڑکا جس کا نام بشیر احمد ہے۔ اسکے پیدا ہونے کی پیشگوئی آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۶۶ میں کی گئی ہے۔ اور اس کتاب کے صفحہ ۲۶۲ کی چوتھی سطر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی کی تاریخ دہم دسمبر ۱۸۹۲ء ہے۔ اور پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں۔ **يَا سَيِّدِي قَمَرُ الْاَلَا نَبِيَاً وَ اَمْرُكُ يَنَاتِي۔ يَسُرُّ اللّٰهُ وَ جَهَّتْ وَ يُبَيِّرُ بُرْهَانَكَ - سَيُؤَلِّدُكَ الْوَلَدُ وَ يُدْنِي مِنْكَ الْفَضْلُ اِنَّ نُوْرِي قَرِيْبٌ -** دیکھو صفحہ آئینہ کمالات اسلام۔ یعنی نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام بن جائیگا۔ تیرے لیے ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائے گا۔ یعنی خدا کے فضل کا موجب ہوگا۔ اور نیز کہ شکل و شبہات میں فضل احمد سے جو دوسری بیوی سے میرا لڑکا ہے مشابہت رکھے گا۔ اور میرا نور قریب ہے (شاید نور سے مراد پسر موعود ہو۔)۔۔۔۔۔۔“ (تریاق القلوب - روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۰)

قارئین کرام۔ حضورؐ نے اپنے دوسرے لڑکے بشیر احمد کے متعلق پسر موعود ہونے کا خیال ظاہر فرمایا ہے۔ اس سے پہلے حضورؐ بشیر الدین محمود احمد کا ذکر فرما چکے ہیں اور اگر وہ حضورؐ

کے علم میں پسر موعود ہوتا تو حضور بشیر احمد کے ذکر میں اس کے متعلق پسر موعود ہونے کا خیال ظاہر نہ فرماتے۔ درج بالا الہام میں یہ جو قمر الانبیاء کا خطاب ہے یہ خطاب بھی مصلح موعود دہی کا ہے خواہ اُسے زکی غلام کہہ لیں یا پسر موعود ایک ہی بات ہے اسکی مزید تفصیل جاننے کیلئے کتاب ”غلام مسیح الزماں“ کے صفحات ۱۸۸ تا ۱۹۲ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ آگے حضور اپنے تیسرے لڑکے شریف احمد کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”اور میرا تیسرا لڑکا جس کا نام شریف احمد ہے اسکے پیدا ہونے کی پیشگوئی میرے رسالہ انوار الاسلام صفحہ ۳۹ کے حاشیہ پر درج ہے۔ اور یہ رسالہ ستمبر ۱۸۹۳ء میں شائع ہوا تھا۔ اور ستمبر ۱۸۹۳ء کو یہ پیشگوئی رسالہ مذکور کے صفحہ ۳۹ کے حاشیہ پر چھاپی گئی تھی۔ اور پھر جیسا کہ رسالہ ضیاء الحق کے اخیر ورق ٹائٹل پیج پر شائع کیا گیا ہے۔ یہ لڑکا یعنی شریف احمد ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء کو مطابق ۲۷/۲۸ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ پیدا ہوا۔ یعنی پیشگوئی کے شائع ہونے کے بعد نو سو مہینے پیدا ہوا۔“ (تربیاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۰ تا ۲۲۱)

قارئین کرام۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضور نے اپنے تیسرے لڑکے شریف احمد کے متعلق بھی کچھ نہیں فرمایا بلکہ صرف اُسکی پیدائش سے متعلقہ پیشگوئی کا ذکر فرمایا ہے۔ اس طرح یہاں تک یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوگئی کہ حضور نے اپنی کتاب تربیاق القلوب میں اپنے بڑے تینوں لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) کی پیدائش سے متعلق صرف پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا نہ کہ ان لڑکوں میں سے کسی کے متعلق اُسکے پسر موعود (مصلح موعود) ہونے کا کوئی تعین کیا تھا۔ واضح رہے کہ تربیاق القلوب کے علاوہ حضور نے اپنی کتاب سراج منیر (روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحات ۳۶-۳۷) اور حقیقۃ الوحی (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحات ۲۲۷-۲۲۸) میں بھی اپنے لڑکوں کی پیدائش سے متعلقہ پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا ہے لیکن ان میں سے کسی (سوائے ایک لڑکے کے جس کا ذکر آگے آئے گا) کو بھی پسر موعود یا مصلح موعود قرار نہیں دیا تھا۔ حضرت مہدی مسیح موعود ابتداء سے ہی اپنے ”تین کو چار کر نیوالے“ لڑکے کا انتظار فرما رہے تھے جو نہ صرف آپ کے فہم بلکہ الہام کے مطابق بھی مصلح موعود تھا۔ جیسا کہ اس کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل حوالہ سے ہوتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

”وَإِنَّ اللَّهَ بَشَّرَنِي فِي ابْنَانِي بِبَشَارَةٍ بَعْدَ بَشَارَةٍ حَتَّىٰ بَلَغَ عَدَدَهُمُ الْهَيِّ ثَلَاثَةً. وَأَنْبَاءُ نَبِيٍّ بِهِمْ قَبْلَ وَجُودِهِم بِالْإِلْهَامِ. فَاشْتَعْتُ هَذِهِ الْإِنْبَاءَ قَبْلَ ظَهْوَرِهَا فِي الْخَوَاصِّ وَالْعَوَامِّ. وَأَنْتُمْ تَتَلَوْنَ تِلْكَ الْأَشْتِهَارَاتِ. ثُمَّ تَمْرُونَ بِهَا غَافِلِينَ مِنَ التَّعَصُّبَاتِ. وَبَشَّرَنِي رَبِّي بِرَابِعٍ رَحْمَةً. وَقَالَ إِنَّهُ يَجْعَلُ الثَّلَاثَةَ أَرْبَعَةً.“ (روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحات ۱۸۲، بحوالہ انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹوں کے متعلق خوشخبری پر خوشخبری دی یہاں تک کہ ان کا عدد تین تک پہنچ گیا۔ اور انکے وجود سے پہلے الہام کیسا تھا انکی خوشخبری دی۔ سو میں نے اُن خبروں کو اُنکے پیدا ہونے سے پہلے خاص و عام میں شائع کیا۔ اور تم ان اشتہاروں کو پڑھتے ہو پھر تعصب کی وجہ سے اُنکی پروا نہیں کرتے اور میرے رب نے اپنی رحمت سے مجھے چوتھے کی خوشخبری دی ہے اور فرمایا کہ وہ تین کو چار کر نیوالا ہوگا۔“

حضور کے درج بالا الفاظ سے ثابت ہے کہ حضور کے پہلے تینوں لڑکے جو زندہ موجود تھے ان میں سے کوئی بھی تین کو چار کر نیوالا نہیں تھا اور انکے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ پر کامل انکشاف فرمایا اور بذریعہ الہام آپ کو بتا دیا کہ تین کو چار کر نیوالا ابھی پیدا ہونا باقی ہے۔ یہ الہامی یقین تھا جس میں غلطی کا احتمال نہیں ہو سکتا۔ اور اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضور نے اپنی کتاب تربیاق القلوب میں اس تین کو چار کر نیوالے لڑکے جس کی بشارت ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دی گئی تھی کے متعلق کیا فرمایا تھا۔؟

### مصلح موعود کا واضح انکشاف اور تعین

تربیاق القلوب میں حضور اپنے چوتھے لڑکے مبارک احمد کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(۱) ”ایک اور الہام ہے جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تینوں لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا۔ اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے۔ اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کر دے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا۔ یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں۔ صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اب دیکھو یہ کس قدر بزرگ نشان ہے؟“ (تربیاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحات ۲۲۲ تا ۲۲۳)

اسی کتاب میں چوتھے لڑکے مبارک احمد کی پیدائش کے بعد اسکے متعلق فرماتے ہیں۔

(۲) ”اور میرا چوتھا لڑکا مبارک احمد ہے اسکی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی۔ اور پھر انجام آتھم کے صفحہ ۱۸۳ میں بتاریخ ۱۴ ستمبر ۱۸۹۶ء یہ پیشگوئی کی گئی۔ اور رسالہ انجام آتھم بمہ ستمبر ۱۸۹۶ء بخوبی ملک میں شائع ہو گیا۔ اور پھر یہ پیشگوئی ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۸ میں اس شرط کیساتھ کی گئی کہ عبدالحق غزنوی جو امرتسر میں مولوی عبدالجبار غزنوی کی جماعت میں رہتا ہے نہیں مرے گا جب تک یہ چوتھا بیٹا پیدا نہ ہو لے۔ اور اس صفحہ ۵۸ میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ اگر عبدالحق غزنوی ہماری مخالفت میں حق پر ہے اور

جناب الہی میں قبولیت رکھتا ہے تو اس پیشگوئی کو دعا کر کے ٹال دے۔ اور پھر یہ پیشگوئی ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۵ میں کی گئی۔ سو خدا تعالیٰ نے میری تصدیق کیلئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کیلئے اور عبدالحق غزنوی کو متنبہ کرنے کیلئے اس **پسر چہارم** کی پیشگوئی کو ۱۴ جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴ صفر ۱۳۱ھ تھی بروز چار شنبہ پورا کر دیا یعنی وہ **مولود مسعود** چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہو گیا۔“ (ایضاً صفحہ ۲۲۱)

حضور اپنے پسر چہارم کے متعلق مزید فرماتے ہیں:-

(۳) ”سو صاحبو وہ دن آ گیا اور وہ چوتھا لڑکا جس کا ان کتابوں میں چار مرتبہ وعدہ دیا گیا تھا۔ صفر ۱۳۱ھ کی چوتھی تاریخ میں بروز چار شنبہ پیدا ہو گیا۔ عجیب بات ہے کہ اس لڑکے کے ساتھ چار کے عدد کو ہر ایک پہلو سے تعلق ہے۔ اسکی نسبت چار پیشگوئیاں ہوئیں۔ یہ چار صفر ۱۳۱ھ کو پیدا ہوا۔ اسکی پیدائش کا دن ہفتہ کا چوتھا دن تھا یعنی بدھ۔ یہ دو پہر کے بعد چوتھے گھنٹہ میں پیدا ہوا۔ یہ خود چوتھا تھا۔ (ایضاً صفحہ ۲۲۳)

قارئین کرام۔ حضرت مہدی و مسیح موعود کی کتاب تریاق القلوب کے مندرجہ بالا اقتباسات سے ثابت ہے کہ حضور نے اس کتاب میں اپنے بڑے بیٹوں لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) کی پیدائش کے متعلق صرف پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا اور ان میں سے کسی کے متعلق بھی اُسکے پسر موعود ہونے کا کوئی واضح اشارہ نہیں دیا تھا۔ چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کو (۱) **مولود مسعود** (۲) **اس لڑکے کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی** اور (۳) **تین کو چار کرنے والا**، فرما کر واضح رنگ میں اسے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیا تھا۔ اس تحقیق اور ثبوت کے بعد کہ حضرت مہدی و مسیح موعود نے بالآخر اپنے چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کے متعلق مصلح موعود ہونے کا کامل انکشاف فرما دیا تھا اب ہم آگے یہ معلوم کرتے ہیں کہ بعد ازاں اس **”تین کو چار کرنے والے“** لڑکے کے متعلق پھر اللہ تعالیٰ کی کیا تقدیر ظاہر ہوئی۔؟ اوائل ستمبر ۱۹۰۷ء میں حضرت مہدی و مسیح موعود نے ایک مندر خواب دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں:-

ستمبر ۱۹۰۷ء:- ”خواب میں دیکھا کہ ایک پانی کا گڑھا ہے۔ مبارک احمد اس میں داخل ہوا اور غرق ہو گیا۔ بہت تلاش کیا گیا مگر کچھ پتہ نہیں ملا۔ پھر آگے چلے گئے تو اس کی بجائے **ایک اور لڑکا بیٹھا ہے۔**“ (تذکرہ صفحہ ۶۱۸، بحوالہ بدر جلد نمبر ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

بعد ازاں ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کے دن مبارک احمد فوت ہو گئے۔ لیکن مبارک احمد کی وفات کے بعد اسی دن یعنی ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو ہی اللہ تعالیٰ نے پھر حضور کو ایک حلیم غلام کی بشارت دیدی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”إِنَّا نُنَبِّئُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ۔ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔“ (تذکرہ صفحہ ۶۱۹، بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱) اب حلیم ہونا تو مصلح موعود کی ایک علامت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں اُسکے متعلق فرماتا ہے۔ ”وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم“ لہذا یہ حلیم غلام جس کی مبارک احمد کی وفات کے دن بشارت دی گئی تھی کوئی نیا غلام نہیں تھا بلکہ یہ وہی زکی غلام اور مصلح موعود تھا جس کی پہلے ہی الہامی پیشگوئی میں بشارت موجود تھی۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور فیصلہ کن امر ظاہر فرما دیا۔ وہ یہ کہ اس حلیم غلام کو مبارک احمد کا مثیل قرار دے دیا۔ اور اس طرح یہ پیشگوئی مصلح موعود مبارک احمد سے منتقل ہو کر آگے اُسکے مثیل کی طرف چلی گئی۔ جیسا کہ حضور اپنے اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۷ء میں فرماتے ہیں:-

”لیکن خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا۔ ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا۔ إِنَّا نُنَبِّئُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ۔ يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ۔ ترجمہ۔ یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائم مقام اور اس کا شبیہ ہوگا پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو۔ اسلئے اس نے بحجرت وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے۔“ (تذکرہ صفحہ ۶۲۲، بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۵۸)

اب حضور علیہ السلام کو علم تھا کہ میرا مثیل مبارک احمد ہی مصلح موعود ہے یعنی وہی **سبز رنگ کا بڑا پھل** جو آپ نے الہامی پیشگوئی کے معا بعد ایک کشف میں دیکھا تھا اور آپ اس کا اپنے گھر میں انتظار کرتے رہے۔ لیکن چونکہ حضرت صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش (۱۴ جون ۱۸۹۹ء) کے بعد حضور کے گھر میں بطور مثیل مبارک احمد کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا اور اس طرح یہ الہامی پیشگوئی آپکے جسمانی لڑکوں سے نکل کر آگے آپکی ذریت یعنی روحانی اولاد کی طرف منتقل ہو گئی۔ زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد کے متعلق آخری الہامی بشارت کب ہوئی؟

## زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد کے متعلق آخری اور فیصلہ کن الہامی بشارت

۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء:- ”سَاهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔ رَبِّ هَبْ لِي ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔ إِنَّا نُنَبِّئُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ۔۔۔۔۔ آمدن عید مبارک باد۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔“ (تذکرہ صفحہ ۶۲۶، بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

ترجمہ۔ میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔ کیا تو نے دیکھا کہ تیرے رب نے اصحابِ قبل کیساتھ کیا کیا۔۔۔۔۔ عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔

سلطانی صاحب۔ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں مصلح موعود کی الہامی بشارت ”زکی غلام“ کے الفاظ میں نازل ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ۶/۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے دن آخری بار پھر انہیں الفاظ میں الہامی بشارت دیکر نہ صرف اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ مصلح موعود ۶/۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہوگا بلکہ اس بات کا بھی فیصلہ فرما دیا کہ حضور کے جسمانی لڑکوں میں سے کوئی بھی اس الہامی بشارت کا مصداق نہیں ہوگا۔ یہ حقیقت اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ثابت کر رہا ہے جو حضرت مہدی و مسیح موعود پر نازل ہوا تھا۔ اگر آپکا حضرت مہدی و مسیح موعود کی صداقت پر پختہ ایمان ہے تو کیا آپکے اس ایمان کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ آپ حضور کے بمشکل سے یہ جو نتیجہ نکل رہا ہے اس پر بھی ایمان لاؤ؟ یہ بھی واضح رہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے نہ کہ کسی انسان کا کیونکہ کسی مصلح موعود بنانا یا نہ بنانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے نہ کہ کسی انسان کا یا لوگوں کا۔ کیا آپ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کو قبول نہیں کرو گے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ اب تک کی بحث میں یہ چاروں باتیں قطعی طور پر ثابت ہو گئی ہیں۔

(۱) ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو چار یا آٹھ کی بجائے دو (۲) وجودوں (وجیہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) کی بشارت دی تھیں۔  
(۲) اگرچہ حضور علیہ السلام کا شروع میں خیال تھا کہ یہ دونوں وجود آپکے صلی لڑکے ہیں لیکن بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کے متعلق مبشر الہامات نازل فرما کر بالواسطہ طور پر ظاہر فرما دیا کہ وہ حضور علیہ السلام کا کوئی صلی لڑکا نہیں ہے۔

(۳) یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ”وجیہ اور پاک لڑکا“ سے متعلق وعدہ مثیل بشیر احمد اول کے رنگ میں بشیر الدین محمود احمد کے وجود میں پورا کر دیا۔  
(۴) الہامی پیشگوئی میں وجیہ اور پاک لڑکے کی بجائے زکی غلام مصلح موعود ہے۔ پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت کے متعلق اس مفصل بحث کے بعد آخر میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل الہامی پیشگوئی کے بعد جو مبشر الہامات کا سلسلہ نزول آپکی وفات تک جاری رہتا ہے خاکسار انہیں یکجا طور پر ذیل میں درج کرتا ہے۔

### ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل الہامی پیشگوئی کے بعد غلام مسیح الزماں کے متعلق مبشر الہامات کا ترتیب وار نزول

(۲) ۱۸۹۴ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ“۔ یعنی ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۲۱۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰ حاشیہ)  
(۳) ۱۸۹۶ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ۔ مَظْهَرِ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَمَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ“۔ ترجمہ۔ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اترے۔ (تذکرہ صفحہ ۲۳۸ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۲)  
(۴) ۱۳ اپریل ۱۸۹۹ء۔ ”إِصْبِرْ مَلِيًّا سَاهَبَ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا“۔ یعنی کچھ ٹھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔ (تذکرہ صفحہ ۲۷۷ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶)

(۵) ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَافِلَةٍ لَكَ۔ نَافِلَةٌ مِّنْ عِنْدِي“۔ ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔ (تذکرہ صفحہ ۵۰۰/۵۰۰ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر امور مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)  
(۶) مارچ ۱۹۰۶ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَافِلَةٍ لَكَ“۔ ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔ جو تیرے لیے نافلہ ہوگا۔ (تذکرہ صفحہ ۵۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۰/۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۷) ۱۹۰۶ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ مَّظْهَرِ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَمَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ“۔ ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اترے گا۔ (تذکرہ صفحہ ۵۵۳ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸-۹۹)

(۸) ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء۔ ”إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ“۔ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)  
(۹) اکتوبر ۱۹۰۷ء۔ ”(۵) إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ (۶) يَنْزِلُ مَنَزِلَ الْمُبَارَكِ - (۷) سَاقِيَا مَدَنٍ عِيدِ مَبَارَكِ بَادَتِ“۔ (تذکرہ صفحہ ۶۲۲ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۹ مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱) ترجمہ۔ ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔ اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔

(۱۰) ۶/۷ نومبر ۱۹۰۷ء۔ ”سَاهَبَ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔ رَبِّ هَبْ لِي ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ - أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ۔ ... آءِ مَدَنٍ عِيدِ مَبَارَكِ بَادَتِ۔ عِيدُ تُوْهُ هُوَ چاہے کرو یا نہ کرو۔“ (تذکرہ صفحہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰/۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳) ترجمہ۔ میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔ کیا تو نے دیکھا کہ تیرے رب نے اصحابِ قبل کیساتھ کیا کیا۔

جناب سلطانی صاحب۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مصلح موعود کی آخری الہامی بشارت کے ساتھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”آمدن عید مبارک بادت“، یعنی عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔ کسی روحانی مصلح کی بعثت اہل دنیا کے لیے عید کی قائم مقام ہوتی ہے۔ حضرت مہدی و مسیح موعود نے بھی اس نکتہ کی وضاحت اپنی مختلف کتب میں فرمائی ہے۔ اس الہام کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ”عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو“ اس کا کیا مطلب ہے؟؟؟ مصلح موعود سے متعلق اس آخری مبشر الہام میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے۔ اے میرے مہدی و مسیح۔ جب تیرا یہ موعود دنیا میں آئے گا تو کچھ لوگ ایسے حالات پیدا کر چکے ہوں گے کہ جس کے نتیجے میں تیری جماعت کے لوگ اس روحانی عید کو منانے کیلئے تیار نہیں ہوں گے۔ آج حضور کی جماعت میں خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کی بدولت کیا ایسے حالات پیدا نہیں کر دیئے گئے کہ کوئی بھی فرد جماعت مصلح موعود سے متعلقہ عید کو منانے کیلئے تیار نہیں ہے۔ کیا آج موعود کی غلام کے متعلق حضور کا یہ الہام عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو لفظ بہ لفظ پورا نہیں ہو گیا ہے۔؟؟؟۔

مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

جناب سلطانی صاحب۔ اس ضمن میں مزید کچھ عرض کرنے سے پہلے خاکسار اللہ تعالیٰ کی ایک سنت کا یہاں ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہے۔ وہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی برگزیدہ بندے (نبی یا ولی) کو کسی بیٹے کی بشارت دیتا ہے تو بشارت کے وقت وہ مبشر (جس کی بشارت دی گئی ہو) اس دنیا میں موجود نہیں ہوتا بلکہ وہ بشارت کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ درج ذیل آیات میں بعض انبیاء علیہم السلام کی مثالیں دیکر ہمیں اس حقیقت سے آگاہ فرماتا ہے۔

(۱) ”رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ☆ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ☆ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَتِيمَىٰ إِنِّي آرَأَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ط----- مِنَ الصَّابِرِينَ ☆“ (صافات - ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳) ترجمہ۔ (تفسیر صغیر) (اور ابراہیم نے کہا) اے میرے رب! مجھے نیکو کار اولاد بخش۔ تب ہم نے اس کو ایک حلیم غلام کی بشارت دی۔ پھر جب وہ غلام اسکے ساتھ تیز چلنے کے قابل ہو گیا تو اُس (ابراہیم) نے کہا اے میرے بیٹے! میں نے تجھے خواب میں دیکھا ہے کہ (گویا) میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس تو فیصلہ کر کہ اس میں تیری کیا رائے ہے۔۔۔۔۔ مجھے اپنے ایمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔

(۲) ”وَ امْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكْتُ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَقَ يُعْقُوبُ ☆ قَالَتْ يُوَيْلَىٰ آلِ اللَّهِ وَأَنَا عَجُوزٌ وَ هَذَا بَعْلِي شَيْخًا لَّهَذَا لَشَىٰ عَجِيبٌ ☆“ (ہود - ۷۲، ۷۳) ترجمہ۔ (تفسیر صغیر) اور اُس (ابراہیم) کی بیوی (بھی پاس ہی) کھڑی تھی۔ اس پر وہ بھی گھبرائی۔ تب ہم نے اُسکی تسلی کے لیے اُس کو اسحق کی اور اسحق کے بعد یعقوب (کی پیدائش) کی بشارت دی۔ اُس (ابراہیم کی بیوی) نے کہا، ہائے میری ذلت! کیا میں (بچہ) جنوں کی حالانکہ میں بوڑھی (ہو چکی) ہوں اور میرا خاوند بھی بڑھاپے کی حالت میں ہے۔ یہ یقیناً عجیب بات ہے۔

(۳) ”فَأَوْحَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ط قَالُوا لَا تَخَفْ وَ بَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ☆ فَاقْبَلَتْ امْرَأَتُهُ فِي صَرِّهِ فَصَكَّتْ وَ جَهَّهَا وَ قَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ☆ قَالُوا كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ☆“ (ذاریات - ۲۹ تا ۳۱) ترجمہ۔ (تفسیر صغیر) اور (حضرت ابراہیم دل میں) اُن سے کچھ ڈرا (وہ یعنی فرشتے اس حالت کو سمجھ گئے) اور کہنے لگے، ڈر نہیں۔ اور اُسے ایک حلیم غلام کی بشارت دی۔ اتنے میں اُسکی بیوی آگے آئی جس کے چہرے پر شرم کے آثار تھے۔ پس اُس نے زور سے اپنے ہاتھ چہرے پر مارے اور بولی۔ میں ایک بانجھ بڑھیا ہوں۔ انہوں نے کہا (یہ سچ ہے) تو ایسی ہی ہے لیکن تیرے رب نے (وہی) کہا ہے (جو ہم نے کہا ہے) وہ یقیناً بڑی حکمت والا (اور) بڑے علم والا ہے۔

(۴) ”قَالُوا لَا تَوَلَّ جَلَّ إِنَّا نَبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ☆ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَىٰ أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فِيمَ تَبَشِّرُون ☆ قَالُوا ابَشِّرْنَا بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَاطِيْنَ ☆“ (الحجر - ۵۳، ۵۵، ۵۶) ترجمہ۔ (تفسیر صغیر) انہوں (یعنی فرشتوں) نے کہا (کہ) تو خوف نہ کر، ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ اُس نے کہا (کہ) کیا تم نے میرے بوڑھا ہوجانے کے باوجود مجھے یہ بشارت دی ہے، پس (بتاؤ کہ) کس بنا پر تم مجھے (یہ) بشارت دیتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تجھے سچی بشارت دی ہے۔ پس تو نا امید مت ہو۔

(۵) ”يٰۤاٰكْرِبَاءِ اِنَّا نَبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اِسْمُهُ يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَلْ لَهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ☆ قَالَ رَبِّ اُنِّىٓ يَكُوْنُ لِيْ غُلَمٌ وَّ كَانَتْ اِمْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ☆ قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلٰى هِمِّيْٓ وَّ قَدْ خَلَقْتَنِيْ مِنْ قَبْلُ وَّ لَمْ تَكُ شَيْئًا ☆“ (مریم - ۸، ۹، ۱۰) ترجمہ۔ (تفسیر صغیر) (اس پر اللہ نے فرمایا) اے زکریا! ہم تجھے ایک غلام کی خبر دیتے ہیں اس کا نام یحییٰ ہوگا۔ ہم نے اس سے پہلے کسی کو اس نام سے یاد نہیں کیا۔ (زکریا نے) کہا۔ اے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے، حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہائی حد کو پہنچ چکا ہوں۔ (فرشتہ نے) کہا (کہ) جس طرح تو کہتا ہے واقعہ اسی طرح (ہے) (مگر) تیرا رب کہتا ہے کہ یہ (بات) مجھ پر آسان ہے اور (دیکھ کہ) میں تجھے اس سے پہلے پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔

(۶) ”هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاِ ☆ فَادَّٰتُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اِنَّ اللّٰهَ يُشْرِكُ بِحٰبِيْ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا وَّ حٰضِرًا وَّ نَبِيًّا مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ☆ قَالَ رَبِّ اُنِّىٓ يَكُوْنُ لِيْ غُلَمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِى الْكِبَرُ وَاِمْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ط قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ

☆ (ال عمران - ۳۹، ۴۰، ۴۱) ترجمہ۔ (تفسیر صغیر) تب زکریا نے اپنے رب کو پکارا کہا کہ اے میرے رب! تو مجھے اپنی جناب سے پاک اولاد بخش تو یقیناً دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔ اس پر فرشتوں نے اُسے جبکہ وہ گھر کے بہترین حصہ میں نماز پڑھ رہا تھا آواز دی کہ اللہ تجھے بچی کی بشارت دیتا ہے جو اللہ کی ایک بات کو پورا کرنے والا ہوگا اور سردار اور (گناہوں سے) روکنے والا اور نیکیوں میں سے (ترقی کر کے) نبی ہوگا۔ اُس نے کہا کہ اے میرے رب مجھے لڑکا کس طرح ملے گا، حالانکہ مجھ پر بڑھاپا آ گیا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے۔ فرمایا اللہ ایسا ہی (قادر) ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(۷) ”إِذْ قَالَتِ الْمَلَأِكَةُ يَمْرُؤُا إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ☆ وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهَلًا وَ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ☆ قَالَتْ رَبِّ اَنْتِ يَكُوْنُ لِيْ وَ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشْرًا ط قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ ☆“ (ال عمران - ۴۶، ۴۷، ۴۸) ترجمہ۔ (تفسیر صغیر) جب فرشتوں نے کہا تھا کہ اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک کلام کے ذریعہ سے بشارت دیتا ہے اُس (مُبَشِّر) کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا جو (اس) دنیا اور آخرت میں صاحب منزلت ہوگا اور (خدا کے) مقربوں میں سے ہوگا۔ اور پنگھوڑے (یعنی چھوٹی عمر) میں بھی لوگوں سے باتیں کرے گا اور ادھیڑ عمر ہونے کی حالت میں (بھی) اور نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ اُس (یعنی حضرت مریم) نے کہا (کہ) اے میرے رب! میرے ہاں بچہ کس طرح ہوگا حالانکہ کسی بشر نے (بھی) مجھے نہیں چھوا۔ فرمایا اللہ (کا کام) ایسا ہی (ہوتا) ہے۔ وہ جو چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے (اور) جب وہ کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اسے متعلق صرف یہ فرماتا ہے کہ تو وجود میں آ جا۔ سو وہ وجود میں آ جاتی ہے۔

(۸) ”قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلٌ رَبِّكَ لِآهَبَ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا ☆ قَالَتْ اَنْتِ يَكُوْنُ لِيْ غُلْمٌ وَ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشْرًا وَ لَمْ اَكْ بَعِيًّا ☆ قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّئًا وَ لَنَجْعَلَنَّ اَيَّةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ☆“ (مریم - ۲۰، ۲۱، ۲۲) ترجمہ۔ (تفسیر صغیر) (فرشتہ نے) کہا۔ میں تو صرف تیرے رب کا بھیجا ہوا پیغامبر ہوں تاکہ میں تجھے (وحی کے مطابق) ایک زکی (پاک اور نیک) غلام دوں۔ (مریم نے) کہا۔ میرے ہاں غلام کہاں سے ہوگا۔ حالانکہ اب تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا۔ اور میں کبھی بدکاری میں مبتلا نہیں ہوئی۔ (فرشتہ نے) کہا (بات) اسی طرح ہے (جس طرح تو نے کبھی، مگر) تیرے رب نے یہ کہا ہے، کہ یہ (کام) مجھ پر آسان ہے اور (ہم اسلئے یہ غلام پیدا کریں گے) تاکہ اُسے لوگوں کیلئے ایک نشان بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت (کا موجب بھی بنائیں) اور یہ (امر) ہماری تقدیر میں طے ہو چکا ہے۔

### غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کے متعلق بار بار الہامی بشارات کی غرض و غایت

زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق تمام مبشر کلام الہی جو حضور پر نازل ہوا تھا آپ نے شان انبیاء کے مطابق یہ تمام کلام اپنی زندگی میں مختلف اخبارات اور اپنی کتب میں شائع فرمادیا تھا۔ حضور کو اپنے الہامی کلام پر اسکے کلام اللہ ہونے کے ضمن میں اتنا ہی یقین تھا جتنا آپ کو قرآن کریم کی وحی کے بارے میں یقین تھا۔ آپ اپنی وحی کے متعلق فرماتے ہیں۔ ”وَ اِنْ كَانَ الْاَمْرُ خِلَافَ ذٰلِكَ عَلَيَّ فَرَضَ الْمَحَالِ فَبِنَدَانَا كَلِمَةً مِّنْ اَيْدِنَا كَالْمَتَاعِ الرَّدِّيِّ وَ مَادَّةِ السَّعَالِ۔“ (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۱) اگر میری وحی قرآن کے خلاف ہو تو میں اسے تھوک کی طرح پھینک دوں۔

آپ علیہ السلام نے بڑا زور دے کر یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر سچا الہام اسی الہی سنت کے مطابق ہونا چاہیے جو کہ قرآن کریم میں وارد ہو چکی ہے۔ اور یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک الہام سچا بھی ہو اور وہ پورا بھی قرآنی سنت کے برخلاف ہو۔ آپ فرماتے ہیں۔

”یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر ایک الہام کیلئے وہ سنت اللہ بطور امام اور مہتمم اور پیشرو کے ہے جو قرآن میں وارد ہو چکی ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی الہام اس سنت کو توڑ کر ظہور میں آوے کیونکہ اس سے پاک نوشتوں کا باطل ہونا لازم آتا ہے۔“ (انوار الاسلام، مطبوعہ ۱۸۹۵ء۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۹۱)

جناب سلطانی صاحب۔ جب ہم قرآن مجید کی روشنی میں غلام مسیح الزماں کے متعلق مبشر الہامات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مصلح موعود کے متعلق بار بار نازل ہونے والے مبشر کلام الہی میں اللہ تعالیٰ اپنے مہدی مسیح موعود کو اور آپ کے توسط سے آپ کی جماعت کو یہ پیغام دے رہا تھا کہ ابھی تک وہ مصلح موعود پیدا نہیں ہوا ہے۔ وہ زکی غلام اپنی آخری بشارت یعنی ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس مبشر کلام الہی میں سمجھا رہا تھا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے اپنے کسی نبی یا ولی کو کسی بچے کی بشارت دی ہو جبکہ وہ بچہ اُسکی گود میں ہو یا اُسکے گھر میں کھیلتا پھر رہا ہو۔ یہ بات میری سنت کے خلاف ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس طرح نہ صرف حضور کے سارے جسمانی لڑکے بلکہ وہ تمام روحانی لڑکے بھی جو آپ کی ذریت یعنی جماعت احمدیہ میں ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہو چکے تھے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر نکل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات کی حقیقت اس عاجز پر اسی طرح منکشف فرمائی ہے جس طرح قریباً ایک صدی قبل اُس نے میرے بلکہ ہم سب کے آقا حضرت مہدی مسیح موعود پر حضرت مسیح ناصری کی وفات کا انکشاف فرمایا تھا۔ یہ مبشر کلام الہی ہمیں درج ذیل دو (۲) یقینی نتائج پر پہنچاتا ہے۔ اور کوئی بھی انسان جو قرآنی وحی اور حضرت مہدی مسیح موعود کو سچا مانتا ہے

کیلئے ممکن نہیں کہ وہ ان دونوں نتائج کو چیلنج کر سکے یا جھٹلا سکے۔

(۱) غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر کلام الہی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے جسمانی لڑکوں (مرزا بشیر الدین محمود احمد، مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد) میں سے کسی کو بھی مصلح موعود نہیں بنائے گا۔

(۲) زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد یا مصلح موعود نے اپنے آخری مبشر الہام جو کہ مورخہ ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو نازل ہوا تھا کے بعد جماعت احمدیہ میں پیدا ہونا ہے۔

**جناب سلطانی صاحب**۔ واضح رہے کہ میں کسی کا مخالف نہیں ہوں اور نہ ہی میرے دل میں کسی کے خلاف کینہ ہے۔ میں کسی خاص قوم یا خاندان کو معزز نہیں سمجھتا بلکہ میرے نزدیک دنیا کا ہر انسان بشریٰ تقویٰ معزز ہے اور اسکی عزت نفس کا خیال کرنا دوسروں کیلئے ضروری ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ** (حجرات۔ ۱۳) یقیناً اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے

آپکی طرح اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی اولاد کا احترام کرنا بھی میں ضروری خیال کرتا ہوں کیونکہ بہر حال یہ ایک عظیم انسان کی اولاد ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود اس ضمن میں اتنی گذارش ہے کہ عقیدت اپنی جگہ پر پیشگوئی مصلح موعود چونکہ ہم احمدیوں کے عقیدہ میں شامل ہے لہذا میرے لیے ضروری ہے کہ میں افراد جماعت کی آگاہی اور فکری راہنمائی کیلئے خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے متعلق چند تلخ حقائق کی نشاندہی کر دوں۔ اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کے بعد بڑے واضح طور پر زکی غلام (مصلح موعود) کو مثیل مبارک احمد قرار دے کر اپنے مبشر الہام میں یہ بخوبی ظاہر فرمادیا تھا کہ اُسکی پیدائش ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد ہوگی۔ حضرت بائے جماعت اس زکی غلام (مثیل مبارک احمد) کا اپنے گھر میں پیدا ہونے کا انتظار کرتے کرتے بالآخر الہی تقدیر کے مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اس دار الفنا سے رخصت ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

### مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود کے متعلق ۱۹۰۸ء میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کا موقف

یہ بات یاد رکھیں کہ زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد نہ حضورؑ کی زندگی میں آپکے گھر میں پیدا ہوا اور نہ ہی آپکی وفات کے بعد آپکے گھر میں پیدا ہوا۔ اس پر مخالفین نے کافی شور و غوغا کیا کہ زکی غلام اور مثیل مبارک احمد جس سے قوموں نے برکت پائی تھی وہ تو مرزا صاحب کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا لہذا مرزا صاحب نعوذ باللہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ حضرت بائے سلسلہ کی وفات کے وقت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی عمر اُنیس (۱۹) سال تھی اور آپ اس وقت حضورؑ کے جاری کردہ رسالہ تشہید لا ذہان کے ایڈیٹر تھے۔ آپ زکی غلام مسیح الزماں (مثیل مبارک احمد) جس کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا تھا سے متعلق مبشر الہامات (بطور خاص وہ مبشر الہامات جو مرزا مبارک احمد کی وفات کے بعد نازل ہوئے) کے ضمن میں مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے مورخہ جون، جولائی ۱۹۰۸ء میں رسالہ تشہید لا ذہان میں لکھتے ہیں:-

(۱) ”اور پھر یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ زبان کے لحاظ سے بھی بیٹا آئندہ نسل کے کسی فرد پر بھی بولا جاتا ہے چنانچہ عربی میں اس طرح کثرت سے استعمال ہوتا ہے چنانچہ اکثر قبیلوں کے نام اُنکے کسی بزرگ کے نام پر ہوتے ہیں اور وہ اُسکی اولاد کہلاتی ہیں۔۔۔ جب دنیا اپنے طور پر ایک شخص کو صدیوں گزرنے کے بعد بھی ایک دوسرے شخص کا بیٹا قرار دیتی ہے اور عمر بن عبدالعزیز اور ہارون الرشید امیر اور عباس کے لڑکے کہلاتے ہیں تو کیا وجہ کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی آئندہ ہونیوالے لڑکے کو اُن کے لڑکے کے نام سے پکار نہ سکے۔ کیا وہ کام جس کا انسان کو اختیار ہے خدا اُسکے کرنے سے معذور ہے۔؟ یا جب دنیا کے طالب ایک شخص کو کسی پہلے گزرے ہوئے شخص سے نسبت دیتے ہیں حالانکہ وہ اُس کا مستحق نہیں ہوتا تو کیا خدا جو خوب جانتا ہے کہ کون کس سے نسبت دینے جانے کے لائق ہے ایسا نہیں کر سکتا۔؟ آج وہ سید جو ہزاروں قسم کی بدیوں میں مبتلا ہیں اور لاکھوں گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور سینکڑوں قسم کی بدکاریاں صبح اور شام اُن سے سرزد ہوتی ہیں اور وہ جنکے اقوال ایک شریف آدمی کی زبان پر نہیں لائے جاسکتے۔ اور جنکے افعال ایسے نہیں ہیں کہ نیکیوں کی مجلس میں اُنکا ذکر بھی کیا جائے تو آل محمد کہلانے کے مستحق ہیں مگر حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی لڑکے کو اگر خدا تعالیٰ نے کسی مصلحت کی وجہ سے اُنکا لڑکا قرار دیا اور اُسکے وجود کی اُنکو بشارت دی تو وہ ناجائز ٹھہرا۔ کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا ان سے بھی زیادہ محدود طاقتوں والا ہے۔؟ یا اُس کو نسبت دینے کا علم نہیں اور وہ اس بارہ میں غلطی کر بیٹھا ہے۔؟ (نعوذ باللہ) آج سینکڑوں نہیں ہزاروں لیکچرار اپنی تقریریں میں زور زور سے چلا چلا کر کہتے ہیں کہ اے بنی آدم ایسا مت کر یا ایسا کرو مگر اُن سے کوئی نہیں پوچھتا کہ ہمارے باپ کا نام تو آدم نہ تھا پھر تم کیوں ہم کو اس نام سے پکارتے ہو۔ مگر حضرت صاحب کی نسل میں سے ایک بچہ کو اگر اُنکا لڑکا قرار دیا گیا تو کونسا اندھیر آ گیا۔ کھنیٰ  
 لہذا کا الہام صاف ثابت کرتا ہے کہ بیٹے کے الہام آئندہ نسل کے کسی لڑکے کی نسبت ہیں اور پھر وہ الہام جس میں ہے کہ تیری اولاد تیرے نام سے مشہور ہوگی۔ اسکی اور بھی تائید کرتا ہے کہ آئندہ نسل کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا کہا جاسکتا ہے اور خدا تعالیٰ تو خوب جانتا ہے کہ کون اُنکا بیٹا ہونے کے لائق ہے اس لیے اگر کسی عظیم الشان لڑکے کی نسبت جو دنیا میں ایک تبدیلی پیدا کر دے خبر دی جائے اور اُس کو حضرت صاحب کا بیٹا قرار دیا جائے تو کیا حرج ہے۔ نبی کریمؐ نے بھی تو فرمایا ہے کہ اہل فارس میں سے جو ایمان لائے وہ بنی

فاطمہ میں سے ہے پس کیا اہل فارس خود حضرت فاطمہ کے لڑکے بن جاتے ہیں۔ اور پھر اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ جیسے قرآن و احادیث میں کثرت سے یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ سے اگر خدا تعالیٰ نے اس رنگ میں کلام کیا تو کیا حرج واقع ہوا مثلاً۔ قرآن شریف میں یہودیوں کو بار بار بنی اسرائیل کے نام سے پکارا جاتا ہے حالانکہ اسرائیل کوفوت ہوئے قریباً اڑھائی ہزار برس گزر گئے تھے اور یہودیوں کو پھر بھی خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نام سے پکارا ہے اگر یہ محاورہ عرب کا نہ ہوتا اور کتب الہیہ میں ایسا طریق نہ ہوتا تو اُس وقت کے یہودی جو بات پر اعتراض کرتے تھے فوراً بول اٹھتے اور شور مچا دیتے کہ دیکھو ایسا تم کہو، بنی اسرائیل نہیں۔ اور اپنے والدین کا نام بتاتے کہ اُنکی اولاد سے ہیں اور پھر قرآن شریف میں حضرت ابراہیمؑ کی نسبت آتا ہے کہ وہ ہبنالہ اسحق و یعقوب یعنی ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو اسحق اور یعقوب عطا کیے حالانکہ حضرت یعقوب حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے نہ تھے بلکہ حضرت اسحق کے لڑکے تھے پس معلوم ہوا کہ خدا کے کلام میں ایسا آجاتا ہے اور اس میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔“

(رسالہ تشہید لاذہان ولیم ۳-نمبر ۶-۷ صفحات ۳۰۱ تا ۳۰۳-مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

(II) ”غور کرو کہ قرآن شریف میں صاف آتا ہے وَحَا هُدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ حِجَابِہ ط هُوَا جَتَبْتُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مَلَّةً اَبَیْكُمْ اِبْرَاہِیْمَ ط هُوَا سَمَّكُمْ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (پارہ ۱-سورۃ حج رکوع ۱۰) اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں خوب کوشش جس نے پسند کیا تم کو اور نہیں کی تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی وہ دین جو تمہارے باپ ابراہیمؑ کا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اب کیا ان آیات سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کے باپ کا نام ابراہیمؑ ہوتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو حضرت ابراہیمؑ کی طرز پر کام کرتا اور اُنکے بتائے ہوئے رستہ پر چلتا ہے اور اسلام قبول کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایسا ہے جیسے ابراہیمؑ کا بیٹا۔ ورنہ یہ بات تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کی سینکڑوں قومیں ایسی ہیں جو اسلام میں داخل ہیں مگر حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے نہیں اور نہ اُنکی قوم کا حضرت ابراہیمؑ کے خاندان سے کوئی تعلق ہے پس جب خدا تعالیٰ نے ہر ایک اُس شخص کو جو مسلمان ہوتا ہے اور خدا کی راہ میں کوشش کرتا ہے حضرت ابراہیمؑ کا بیٹا قرار دیا اور بیٹے کے لفظ کو اس قدر وسیع کر دیا کہ بنی اسمعیل اور بنی اسرائیل کی بھی کوئی شرط نہ رکھی تو پھر اگر آج اُس خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی کو انہیں کا بیٹا قرار دیا تو کیا حرج ہے جبکہ آج ہیں کروڑ انسان جو مسلمان کہلاتے ہیں خواہ عرب کے رہنے والے ہوں یا شام کے۔ غرضیکہ ایران افغانستان ہندوستان چین جاپان کے علاوہ یورپ و امریکہ کے باشندے بھی حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے کہلا سکتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اُنکو ابراہیمؑ کے بیٹے قرار دیتا ہے تو ایک شخص کو اگر حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا قرار دیا گیا تو کیا غضب ہوا۔ پھر حدیث دیکھتے ہیں تو اس میں بھی بہت سے ایسے محاورات پاتے ہیں مثلاً معراج کی رات جب آنحضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے حضرت ابراہیمؑ کی نسبت پوچھا کہ یہ کون ہیں تو اُن کو انہوں نے جواب میں کہا ہذا ابوک صالحاً یعنی یہ تیرا نیک باپ ہے، اور ایسا ہی حضرت آدمؑ کی نسبت فرمایا پس جب قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت ہے تو پھر حضرت اقدسؑ پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے کہ اُنکو ایک لڑکے کا وعدہ تھا جو پورا نہ ہوا۔ خدا کے وعدے ٹلا نہیں کرتے اور وہ پورے ہو کر رہتے ہیں اسی طرح یہاں بھی ہوگا۔ ان الہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰ ابن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا۔ اور اس میری بات کی تائید خود حضرت اقدسؑ کے اس الہام سے بھی ہوتی ہے جو میں اوپر درج کر آیا ہوں یعنی کسفیٰ ہذا۔ جسکے معنی یہ تھے کہ حضرت اقدسؑ کے ہاں اب زینہ اولاد نہ ہوگی چنانچہ اُسکے بعد دو لڑکیاں ہوئیں اور لڑکا کوئی نہیں ہوا۔ اور خود حضرت اقدسؑ کا بھی یہی خیال تھا کیونکہ انہوں نے بھی ایک الہام جس میں بیٹے کی بشارت تھی اپنے پوتے پر لگایا تھا ورنہ اگر اُنکو یہ خیال ہوتا کہ میرے ہی بیٹا ہوگا تو پوتے پر کیوں لگاتے۔ سمجھتے کہ آئندہ بیٹا ہوگا اور وہ الہام پورا ہو جائے گا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ وہ الہامات کسی آئندہ نسل کے لڑکے کی نسبت تھے خواہ پوتا ہو یا پڑپوتا ہو یا کچھ مدت بعد ہو۔“ (رسالہ تشہید لاذہان ولیم ۳-نمبر ۶-۷ صفحات ۳۰۱ تا ۳۰۳-مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

(III) ”نبی کریم ﷺ نے ریل کی سواری کی خبر دی تھی جو آجکل آکر پوری ہوئی تو کیا بیچ کی بارہ صدیوں کے لوگ دین اسلام کو ترک کر دیتے اور کفر اختیار کر لیتے کہ وہ نئی سواری کا وعدہ پورا نہیں ہوا۔ پس جب سب نبیوں سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے اور انہوں نے آئندہ زمانہ کی خبریں بھی دی ہیں تو اگر حضرت مسیح موعودؑ نے کچھ آئندہ کی خبریں دی اور بتایا کہ میری نسل میں سے ایک ایسا لڑکا ہوگا بیت اس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اُس کی مدد کیلئے اتر آیا تو کیا ہوا اس سے تو اُنکی اور بھی سچائی ثابت ہوگی اور اُس وقت کے لوگ اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھیں گے اور مزہ اٹھائیں گے۔ آجکل کے لوگوں سے جو وعدے ہیں وہ اُن پر غور کریں اور اُن پر جو شکوک ہیں وہ بیان کریں اور توبہ استغفار ساتھ کرتے رہیں تا اُنہیں اصل حقیقت معلوم ہو اور خدا اپنے خاص فضل سے اُن پر سچائی کھول دے اور وہ صراطِ مستقیم دیکھ لیں تا کہ ہلاکت سے بچ جائیں۔ ورنہ جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں یہ بیٹے کی پیشگوئی تو کسی ایسے لڑکے کی نسبت ہے، جو آپ کی نسل سے ہوگا اور بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اُسکے ساتھ ہوگی۔ اور یہ بھی میں ثابت کر آیا ہوں کہ حضرت اقدسؑ کے الہامات میں ہی اس قسم کے استعارے نہیں ہیں بلکہ پہلے نبیوں کے کلام میں قرآن و حدیث میں بھی ہیں کہ بیٹا کہا جاتا ہے اور مراد نسل میں سے کوئی آدمی ہوتا ہے۔“ (رسالہ

### تشخیص لا ذہان میں رقم فرمودہ بشیر الدین محمود احمد کے بیانات کے منطقی نتائج

حضرت صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کے بعد زکی غلام مسیح الزماں (مثیل مبارک احمد) کے متعلق نازل ہوئی والے الہامات کے متعلق یہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے اُس وقت کے خیالات اور عقائد ہیں جب آپ کی عمر صرف اُنیس (۱۹) سال تھی۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اُنہوں نے اپنے مضمون میں حضور کے الہامات سے جو نتیجہ نکل رہا ہے اس کو بڑے تقویٰ کیساتھ بیان کیا ہے۔ مورخہ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء رسالہ تشخیص لا ذہان کے ولیم ۳- نمبر ۶- ۷ صفحات ۲۹۷ تا ۳۰۵ پر مرزا بشیر الدین محمود احمد کی شائع شدہ اس حوالہ سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ خاکسار ذیل میں اسکے متعلق کچھ عرض کرتا ہے:-

(۱) جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے رسالہ تشخیص لا ذہان میں اپنے مضمون میں بڑی صاف گوئی اور تقویٰ کیساتھ یہ فرما کر کہ ”ان الہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدس سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰ ابن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا“ واضح کیا تھا کہ زکی غلام (حلیم غلام یعنی مثیل مبارک احمد) سے متعلق مبشر کلام الہی جو حضور پر آپ کی وفات تک نازل ہوتا رہا، اس کا مصداق کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہوگا۔ بالفاظ دیگر اس کا مطلب یہ تھا کہ حضور کے ۱۹۰۸ء میں موجود لڑکے (مرزا بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) زکی غلام (مثیل مبارک احمد) سے متعلق مبشر الہامات کے مصداق نہیں تھے۔ حضرت مہدی و مسیح موعود نے اسی زکی غلام کو جس کی بشارت ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے لے کر مورخہ ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہی مصلح موعود قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس غلام مسیح الزماں کا مفصل ذکر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں فرمایا ہے۔

(۲) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے مضمون میں آئندہ پیدا ہونے والے اس عظیم الشان وجود کے متعلق یہ فرما کر کہ (۱) ”اس لیے اگر کسی عظیم الشان لڑکے کی نسبت جو دنیا میں ایک تبدیلی پیدا کر دے خبر دی جائے“ (۱) ”بیت اس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اُس کی مدد کیلئے اُتر آیا“ (۱) ”اور بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اُسکے ساتھ ہوگی“ دراصل اسی زکی غلام کا ہی ذکر فرمایا ہے جس کی یہ صفات ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں موجود ہیں۔

(۳) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے مضمون میں سورۃ الحج کی آیت نمبر ۷ (وَجَا هٰذُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط هُوَا جُنُبٌکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اٰیِکُمْ اِذَا هَمَمْتُمْ ط هُوَا سَمَّکُمْ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (پارہ ۷- سورۃ حج رکوع ۱۰) اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں خوب کوشش جس نے پسند کیا تم کو اور نہیں کی تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی وہ دین جو تمہارے باپ ابراہیم کا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔) کا حوالہ دیکر یہ بتایا ہے کہ روحانی یا مذہبی دنیا میں کسی عظیم الشان برگزیدہ بندے کا بیٹا ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی پیر و کار اُس عظیم الشان برگزیدہ بندے کی صلب میں سے ہی ہو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ابوالانبیا حضرت ابراہیم کو ہم سب مسلمانوں کا باپ قرار دیا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ ہم سب مسلمانوں کے باپ ہیں اور حضرت مہدی و مسیح موعود بھی اسی طرح ہم سب احمدیوں کے باپ قرار پاتے ہیں۔ اور مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے متذکرہ بالا مضمون میں جس عظیم الشان وجود اور جس مصلح موعود کا آئندہ زمانے میں پیدا ہونے کا ذکر فرمایا ہے اُسکے تولد کو ہم متذکرہ بالا سورۃ الحج کی آیت نمبر ۷ کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعود کی جسمانی نسل تک محدود نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ اُسے حضور کی ذریت یعنی جماعت میں سے مورخہ ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد جب چاہے گا اور جہاں چاہے گا پیدا فرمادے گا اور وہ بقول مرزا بشیر الدین محمود احمد حضور کا پانچواں بیٹا کہلائیگا۔ وہ اسی طرح حضرت مہدی و مسیح موعود کا بیٹا کہلائے گا جس طرح آپ بذات خود آنحضرت ﷺ کے عظیم الشان بیٹے کہلاتے ہیں۔

(۴) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے اس مضمون میں بار بار یہ بات کہی ہے کہ وہ آئندہ پیدا ہونے والا عظیم الشان وجود یعنی مثیل مبارک احمد حضرت بانی سلسلہ کی نسل میں سے ہوگا۔ مرزا محمود احمد کے ایسا کہنے کی غالباً وجہ یہ تھی کہ حضور نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا تھا کہ یہ میرا جسمانی لڑکا ہوگا۔ امر واقع یہ ہے کہ حضور کا ”زکی غلام“ کے متعلق اپنا جسمانی لڑکا خیال کرنا آپ کا محض اپنا اجتہادی خیال تھا۔ اور پھر اسی اجتہادی خیال کی بنا پر آپ نے درمیان میں پیدا ہونے والے تینوں لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) انکے نام صرف بطور تقاضا رکھے گئے تھے) کو چھوڑ کر اپنے دو لڑکوں یعنی پہلے لڑکے (بشیر احمد اول) اور بعد ازاں چوتھے لڑکے (مبارک احمد) پر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں) کو واضح طور پر چسپاں کیا تو نتیجتاً یہ دونوں لڑکے کم عمری میں ہی فوت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام سے متعلق بعض مبشر الہامات میں اُسے نافلہ یعنی زائد انعام بھی قرار دیا ہے۔ لیکن جب حضور نے اس زکی غلام کو نافلہ یعنی پوتا سمجھ کر اس الہامی بشارت کو اپنے پہلے پوتے (مرزا بشیر الدین محمود احمد کے فرزند اکبر مرزا نصیر احمد بحوالہ حقیقۃ الوحی - تصنیف ۱۹۰۶ء روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۸) پر چسپاں کیا تو وہ پوتا بھی

(۵) یہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں حضورؐ کو دو مبشر وجودوں کا وعدہ عنایت فرمایا تھا۔ مثلاً (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا (۲) ایک زکی غلام۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ”وجیہہ اور پاک لڑکے“ کے متعلق تو وعدہ فرمایا ہے کہ ”وہ لڑکا تیرے ہی ختم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔“ اب سوال ہے کہ کیا زکی غلام (مصلح موعود) کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کیساتھ کوئی ایسا وعدہ فرمایا تھا کہ ”وہ زکی غلام تیرے ہی ختم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔“ جو اب عرض ہے کہ ہرگز نہیں۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اول اور مبارک احمد) اور پوتے (نصیر احمد) کو وفات دے کر حضورؐ پر اور آپ کی جماعت پر یہ ظاہر فرمادیا کہ زکی غلام نہ حضورؐ کا کوئی جسمانی لڑکا ہے اور نہ ہی وہ آپ کا کوئی پوتا ہے اور نہ ہی اُس کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ آپ کی صلب میں سے پیدا ہو۔

(۶) مرزا محمود احمد نے اپنے متذکرہ بالا مضمون میں بار بار حضورؐ کے اس اجتہادی خیال کی بنا پر کہا ہے کہ وہ (زکی غلام) آپ کی نسل میں سے ہوگا۔ مرزا محمود احمد ایک طرف تو اپنے مضمون میں یہ کہے جا رہے ہیں کہ ”نبی کریمؐ نے بھی تو فرمایا ہے کہ اہل فارس میں سے جو ایمان لائے وہ بنی فاطمہ میں سے ہے پس کیا اہل فارس خود حضرت فاطمہ کے لڑکے بن جاتے ہیں؟“ اور ساتھ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۹ کا حوالہ دے کر یہ بھی فرماتے ہیں کہ روحانی یا مذہبی دنیا میں کسی عظیم الشان برگزیدہ بندے کا بیٹا ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی پیروکار اُس عظیم الشان برگزیدہ بندے کی صلب میں سے ہی ہو لیکن ساتھ ہی بار بار حضورؐ کی نسل کی بھی رٹ لگائے جا رہے ہیں۔ جب وہ جانتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کے کہنے کے باوجود اہل فارس حضرت فاطمہؑ کی نسل میں سے نہیں بن جاتے۔ جب وہ جانتے تھے کہ روحانی یا مذہبی دنیا میں کسی عظیم الشان برگزیدہ بندے کا بیٹا ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی پیروکار اُس عظیم الشان برگزیدہ بندے کی صلب میں سے ہی ہو۔ یہ صرف بطور محاورہ ہے۔ تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا اپنے موعودؑ کی غلام کے متعلق لڑکا کہہ دینا کیا بطور محاورہ نہیں ہو سکتا؟ میں یہاں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ نہ صرف ہو سکتا ہے بلکہ یہ ہو چکا ہے۔ جناب سلطانی صاحب۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد جون جولائی ۱۹۰۸ء میں اپنے مندرجہ بالا بیانات میں کیا فرما رہے ہیں؟ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں یہ جو انہوں نے فرمایا تھا یہی سچ تھا۔ لیکن یہ الگ بات ہے کہ ۱۹۱۴ء میں جب انہیں تھوڑا سا ہوش آگیا اور وہ خلیفہ ثانی بن بیٹھے تو پھر ۱۹۰۸ء میں رسالہ تشہید الاذہان میں رقم فرمودہ اپنے بیان سے مکر نے کیلئے انہوں نے کیا کیا بہانے تراشنے شروع کر دیئے؟ یہ ایک الگ داستان ہے اور خاکسار اسکی تفصیل آگے بیان کرے گا۔

**مرزا بشیر الدین محمود احمد کی حیثیت (status)**۔ آپ حضرت بانئے سلسلہ کے بڑے بیٹے تھے۔ ہوش سنبھالتے ہی آپ کو بھی پیشگوئی مصلح موعود کا علم ہو گیا تھا۔ اصحاب احمد کی نظریں بھی آپ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ آپ کی دینی تعلیم و تربیت بھی اپنے وقت کے چوٹی کے علمائے دین کی نگرانی میں ہوئی۔ اور اس طرح یہ بات یقینی ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود بچپن سے ہی آپ کے اعصاب پر سوار تھی۔ خلافت اولیٰ کے دوران بھی آپ حضرت خلیفہ اولؑ کے مشیر خاص رہے۔ پھر حضرت خلیفہ اولؑ کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کو لاعلمی میں مصلح موعود سمجھتے ہوئے خلافت کی مسند پر بٹھایا۔ اور ان دنوں میں آپ کی جو تقاریر شائع ہوئیں ان میں بھی آپ کو لوگوں نے مصلح موعود کا نام دیا اور اس کا ثبوت آج تک موجود ہے۔ دیکھیں نیوز نمبر ۵۔ [www.alghulam.com](http://www.alghulam.com) سلطانی صاحب۔ اب سوال یہ ہے کہ لوگوں کو کس طرح پتہ چلا کہ خلیفہ ثانی ہی مصلح موعود ہیں؟ کیا ان کو ۱۹۱۴ء میں الہام ہوا تھا؟ اگر ان کو الہام نہیں ہوا تھا تو پھر اپنے خیال اور اندازے کے مطابق ایک الہامی پیشگوئی کو کسی وجود پر خواہ وہ حضورؐ کا جسمانی بیٹا ہی ہو پر چسپاں کر دینا کیا ایک انتہائی خطرناک فعل نہیں تھا؟ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو مسند خلافت پر بیٹھے ہی کیا خلیفہ ثانی کو اپنے مصلح موعود ہونے کا الہام ہو گیا تھا؟ اور اگر نہیں تو پھر ان لوگوں کو جو آپ کو قبل از وقت پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق بنا رہے تھے آپ نے کیوں نہیں روکا؟ سب لوگ جانتے ہیں کہ مرزا طاہر احمد کے خلیفہ رابع بننے کے بعد اسی سال یا اگلے سال جلسہ سالانہ پر آپ کے متعلق بھی مثیل مصلح موعود کا نعرہ لگا تھا لیکن آپ نے ان لوگوں کو سختی کیساتھ منع کر دیا کہ یہ نعرہ مت لگاؤ۔ تو پھر خلیفہ ثانی صاحب نے ۱۹۱۴ء کی خواب سے پہلے ان لوگوں کو جو آپ کو ۱۹۱۴ء میں مصلح موعود بنا رہے تھے کیوں نہ روکا؟ خلیفہ ثانی صاحب نے ان لوگوں کو روکنے کی بجائے اپنا منظور نظر بنایا اور انہیں اپنی خوشنودی سے نوازا۔ لیکن جب اس ضمن میں جماعت میں مخالفت زیادہ ہونے لگی تو آپ نے ان کتا پچوں اور رسالوں کو جلوا دیا جن میں آپ کو لوگوں نے مصلح موعود قرار دیا تھا۔ یہ سب کیا ڈرامہ (drama) تھا؟ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں خلیفہ ثانی مصلح موعود تھے تو پھر اس بات کا پہلے علم آپ کو ہونا چاہیے تھا نہ کہ آپ کے متعلق لوگ دعویٰ کرتے۔ یہاں دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(اول) آپ کا خاموش رہنا بتاتا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود میں آپ کو بہت دلچسپی تھی اور آپ اسکے امیدوار تھے۔

(دوم) حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا ایک الہام پورا ہونا شروع ہو گیا۔ ”لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیر خدا نے اُن کو پکڑا۔ اور شیر خدا نے فتح پائی“ (روحانی خزائن جلد ۷ ص ۶)

## خلیفہ ثانی بننے کے بعد پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق مرزا محمود احمد صاحب کے موقف میں تبدیلی

جناب سلطانی صاحب۔ مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) کے متعلق خاکسار جون جولائی ۱۹۰۸ء میں رسالہ تہذیب لا زبان میں شائع شدہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے مضمون کے تین (۳) اقتباسات پہلے درج کر چکا ہے۔ انہوں نے اپنے مضمون میں اُس وقت بڑی صاف گوئی اور تقویٰ کیساتھ یہ فرما کر کہ ”ان الہامات سے یہ مراد تھی کہ خود حضرت اقدس سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰ ابن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا“ واضح کیا تھا کہ زکی غلام (مثیل مبارک احمد) سے متعلق بمشر کلام الہی جو حضور پر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہو کر آپ کی زینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بھی آپ پر آپ کی وفات تک نازل ہوتا رہا، اس کا مصداق کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہوگا۔ بالفاظ دیگر اس کا مطلب یہ تھا کہ حضور کے ۱۹۰۸ء میں موجود لڑکے (مرزا بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) زکی غلام (مثیل مبارک احمد) سے متعلق بمشر الہامات (یا پیشگوئی مصلح موعود) کے مصداق نہیں ہو سکتے ہیں۔ خلیفہ ثانی بننے کے بعد مرزا محمود احمد صاحب نے دیکھا کہ حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی محبت اور عقیدت کی وجہ سے افراد جماعت دعویٰ مصلح موعود سے پہلے ہی اُسے مصلح موعود بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جب مرزا محمود احمد نہ صرف یہ جانتے تھے بلکہ اس کی باقاعدہ اپنے رسالہ تہذیب لا زبان میں علی الاعلان اشاعت بھی کر چکے تھے کہ مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) نے تو آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا ہے تو پھر اس وقت تقویٰ کا یہ تقاضا نہیں تھا کہ محمدی خلفائے راشدین کی طرح وہ ان احمدیوں کو جو انہیں بغیر سوچے سمجھے اور بغیر کسی دلیل کے محض اندھی عقیدت میں مصلح موعود بنا رہے تھے روکتے اور انہیں سمجھاتے کہ مصلح موعود حضور کے جسمانی لڑکوں میں سے نہیں ہے۔ اُس مصلح موعود نے تو آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ آپ مجھے بلاوجہ ہلاشیری کیوں دے رہے ہو؟ واضح رہے کہ ایک خلیفہ راشد کے تقویٰ کا کیا معیار ہونا چاہیے؟ اس سلسلہ میں خلیفہ الرسول اور اُمت محمدیہ میں ہونیوالے آئندہ خلفائے راشدین کے سردار حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے جانشین کو جو نصیحت فرمائی اس میں ہمیں ایک خلیفہ راشد کے تقویٰ کی جو بھلک نظر آتی ہے درج ذیل ہے۔ یہ وہ مقدس اور مطہر لوگ تھے کہ ہاتھ تو ہاتھ ایسے انسانوں کے پاؤں چومنے میں بھی ہرج نہیں۔ بستر مرگ پر آپ اپنے جانشین سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

”اے عمر! میں نے تم کو رسول اللہ ﷺ کی امت پر اپنا نائب بنایا ہے۔ پس تمہاری ذات میں ظاہری و باطنی طور پر تقویٰ ہونا چاہیے۔ عمر! اللہ سے لوگاؤ کہ اس طرح وہ متوجہ ہو جاتا ہے اور جب وہ توجہ فرمائے تو پھر اسباب اور وسیلے خود روگھاس کی طرح اُگ آتے ہیں۔ کسی طاقت پر بھروسہ نہ کرو کیونکہ جو طاقتیں کام بناتی ہیں، اگر ان کو اللہ کے ہاں سے اجازت نہ ملے تو پھر وہ پلٹ پڑتی ہیں اور بننے والے کام بھی بگڑ جاتے ہیں۔ اے عمر! جب اہل نار کا ذکر آئے تو کہنا کہ اے خدا! تو مجھے ان میں شامل نہ کیجیو۔ اور جب اہل جنت کا حال پڑھو تو التجا کرنا کہ اللہ تو مجھے ان سے ملادے۔ اے عمر! ان باتوں کے علاوہ اللہ کی مرضی پر چلنے کے لیے نفس کو قابو میں رکھنے کی بہت ضرورت ہے۔ اور اے ابن خطاب! نفس کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر اسکی خواہش پوری کر دی جائے تو اسکی ہمت جو ان ہو جاتی ہے اور وہ اس سے زیادہ بری خواہشوں کیلئے اور زیادہ زور کیساتھ ہاتھ پاؤں مارنے لگتا ہے۔ اے عمر! جب تم میری ان نصیحتوں پر عمل کرو گے تو مجھے گویا اپنے پاس بیٹھا ہوا پاؤ گے۔ اللہ نیک اعمال میں تمہاری مدد کرے۔“ (اصحاب رسول ﷺ اور اُنکے کارنامے صفحہ ۶۷ مطبوعہ فیروز سنز لاہور، مصنف نبی احمد سہا)

خلیفہ ثانی صاحب پر نفسانی خواہش کا غلبہ۔ خلیفہ ثانی بننے کے بعد چونکہ جماعت احمدیہ کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے مرزا محمود احمد صاحب جماعت احمدیہ کے سیاہ و سفید کے مالک بن چکے تھے۔ لہذا انفسوس کیساتھ لکھتا ہوں کہ اس طاقت کے نشے میں وہ تقویٰ پر چلنے کی بجائے اپنی نفسانی خواہشات کا شکار ہو گئے۔ اگرچہ وہ جانتے تھے کہ حضرت مہدی و مسیح موعود کے موجود لڑکے بشمول اُنکے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق نہیں ہو سکتے لیکن پھر بھی بعض ناعاقبت اندیش احمدیوں کی ہلاشیری کی بدولت انہوں نے مصلح موعود بننے کے خواب دیکھنے شروع کر دیئے۔ اس غرض کیلئے انہوں نے رسالہ تہذیب لا زبان میں شائع شدہ اپنے سابقہ ۱۹۰۸ء کے موقف سے رُوگردانی کرتے ہوئے اسکے برخلاف سوچنا شروع کر دیا۔ اور اس سلسلہ میں اپنا مقصد پانے کیلئے اُنکے پیش نظر درج ذیل دو نکاتی ایجنڈا (agenda) تھا۔

(اولاً) میں کس طرح پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آسکتا ہوں؟

(ثانیاً) میں جماعتی خدمات اس طرح سرانجام دوں کہ جن کی بنیاد پر بعد ازاں مصلح موعود ہونے کا جواز پیدا کیا جاسکے۔ ذیل میں خاکسار ان دونوں نکات کی حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے۔

(۱)۔۔۔ پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آنے کیلئے نو (۹) سالہ معیاد کا جھانسنہ

بمشر الہامات کی رو سے اگرچہ خلیفہ ثانی صاحب جانتے تھے کہ وہ نہ مصلح موعود ہیں اور نہ ہی ہو سکتے ہیں۔ ۱۹۰۸ء میں تقویٰ پرینی اُن کا یہی موقف تھا اور یہی حقیقت بمشر الہامات سے ثابت ہوتی ہے۔ لیکن بعد ازاں ۱۹۱۴ء میں خلیفہ ثانی بننے کے بعد جب بعض خوشامدی مریدوں نے اپنی تحریر و تقریر میں اُنکے متعلق مصلح موعود کے الفاظ لکھنے اور بولنے شروع کر دیئے تو انہوں نے بھی الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اپنا موقف بدلنا شروع کر دیا۔ وہ اس طرح کہ جس عظیم الشان زکی غلام (مثیل مبارک احمد) نے ۱۹۰۸ء میں بقول مرزا بشیر الدین محمود احمد آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا تھا اسکی پیدائش کے متعلق انہوں نے حضورؐ کے ایک اجتہادی خیال (لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا جلد ہوخواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۱) کو بنیاد بنا کر آہستہ آہستہ افراد جماعت کے آگے یہ جواز پیش کرنا شروع کر دیا کہ اُس ”موعود“ نے الہامی پیشگوئی کے نو (۹) سال کے اندر پیدا ہونا ہے۔ ادھر مریدوں پر مخلصی کا بھوت سوار تھا اور انہوں نے یہ ضرورت ہی نہ محسوس کی کہ کم از کم حضورؐ کے بیان فرمودہ نو (۹) سالہ معیاد کی زکی غلام کے متعلق بمشر الہامات کی روشنی میں تھوڑی بہت جانچ پڑتال تو کر لیں۔ افراد جماعت کی اس بیجا عقیدت اور لاعلمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خلیفہ ثانی صاحب جھوٹے طور پر اپنے آپ کو الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں لے آئے۔ اسی سلسلہ میں جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء کی اختتامی تقریر میں وہ اس کا یوں اظہار فرماتے ہیں۔

”پھر اشتہارات میں آپ (حضورؐ۔ ناقل) نے یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ ایسا لڑکا بموجب الہام الہی ۹ سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہو جائے گا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ الہام الہی اسکی پیدائش کو ۹ سال میں ضروری قرار دیتا ہے۔ یہاں اجتہاد کا کوئی سوال نہیں بلکہ آپ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ الہام ہے کہ وہ لڑکا ۹ سال کے اندر ضرور پیدا ہو جائے گا۔ پس تین یا چار سو سال کے بعد اگر کوئی شخص اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا دعویٰ کرے تو بہر حال ایسا شخص ہی اسکے مصداق ہونے کا اعلان کر سکتا ہے جو پیدا ۹ سال میں ہو اور لیکن ظاہر تین سو یا چار سو سال کے بعد ہوا ہو کیونکہ الہام اس بات کی تعین کرتا ہے کہ آئیو الے موعود کو بہر حال ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک کے عرصہ کے اندر اندر پیدا ہو جانا چاہیے اس عرصہ کے بعد پیدا ہونے والا کوئی شخص اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا۔“ (الموعود (دسمبر ۱۹۴۴)۔ انوار العلوم جلد ۷ صفحہ ۵۴۴-۵۴۵)

### خلیفہ ثانی صاحب کا نو (۹) سالہ معیاد کا دجل

اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: ”لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہوخواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔“ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک کا عرصہ نو سال بنتا ہے۔ خلیفہ ثانی صاحب دسمبر ۱۹۴۴ء میں بوقت دعویٰ مصلح موعود حضورؐ کے مندرجہ بالا بیان کی طرف درج ذیل دو (۲) باتیں منسوب کرتے ہیں۔

(اولاً) وہ حضورؐ کے اس بیان کو الہام الہی قرار دیتے ہیں۔

(ثانیاً) اُنکے بیان کے مطابق نو (۹) سالہ معیاد یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک پیدا ہونے والا وجود ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہو سکتا ہے نہ کہ اس معیاد کے بعد پیدا ہونے والا۔ واضح رہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں حضورؐ سے دو بمشر وجودوں کا وعدہ فرمایا تھا۔ (۱) ایک وجیہ اور پاک لڑکا اور دوسرا (۲) ایک زکی غلام۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ”وجیہ اور پاک لڑکے“ کے متعلق تو یہ وضاحت فرمادی تھی کہ ”وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔“ لیکن زکی غلام (مصلح موعود) کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضورؐ سے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا تھا۔ جسمانی لڑکے کے متعلق تو یہ بات اٹل تھی کہ اُس نے حضورؐ کے گھر میں پیدا ہونا تھا خواہ وہ نو (۹) سال کے عرصہ میں پیدا ہوتا یا نو (۹) سال کے بعد پیدا ہوتا۔ واقعات سے ثابت ہے کہ یہ ”وجیہ اور پاک لڑکا“ بشیر احمد اول تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی مخفی حکمت کے تحت اس لڑکے کو وفات دے کر آگے اُس کے مثیل کی بشارت دے دی۔ بعد ازاں بطور مثیل بشیر احمد اول مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہوئے۔ اگر خلیفہ ثانی صاحب اپنا دعویٰ موعود لڑکا یعنی مثیل بشیر احمد اول تک محدود رکھتے تو پھر اُنکا دعویٰ بھی درست ہوتا اور نو (۹) سالہ معیاد کی بات بھی درست ہوتی کیونکہ دونوں بشیروں (بشیر اول ۱۷ اگست ۱۸۸۷ء اور بشیر ثانی ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء) کی پیدائش نو (۹) سالہ مدت کے درمیان ہو گئی تھی اور دونوں حضورؐ کے جسمانی لڑکے تھے۔ لیکن پریشانی اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب نے موعود لڑکا ہونے کی بجائے پسر موعود یعنی مصلح موعود (زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد) ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اور اس طرح پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں خلیفہ ثانی صاحب کی مندرجہ بالا دونوں باتیں قطعی طور پر غلط ہیں اور اسکی درج ذیل وجوہات ہیں۔

(۱) مرزا محمود احمد جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں کلمہ بین مہدی وسیح موعود کو مثیل مبارک احمد (زکی غلام) مصلح موعود کی بشارت کے سلسلہ میں جو با فرما رہے تھے کہ ”ان الہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدس سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰ ابن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا۔“ اب سوال یہ ہے کہ دعویٰ مصلح موعود کے وقت اگر خلیفہ ثانی

کے مؤقف کے مطابق اس آئیو لے موعود (مثیل مبارک احمد) نے نو (۹) سالہ عرصہ کے اندر پیدا ہونا تھا تو جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں مرزا محمود صاحب نے مکذبین مسیح موعود کو یہ کیوں نہ بتایا کہ اس موعود (مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود) نے نو (۹) سالہ مدت یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک پیدا ہونا تھا اور ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو وہ پیدا شدہ ہیں ہوں۔؟ لیکن اگر مرزا محمود احمد اُس وقت ایسا کہتے تو اس پر مکذبین یقیناً اعتراض کرتے کہ جناب صاحبزادہ مبارک احمد تو ۱۴ جون ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے تھے۔ اُس کا مثیل ۱۸۹۵ء سے پہلے یعنی ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں کیسے پیدا ہو سکتا تھا؟ مثیل مبارک احمد نے تو مبارک احمد کی پیدائش کے بعد پیدا ہونا تھا اور وہ مرزا صاحب کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا۔ اور اگر وہ پیدا ہوا ہے تو ہمیں دکھاؤ وہ کون ہے؟ خاکسار یہاں گزارش کرتا ہے کہ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں پیشگوئی مصلح موعود کا بھوت ابھی مرزا محمود احمد پر سوار نہیں ہوا تھا۔ یہ بھوت ان پر خلیفہ ثانی بننے کے بعد سوار ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں انہوں نے بڑے تقویٰ کیساتھ سچی بات کہہ دی تھی کہ اس موعود نے آئندہ کسی زمانے میں جماعت احمدیہ میں پیدا ہونا ہے۔

(۲) زکی غلام یعنی مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں حضورؐ کے الفاظ ”لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔“ الہامی نہیں بلکہ اجتہادی تھے۔ بالکل اسی طرح جس طرح حضورؐ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کے ساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اجتہاد فرمایا تھا۔ مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں خلیفہ ثانی صاحب کا حضورؐ کے اس اجتہادی بیان کو الہامی قرار دینا قطعی طور پر جھوٹ تھا اور اسکی درج ذیل وجوہات ہیں۔

(۱) اگر حضورؐ کے متذکرہ بالا الفاظ الہامی ہوتے اور وہ موعود کی غلام (مصلح موعود) بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں پیدا ہو چکا ہوتا تو پھر آپ (بشیر الدین محمود احمد) کی پیدائش کے بعد زکی غلام کے متعلق مبشر الہامات کبھی نازل نہ ہوتے؟

(۲) اگر بقول خلیفہ ثانی صاحب یہ نو (۹) سالہ مدت الہامی ہوتی تو پھر نو (۹) سال کے عرصہ (یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء) کے بعد بھی اس زکی غلام کی بشارت کبھی نہ ہوتی؟

(۳) اگر بقول خلیفہ ثانی صاحب یہ نو (۹) سالہ مدت الہامی ہوتی تو پھر حضورؐ اس نو سالہ مدت (یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء) کے بعد ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہونے والے اپنے چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق کبھی قرار نہ دیتے؟

(۴) اگر بقول خلیفہ ثانی صاحب یہ نو (۹) سالہ مدت الہامی ہوتی تو حضورؐ کی زینہ اولاد کے انقطاع یعنی ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کے بعد بھی اس زکی غلام (مصلح موعود) کی بشارات (انہی علامات اور صفات کیساتھ جو کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں درج ہیں) حضورؐ کی وفات تک آپ پر کبھی نازل نہ ہوتیں؟

جناب سلطانی صاحب۔ زکی غلام (مثیل مبارک احمد/ مصلح موعود) کے متعلق الہامی بشارات کا نزول مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہو کر مورخہ ۶، ۷، ۸ نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتا ہے۔ سنت اللہ کے مطابق بشارت پہلے ہوتی ہے اور مبشر بعد میں پیدا ہوتا ہے۔ زکی غلام کے متعلق مبشر الہامات کا نزول ہمیں درج ذیل تین نتائج پر پہنچاتا ہے۔

(الف) زکی غلام کی پیدائش کے متعلق حضورؐ کا نو (۹) سالہ خیال آپکا اجتہادی خیال تھا نہ کہ الہامی۔

(ب) زکی غلام یا مصلح موعود یا مثیل مبارک احمد (خواہ کوئی بھی نام دے لیں) کی پیشگوئی کے دائرہ بشارات سے حضورؐ کے جسمانی لڑکے باہر ہو جاتے ہیں اور یہ الہامی پیشگوئی حضورؐ کی روحانی اولاد یعنی ذریت (جماعت) کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔

(ج) زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر الہامات کی روشنی میں مصلح موعود کی پیدائش ۶، ۷، ۸ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد قرار پاتی ہے۔

سلطانی صاحب۔ یہاں آپ سے میرا سوال ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کا مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں حضورؐ کے بیان فرمودہ نو (۹) سال کے عرصہ کو الہامی قرار دینا اور ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء کے بعد پیدا ہونے والے کسی بھی احمدی کے متعلق یہ کہنا کہ وہ پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق نہیں ہو سکتا کیا قطعی طور پر ایک جھوٹ اور دجل نہیں تھا۔؟؟؟۔ خلیفہ ثانی

صاحب کا دوسرا ایجنڈا (agenda) جس کا خاکسار پہلے ذکر کر چکا ہے یہ تھا کہ میں جماعتی خدمات اس رنگ میں کروں تا بعد ازاں انکی بنیاد پر دعویٰ مصلح موعود کیا جاسکے۔

(۱۱)۔۔۔ جماعتی خدمات اور خلیفہ ثانی صاحب کے کارناموں کی حقیقت۔ جیسا کہ خاکسار پہلے بھی بیان کر چکا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود

میں بطور فرغ ”وجیہ اور پاک لڑکا“ کے متعلق ایک دوسری پیشگوئی بھی موجود ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد بطور مثیل بشیر احمد (اول) اس ضمنی پیشگوئی کے مصداق ہوتے ہوئے ایک باصلاحیت انسان تھے۔ ۱۹۱۴ء میں خلیفہ ثانی بننے کے بعد لاکھوں افراد کی منظم جماعت اُسکے پیچھے تھی۔ انہیں ہر قسم کے جماعتی وسائل میسر تھے۔ انہوں نے ان میسر جماعتی وسائل کیساتھ تحریر و تقریر کے میدان میں اس انداز سے کام کرنا شروع کر دیا اور جماعتی ترقیاتی کام اس رنگ میں کروائے تاکہ بعد ازاں ان کامیابیوں کی بنیاد

پروہ پیشگوئی مصلح موعود کے دعوے دار بن سکیں۔ جبکہ امر واقع یہ ہے کہ یہ سب جماعتی ترقیاتی کام اور کارنامے افراد جماعت کی اجتماعی کوششوں کا نتیجہ تھے۔ لیکن کیا یہ عجیب بات نہیں کہ افراد جماعت کی اجتماعی کوششوں کے اس پھل کو ایک شخص (خلیفہ ثانی صاحب) نے اپنے غلط دعویٰ کو سچا بنانے کیلئے اپنی جھولی میں ڈال لیا؟ اب ہم خلیفہ بننے کے بعد دعویٰ مصلح موعود سے پہلے کے خلیفہ ثانی صاحب کے بیانات کا مشاہدہ اور تجزیہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ بیانات کس حقیقت کی عکاسی کر رہے ہیں؟

**خواب دیکھنے اور دعویٰ مصلح موعود سے پہلے کے بیانات۔** خلیفہ ثانی صاحب جون۔ ۱۹۳۷ء میں چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

(۱) ”میں خیال کرتا ہوں کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعود کا کوئی جسمانی بیٹا ہی ہے نہ کہ کوئی ایسا شخص جو بعد کے زمانہ میں آئے گا۔ جہاں تک میں نے ان پیشگوئیوں پر غور کیا ہے تو نوے (۹۰) فیصدی باتیں میرے زمانہ خلافت کی کامیابیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ جیسا میں خیال کرتا ہوں کہ جو شخص بھی ان پیشگوئیوں کا مصداق ہے اُس کیلئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ لہذا میں ایسا دعویٰ کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ میں سمجھتا ہوں خدا تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کی غرض و غایت کافی حد تک میرے ذریعہ پوری کر دی ہے۔ تاہم مجھے حیرانی نہیں ہو گی اگر خدا تعالیٰ میرے کسی بھائی کو میرے جیسی یا مجھ سے بھی بڑھ کر کامیابیاں حاصل کرنے کی توفیق دیدے۔“ (احمدیت۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ (انگریزی) مصنف محمد ظفر اللہ خاں صفحہ ۲۸۹)۔

خلیفہ ثانی صاحب نے عملاً دعویٰ مصلح موعود ۱۹۳۷ء میں کیا تھا لیکن خلیفہ صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ نشاندہی کر رہے ہیں کہ۔۔۔

(اولاً) وہ ہمیشہ اس الہامی پیشگوئی پر غور و فکر کرتے رہتے تھے۔

(ثانیاً) اُن کا یہ گمان بھی تھا کہ اس الہامی پیشگوئی کا مصداق حضرت مہدی و مسیح موعود کا کوئی جسمانی بیٹا ہی ہے جبکہ زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات خلیفہ ثانی کے اس گمان کی قطعی طور پر نفی کرتے ہیں اور ۱۹۰۸ء میں وہ اپنے مضامین میں اس حقیقت کا اقرار کر چکے تھے۔

(ثالثاً) اگر خلیفہ ثانی صاحب کو پیشگوئی مصلح موعود میں کوئی دلچسپی نہیں تھی یا وہ خواب سے پہلے اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق نہیں سمجھتے تھے تو وہ اس الہامی پیشگوئی کے متعلق ایسے اندازے کیوں لگاتے رہے کہ پیشگوئی کے مصداق کو دعویٰ کرنے کی ضرورت ہے یا کہ نہیں؟

(رابعاً) اُن کے الفاظ سے یہ ظاہر ہے کہ وہ دعویٰ کرنے سے گھبراتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ کہیں غلط دعویٰ کر کے میں الہی گرفت میں نہ آ جاؤں۔

(خامساً) اُن کے الفاظ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ بطور خلیفہ ثانی وہ جو کارنامے سرانجام دیتے رہے یا جنہیں وہ سرانجام دینے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ ان کارناموں کے پیچھے اُن کا مقصد یہی تھا کہ کسی طرح وہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق بن سکیں۔

(سادساً) اُن کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ ۱۹۳۷ء میں ہی اپنے آپ کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق سمجھتے تھے لیکن پھر بھی انہوں نے اپنے بھائیوں کو خوش کرنے اور مطمئن کرنے کیلئے اگرچہ سیاسی رنگ میں ہی سہی اتنی بات ضرور کہہ دی کہ ہو سکتا ہے میرا کوئی بھائی مجھ سے زیادہ کارنامے سرانجام دے کر اس پیشگوئی کا مصداق بن جائے۔ وغیرہ۔

جناب سلطانی صاحب۔ یہ سب حقائق بتا رہے ہیں کہ خلیفہ ثانی صاحب نے اس الہامی پیشگوئی کو اپنی مذہبی جاگیر سمجھا اور وہ اپنے ان الفاظ میں دراصل افراد جماعت کو یہ پیغام دے رہے تھے کہ اگر میں دعویٰ نہ بھی کروں تب بھی مجھے ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق سمجھنا۔ حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ نہ خلیفہ ثانی اور نہ ہی آپ کا کوئی بھائی اس الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتے اور وہ جون، جولائی ۱۹۰۸ء میں بذات خود اس حقیقت کا اقرار کر چکے ہیں کہ مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود نے آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کو یہ سب قیاس اور اندازے لگانے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ سب کچھ کیا اس بات کی تصدیق نہیں کر رہا کہ پیشگوئی مصلح موعود نے خلیفہ ثانی صاحب کو کافی تذبذب میں ڈال رکھا تھا اور جو بھی آپ کے مقاصد تھے اور جو بھی آپ کے پروگرام تھے اُن کی راہ میں یہ الہامی پیشگوئی حائل تھی۔

(۲) خلیفہ ثانی صاحب ۷ جولائی ۱۹۳۹ء کو خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔ ”میرے نزدیک مصلح موعود کی پیشگوئی چونکہ مامور کے متعلق نہیں بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے اس لیے وہ ان پیشگوئیوں میں داخل ہی نہیں جن میں کسی دعویٰ کی ضرورت ہو۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں نہیں ہوتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی پیشگوئی کسی مامور کے متعلق نہ ہو تو اس میں دعویٰ کی ضرورت نہیں ہوتی۔“ (الفضل مورخہ ۲۔ اگست ۱۹۳۹ء)

(اولاً) خلیفہ ثانی صاحب کو اس بات کا کہاں سے پتہ چل گیا کہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود غیر مامور کے متعلق ہے؟ کیا آپ کو الہام ہوا تھا؟ اور اگر الہام نہیں ہوا تھا تو پھر دعویٰ سے پہلے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق یہ قیاس اور اندازے آپ کیوں لگاتے رہے؟

(ثانیاً) خلیفہ ثانی صاحب کو یہ کہاں سے پتہ چل گیا کہ پیشگوئی مصلح موعود میں اسکے مصداق کو دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں ہے؟

(ثالثاً) وہ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ یہ پیشگوئی تو مجھ پر چسپاں ہوتی ہے لیکن مجھے دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ کا یہ ایک فریب تھا اور اس کی بنیاد پر آپ دعویٰ نہ کرنے کا جواز



(۵) ۱۹۱۶ء میں آپ فرماتے ہیں۔ ”پس میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ اگر میں ہوں تو الحمد للہ۔ دعویٰ سے فائدہ نہیں۔ اگر میں نہیں تو اس احتیاط سے میں ایک غلطی سے محفوظ ہو گیا۔“ (تاریخ احمدیت جلد نہم (۹) صفحہ ۷۷)

خلیفہ ثانی کے ان الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود نے خلیفہ ثانی صاحب کو اپنی طرف ہمہ وقت متوجہ کر رکھا تھا اور وہ اسکے متعلق ہمیشہ غور و فکر کرتے رہتے تھے۔ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اگر اس الہامی پیشگوئی کا کوئی اور مصداق ہوا تو میرا دعویٰ مصلح موعود کرنا بہت بڑی غلطی ہوگی لیکن بالآخر انہوں نے یہ غلطی ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء میں ایک طویل اور مبہم خواب کی بنیاد پر دعویٰ کر کے کر ڈالی۔ خاکسار خلیفہ ثانی کے خواب کے متعلق کچھ عرض کرنے سے پہلے بتانا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت ساری غیب کی باتیں سچی خوابوں کے ذریعے اپنے بندوں پر ظاہر فرماتا ہے لیکن اسکے باوجود یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ہر خواب رحمانی نہیں ہوا کرتی۔ خوابوں کے متعلق حضرت مہدی مسیح موعودؑ نے یوں فرمایا ہے۔

”تین قسم کی خوابیں ہوتی ہیں۔ ایک نفسانی، ایک شیطانی اور ایک رحمانی۔ نفسانی جیسے بلی کو چھوڑوں کے خواب۔ شیطانی وہ جس میں ڈرو حشت ہو۔ رحمانی خواب خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغام ہوتی ہے اور اس کا ثبوت صرف تجربہ ہے۔“ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۲۸)

**خلیفہ ثانی کا خواب۔** ”میں نے دیکھا کہ میں ایک مقام پر ہوں جہاں جنگ ہو رہی ہے وہاں کچھ عمارتیں ہیں۔ نہ معلوم وہ کڑھیاں ہیں یا ٹرنچز (Trenches) ہیں۔ بہر حال وہ جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی عمارتیں ہیں۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جنکے متعلق میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں۔ یا یونہی مجھے ان سے تعلق ہے۔ میں ان کے پاس ہوں۔ اتنے میں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جرمن فوج نے جو اس فوج سے کہ جس کے پاس میں ہوں۔ برسر پیکار ہے یہ معلوم کر لیا ہے کہ میں وہاں ہوں اور اس نے اس مقام پر حملہ کر دیا ہے۔ اور وہ حملہ اتنا شدید ہے کہ اس جگہ کی فوج نے پسا ہونا شروع کر دیا۔ یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی یا امریکن فوج یا کوئی اور فوج تھی۔ اسکا مجھے اس وقت کوئی خیال نہیں آیا۔ بہر حال وہاں جو فوج تھی اس کو جرمنوں سے دبا پڑا۔ اور اس مقام کو چھوڑ کر وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب وہ فوج پیچھے ہٹی تو جرمن اس عمارت میں داخل ہو گئے۔ جس میں میں تھا۔ تب میں خواب میں کہتا ہوں۔ دشمن کی جگہ پر رہنا درست نہیں۔ اور یہ مناسب نہیں کہ اب اس جگہ ٹھہرا جائے۔ یہاں سے ہمیں بھاگ چلنا چاہیے۔ اس وقت میں رویا میں صرف یہی نہیں۔ کہ تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں۔ میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں اور وہ بھی میرے ساتھ ہی دوڑتے ہیں۔ اور جب میں نے دوڑنا شروع کیا تو رویا میں مجھے یوں معلوم ہوا جیسے میں انسانی مقدرت سے زیادہ تیزی کیساتھ دوڑ رہا ہوں۔ اور کوئی ایسی زبردست طاقت مجھے تیزی سے لے جا رہی ہے کہ میلوں میل ایک آن میں میں طے کرتا جا رہا ہوں۔ اس وقت میرے ساتھیوں کو بھی دوڑنے کی ایسی ہی طاقت دی گئی مگر پھر بھی وہ مجھ سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ اور میرے پیچھے ہی جرمن فوج کے سپاہی میری گرفتاری کیلئے دوڑتے آرہے ہیں مگر شاندا ایک منٹ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ مجھے رویا میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ جرمن سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں چلتا چلا جاتا ہوں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ زمین میرے پاؤں کے نیچے سمٹتی چلی جا رہی ہے یہاں تک کہ میں ایک ایسے علاقہ میں پہنچا جو دامن کوہ کہلانے کا مستحق ہے۔ ہاں جس وقت جرمن فوج نے حملہ کیا ہے۔ رویا میں مجھے یاد آتا ہے کہ کسی سابق نبی کی کوئی پیشگوئی ہے یا خود میری کوئی پیشگوئی ہے اس میں اس واقعہ کی خبر پہلے سے دی گئی تھی اور تمام نقشہ بھی بتایا گیا تھا کہ جب وہ موعود اس مقام سے دوڑے گا تو اس طرح دوڑے گا۔ اور پھر فلاں جگہ جائیگا۔ چنانچہ رویا میں جہاں میں پہنچا ہوں وہ مقام اس پہلی پیشگوئی کے عین مطابق ہے۔ اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی میں اس امر کا بھی ذکر ہے کہ ایک خاص رستہ ہے جسے میں اختیار کرونگا۔ اور اس راستہ کے اختیار کرنے کی وجہ سے دنیا میں بہت اہم تغیرات ہونگے۔ اور دشمن مجھے گرفتار کرنے میں ناکام رہے گا۔ چنانچہ جب میں یہ خیال کرتا ہوں تو اس مقام پر مجھے کئی ایک پک ڈنڈیاں نظر آتی ہیں جن میں سے کوئی کسی طرف جاتی ہے اور کوئی کسی طرف۔ میں ان پک ڈنڈیوں کے بالمقابل دوڑتا چلا گیا ہوں تا معلوم کروں۔ کہ پیشگوئی کے مطابق مجھے کس راستہ پر جانا چاہیے۔ اور میں اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوں کہ مجھے تو یہ معلوم نہیں کہ میں نے کس راستہ سے جانا ہے۔ اور میرا کس راستہ سے جانا خدا کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ ایسا نہ ہو میں غلطی سے کوئی ایسا راستہ اختیار کر لوں۔ جس کا پیشگوئی میں ذکر نہیں۔ اس وقت میں اس سڑک کی طرف جا رہا ہوں جو سب کے آخر میں بائیں طرف ہے۔ اس وقت میں دیکھتا ہوں۔ کہ مجھ سے کچھ فاصلہ پر میرا ایک اور ساتھی ہے اور مجھے آواز دیکر کہتا ہے کہ اس سڑک پر نہیں۔ دوسری سڑک پر جائیں۔ اور میں اسکے کہنے پر اس سڑک کی طرف جو بہت دور ہٹ کر ہے واپس لوٹتا ہوں۔ وہ جس سڑک کی طرف مجھے آوازیں دے رہا ہے۔ انتہائی دائیں طرف ہے۔ اور جس سڑک کو میں نے اختیار کیا تھا وہ انتہائی بائیں طرف تھی۔ پس چونکہ میں انتہائی بائیں طرف تھا اور جس طرف وہ مجھے بلا رہا تھا۔ وہ انتہائی دائیں طرف تھی۔ اسلئے میں لوٹ کر اس سڑک کی طرف چلا۔ مگر جس وقت میں پیچھے کی طرف واپس ہٹا۔ ایسا معلوم ہوا کہ میں کسی زبردست طاقت کے قبضہ میں ہوں۔ اور اس زبردست طاقت نے مجھے پکڑ کر درمیان میں سے گزرنے والی ایک پک ڈنڈی پر چلا دیا۔ میرا ساتھی مجھے آوازیں دیتا چلا جاتا ہے کہ اس طرف نہیں، اس طرف۔ مگر میں اپنے آپکو بالکل بے بس پاتا ہوں۔ اور درمیانی پک ڈنڈی پر بھاگتا چلا جاتا ہوں۔ جب میں تھوڑی دور چلا تو مجھے وہ نشانات نظر آنے لگے۔ جو پیشگوئی میں بیان کئے گئے تھے۔ اور میں کہتا ہوں۔ میں اسی راستہ پر آ گیا جو خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں بیان فرمایا تھا۔ اس وقت رویا میں اسکی کچھ توجہ بھی کرتا ہوں کہ میں درمیانی پک ڈنڈی پر جو چلا ہوں تو اسکا کیا

مطلب ہے۔ چنانچہ جس وقت میری آنکھ کھلی معاً مجھے خیال آیا کہ دایاں اور بائیں راستہ جو رویا میں دکھایا گیا ہے۔ اس میں بائیں راستہ سے مراد خالص دنیوی کوششیں اور تدبیریں ہیں اور دائیں راستہ سے مراد خالص دینی طریق دعا اور عبادتیں وغیرہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ہماری جماعت کی ترقی درمیانی راستے پر چلنے سے ہوگی۔ یعنی کچھ تدبیریں اور کوششیں ہوگی اور کچھ دعائیں اور تقدیریں ہوگی۔ اور پھر یہ بھی میرے ذہن میں آیا کہ دیکھو قرآن شریف نے امت محمدیہ کو ائمہ و سبطاً قرار دیا ہے۔ اس وسطیٰ راستہ پر چلنے کے یہی معنی ہیں کہ یہ امت اسلام کا کامل نمونہ ہوگی۔ اور چھوٹی پک ڈنڈی کی تعبیر ہے کہ درمیانی راستہ گورست راستہ ہے مگر اس میں مشکلات بھی ہوتی ہیں۔

غرض میں اس راستہ پر چلنا شروع ہوا۔ اور مجھے یوں معلوم ہوا کہ دشمن بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ اتنی دور کہ نہ اس کے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے اور نہ اسکے آئینا کوئی امکان پایا جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی میرے ساتھیوں کے پیروں کی آہٹیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور وہ بھی بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ مگر میں دوڑتا چلا جاتا ہوں۔ اور زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹی چلی جا رہی ہے۔ اس وقت میں کہتا ہوں کہ اس واقعہ کے متعلق جو پیشگوئی تھی۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس راستہ کے بعد پانی آئینا اور اس پانی کو عبور کرنا بہت مشکل ہوگا۔ اس وقت میں رستے پر چلنا تو چلا جاتا ہوں۔ مگر ساتھ ہی کہتا ہوں۔ وہ پانی کہاں ہے؟ جب میں نے کہا وہ پانی کہاں ہے تو یکدم میں نے دیکھا کہ میں ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے پر کھڑا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس جھیل کے پار ہو جانا پیشگوئی کے مطابق ضروری ہے۔ میں نے اس وقت دیکھا کہ جھیل پر کچھ چیزیں تیر رہی ہیں۔ وہ ایسی لمبی ہیں جیسے سانپ ہوتے ہیں اور ایسی باریک اور ہلکی چیزوں سے بنی ہوئی ہیں جیسے پیسے وغیرہ کے گھونسلے نہایت باریک ٹنکوں کے ہوتے ہیں۔ وہ اوپر سے گول ہیں جیسے اژدھا کی پیٹھ ہوتی ہے اور رنگ ایسا ہے جیسے پیسے کے گھونسلے سے سفیدی، زردی اور خاکی رنگ ملا ہوا۔ وہ پانی پر تیر رہی ہیں۔ اور انکے اوپر کچھ لوگ سوار ہیں جو انکو چلا رہے ہیں۔

خواب میں میں سمجھتا ہوں۔ یہ بت پرست قوم ہے اور یہ چیزیں جن پر یہ لوگ سوار ہیں، انکے بت ہیں اور یہ سال میں ایک دفعہ اپنے بتوں کو نہلاتے ہیں اور اب بھی یہ لوگ اپنے بتوں کو نہلانے کی غرض سے مقررہ گھاٹ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ جب مجھے اور کوئی چیز پار لے جانے کیلئے نظر نہ آئی تو میں نے زور سے چھلانگ لگائی اور ایک بت پر سوار ہو گیا۔ تب میں نے سنا کہ بتوں کے پجاری زور زور سے مشرکانہ عقائد کا اظہار منتروں اور گیتوں کے ذریعہ سے کرنے لگے۔ اس پر میں نے دل میں کہا کہ اس وقت خاموش رہنا غیرت کے خلاف ہے اور بڑے زور زور سے میں نے توحید کی دعوت ان لوگوں کو دینی شروع کی اور شرک کی برائیاں بیان کرنے لگا۔ تقریر کرتے ہوئے مجھے یوں معلوم ہوا کہ میری زبان اردو نہیں بلکہ عربی ہے۔ چنانچہ میں عربی میں بول رہا ہوں۔ اور بڑے زور سے تقریر کر رہا ہوں۔ رویا میں ہی مجھے خیال آتا ہے کہ ان لوگوں کی زبان تو عربی نہیں۔ یہ میری باتیں کس طرح سمجھیں گے۔ مگر میں محسوس کرتا ہوں کہ گوانکی زبان کوئی اور ہے مگر یہ میری باتیں خوب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ میں اسی طرح انکے سامنے عربی میں تقریر کر رہا ہوں۔ اور تقریر کرتے کرتے بڑے زور سے ان کو کہتا ہوں کہ تمہارے یہ بت اس پانی میں غرق کیے جائیں گے۔ اور خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم کی جائے گی۔ ابھی میں یہ تقریر کر رہی رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ اسی کشتی نمابت والا جس پر میں سوار ہوں یا اسکے ساتھ کے بت والا بت پرستی کو چھوڑ کر میری باتوں پر ایمان لے آیا ہے۔ اور موحد ہو گیا ہے۔ اسکے بعد اثر بڑھنا شروع ہوا اور ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا۔ اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں شخص میری باتوں پر ایمان لانا مشرکانہ باتوں کو ترک کرتا اور مسلمان ہوتا چلا جاتا ہے۔ اتنے میں ہم جھیل پار کر کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ جب ہم جھیل کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ تو میں انکو حکم دیتا ہوں کہ ان بتوں کو جیسا کہ پیشگوئی میں بیان کیا گیا تھا۔ پانی میں غرق کر دیا جائے۔ اس پر جو لوگ موحد ہو چکے ہیں وہ بھی اور جو ابھی موحد تو نہیں ہوئے مگر ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔ میرے سامنے جاتے ہیں اور میرے حکم کی تعمیل میں اپنے بتوں کو جھیل میں غرق کر دیتے ہیں۔ اور میں خواب میں حیران ہوں کہ یہ تو کسی تیرنے والے مادے کے بنے ہوئے تھے۔ یہ اس آسانی سے جھیل کی تہ میں کس طرح چلے گئے۔ صرف پجاری پکڑ کر ان کو پانی میں غوطہ دیتے ہیں اور وہ پانی کی گہرائی میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اسکے بعد میں کھڑا ہو گیا اور پھر انہیں تبلیغ کرنے لگ گیا۔ کچھ لوگ تو ایمان لا چکے تھے۔

مگر باقی قوم جو ساحل پر تھی۔ ابھی ایمان نہیں لائی تھی۔ اسلئے میں نے انکو تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ یہ تبلیغ میں انکو عربی زبان میں ہی کرتا ہوں۔ جب میں انہیں تبلیغ کر رہا ہوں تاکہ وہ لوگ بھی اسلام لے آئیں تو یک دم میری حالت میں تغیر پیدا ہوتا ہے اور مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب میں نہیں بول رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہامی طور پر میری زبان پر باتیں جاری کی جا رہی ہیں جیسے خطبہ الہامیہ تھا۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوا۔ غرض میرا کلام اس وقت بند ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ میری زبان سے بولنا شروع ہو جاتا ہے۔ بولتے بولتے میں بڑے زور سے ایک شخص کو جو غالباً سب سے پہلے ایمان لایا تھا۔ غالباً کالفظ میں نے اسلئے کہا کہ مجھے یقین نہیں کہ وہی شخص پہلے ایمان لایا ہو۔ ہاں غالب گمان یہی ہے کہ وہی شخص پہلا ایمان لانے والا یا پہلے ایمان لانے والوں میں سے بااثر اور مفید وجود تھا۔ بہر حال میں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہے اور میں نے اس کا اسلامی نام عبدالشکور رکھا ہے۔ میں اسکو مخاطب کرتے ہوئے بڑے زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ پیشگوئیوں میں بیان کیا گیا ہے۔ میں اب آگے جاؤں گا۔ اسلئے اے عبدالشکور تجھ کو میں اس قوم میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ تیرا فرض ہوگا کہ میری واپسی تک اپنی قوم میں توحید کو قائم کرے اور شرک کو مٹا

دے اور تیرا فرض ہوگا کہ اپنی قوم کو اسلام کی تعلیم پر عامل بنائے۔ میں واپس آ کر تجھ سے حساب لوں گا۔ اور دیکھوں گا کہ تجھے میں نے جن فرائض کی سرانجام دہی کیلئے مقرر کیا ہے۔ ان کو تو نے کہاں تک ادا کیا ہے۔ اسکے بعد وہی الہامی حالت جاری رہتی ہے اور میں اسلام کی تعلیم کے اہم امور کی طرف اسے توجہ دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تیرا فرض ہوگا کہ ان لوگوں کو سکھائے کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اسکے بندہ اور رسول ہیں۔ اور کلمہ پڑھتا ہوں۔ اور اسکے سکھانے کا اسے حکم دیتا ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی اور آپ کی تعلیم پر عمل کرنے کی اور سب لوگوں کو اس ایمان کی طرف بلانے کی تلقین کرتا ہوں۔ جس وقت میں یہ تقریر کر رہا ہوں (جو خود الہامی ہے) یوں معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میری زبان سے بولنے کی توفیق دی ہے اور آپ فرماتے ہیں۔ ”اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“ اسکے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور آپ فرماتے ہیں۔ ”اَنَا الْمَسِيحُ الْمَوْعُودُ“ اسکے بعد میں انکو اپنی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت میری زبان پر جو فقرہ جاری ہوا۔ وہ یہ ہے۔ ”وَ اَنَا الْمَسِيحُ الْمَوْعُودُ مَبْنِيَّةً وَ خَلِيفَتُهُ“ اور میں بھی مسیح موعود ہوں۔ یعنی اس کا مثیل اور اس کا خلیفہ ہوں۔

تب خواب میں ہی مجھ پر ایک رعشہ کی ہی حالت طاری ہو جاتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا۔ اور اس کا کیا مطلب ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اسکے آگے جو الفاظ ہیں کہ مَبْنِيَّةً فِي اس کا نظیر ہوں۔ وَ خَلِيفَتُهُ اور اُس کا خلیفہ ہوں۔ یہ الفاظ اس سوال کو حل کر دیتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کے الہام کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ اس کے مطابق اور اسے پورا کرنے کیلئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اس کا مثیل ہونے اور اس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں بھی مسیح موعود ہی ہوں۔ کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اور اسکے اخلاق کو اپنے اندر لے لیگا۔ وہ ایک رنگ میں اس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا۔ پھر میں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں میں وہ ہوں جسکے ظہور کیلئے اُنیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ اور جب میں کہتا ہوں ”میں وہ ہوں جس کیلئے اُنیس سو سال سے کنواریاں اس سمندر کے کنارے پر انتظار کر رہی تھیں“ تو میں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان عورتیں اور جو سات یا نو ہیں۔ جنکے لباس صاف ستھرے ہیں دوڑتی ہوئی میری طرف آتی ہیں۔ مجھے السلام علیکم کہتی ہیں اور ان میں سے بعض برکت حاصل کرنے کیلئے میرے کپڑوں پر ہاتھ پھیرتی ہیں اور کہتی ہیں ”ہاں ہاں ہم تصدیق کرتی ہیں کہ ہم اُنیس سو سال سے آپ کا انتظار کر رہی تھیں“ اسکے بعد میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ میں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اُسکی دونوں چھاتیوں سے دودھ کیساتھ پلائے گئے تھے۔ روایا میں جو ایک سابق پیشگوئی کی طرف مجھے توجہ دلائی گئی تھی۔ اس میں یہ بھی خبر تھی کہ جب وہ موعود بھاگے گا۔ تو ایک ایسے علاقہ میں پہنچے گا جہاں ایک جھیل ہوگی اور جب وہ اس جھیل کو پار کر کے دوسری طرف جائے گا تو وہاں ایک قوم ہوگی جسکو وہ تبلیغ کریگا اور وہ اسکی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جائیگی۔ تب وہ دشمن جس سے وہ موعود بھاگے گا۔ اس قوم سے مطالبہ کریگی کہ اس شخص کو ہمارے حوالے کیا جائے مگر وہ قوم انکار کر دیگی اور کہے گی ہم لڑ کر مر جائیں گے مگر اسے تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔ چنانچہ خواب میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ جرمن قوم کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ تم انکو ہمارے حوالے کر دو۔ اس وقت میں خواب میں کہتا ہوں یہ تو بہت تھوڑے ہیں اور دشمن بہت زیادہ ہے مگر وہ قوم باوجود اسکے کہ ابھی ایک حصہ اس کا ایمان نہیں لایا۔ بڑے زور سے اعلان کرتی ہے کہ ہم گرنا انکو تمہارے حوالے کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ ہم لڑ کر فنا ہو جائیں گے مگر تمہارے اس مطالبہ کو تسلیم نہیں کریں گے تب میں کہتا ہوں۔ دیکھو وہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔ اسکے بعد میں پھر انکو ہدایتیں دیکر اور بار بار توحید قبول کرنے پر زور دیکر اور اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین کر کے آگے کسی اور مقام کی طرف روانہ ہو گیا ہوں۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس قوم میں سے اور لوگ بھی جلدی جلدی ایمان لانے والے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے میں اس شخص سے جسے میں نے اس قوم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ کہتا ہوں جب میں واپس آؤں گا تو اسے عبدالشکور میں دیکھوں گا۔ کہ تیری قوم شرک کو چھوڑ چکی ہے۔ موحد ہو چکی ہے۔ اور اسلام کے تمام احکام پر کار بند ہو چکی ہے۔“ (الموعود بحوالہ انوار العلوم جلد ۱ صفحات ۵۵۲ تا ۵۵۹)

**خواب دیکھنے کے بعد کے بیانات۔** خلیفہ ثانی صاحب ۶، ۵ جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی رات خواب دیکھنے کے بعد ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

(۶) ”لوگوں نے کہا اور بار بار کہا کہ آپ کی ان پیشگوئیوں کے بارے میں کیا رائے ہے مگر میری یہ حالت تھی کہ میں نے سنجیدگی سے ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کی بھی کوشش نہیں کی اس خیال سے کہ میرا نفس مجھے کوئی دھوکہ نہ دے اور میں اپنے متعلق کوئی ایسا خیال نہ کر لوں جو واقعہ کے خلاف ہو۔“ (الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء صفحہ ۵ کالم ۲)

قارئین کرام۔ خاکسار نے خواب دیکھنے سے پہلے خلیفہ ثانی صاحب کے جو بیانات درج کیے ہیں ان سے یہ بات باکل عیاں ہے کہ خواب دیکھنے کے بعد جس نفس سے بچنے کی خلیفہ ثانی صاحب بات کر رہے ہیں وہ نفس تو ان پر خلیفہ بننے کے بعد مکمل طور پر غلبہ پا چکا تھا اور ان میں یہ شدید خواہش پیدا کر چکا تھا کہ لوگ کسی طرح یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں کر دیں۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کیلئے آپ نے بیانات کے ذریعہ ہر قسم کا مواد (material) لوگوں کے آگے رکھ دیا تاکہ انہیں اس پیشگوئی کو آپ پر چسپاں کرنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہو۔

(۷) اسی خطبہ جمعہ میں آپ فرماتے ہیں۔ ”آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگو کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ

نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔“ (الفضل یکم فروری ۱۹۴۲ء صفحہ ۵۵ کا لم ۲)

جون ۱۹۳۷ء میں خلیفہ ثانی صاحب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو خط میں فرماتے ہیں کہ ”جہاں تک میں نے ان پیشگوئیوں پر غور کیا ہے تو نوے (۹۰) فیصدی باتیں میرے زمانہ خلافت کی کامیابیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔“ جنوری ۱۹۴۲ء میں خواب دیکھنے کے بعد دعویٰ کرتے وقت خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔ ”آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگو کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔“ قارئین کرام۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ خلیفہ ثانی صاحب کے ان دو متضاد بیانات میں سے کونسا سچا ہے اور کونسا جھوٹا؟

**خلیفہ ثانی صاحب کے بیانات کے پس پردہ اُنکی مخفی خواہش۔** خلیفہ ثانی کے متذکرہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود ہوش سنبھالتے ہی آپکے اعصاب پر سوار ہو گئی تھی۔ پھر خلیفہ ثانی بننے کے بعد ۱۹۴۲ء تک جماعتی خدمات اس رنگ میں سرانجام دیتے رہے تاکہ بعد ازاں ان کامیابیوں کی بنیاد پر لوگ انہیں انکے دعوے کے بغیر ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیدیں۔ اور عجیب بات ہے کہ جب شیطان کی آنت کی طرح ایک طویل اور مبہم خواب کی بنیاد پر دعویٰ مصلح موعود کرنے لگے تو فرماتے ہیں۔ ”آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگو کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔“ قارئین کرام۔ خلیفہ صاحب کے ان تمام بیانات کو یکجا کی طور پر دیکھ کر آپ خود اندازہ کر لیں کہ خلیفہ ثانی کے بیانات میں کتنا تضاد تھا اور یہ تضاد ہی اُنکے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹا ہونے کی چغلی کھا رہا ہے۔ دعویٰ مصلح موعود سے پہلے جس انسان کے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق ایسے وچار ہوں تو پھر ایسے انسان کا مندرجہ بالا خواب (بلی کو چھپڑوں کے خواب) کی طرح کا کوئی خواب دیکھ لینا نہ صرف ممکن ہے بلکہ وہ ایسا خواب ضرور دیکھے گا۔

مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

**خلیفہ ثانی صاحب کے خواب کی حقیقت۔** خلیفہ ثانی صاحب کی متذکرہ بالا خواب میں یا بقول اُنکے جو انہیں الہام ہوا تھا اس میں اس بات کا کوئی ایسا اشارہ تک بھی نہیں پایا جاتا جس سے یہ قطعی طور پر ظاہر ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعود کی دعا کی قبولیت کے نتیجے میں خواب بین کو موعود کی غلام بنایا ہے۔ یا کم از کم خواب میں خواب بین کا کوئی ایسا فعل ظاہر ہوا ہو جس سے پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ نے خواب بین کو محض اپنے فضل سے یا حضور کی دعا کے نتیجے میں بطور خاص موعود غلام کی بنیادی صفت ”زکی“ کے مطابق پاک اور نیک بنایا ہے۔ طویل خواب کا مطالعہ کرنے سے یہ ایک بے مقصد اور مہمل سی خواب لگتی ہے اور پھر خواب سے پہلے اور خواب کے بعد خلیفہ ثانی کے بیانات کا جائزہ لینے کے بعد قاری کو خواب کے نفسانی ہونے کا صرف شبہ ہی نہیں بلکہ اس کا قطعی یقین بھی ہو جاتا ہے۔

**جھوٹے ماہم کیلئے قرآن مجید میں وعید۔** اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کے ذکر میں فرماتا ہے۔

”وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۚ لَأَنزَلْنَا مِنْهُ لَقِطْعَةً مِّنَ الْوَيْتِينَ ۚ لَأَنزَلْنَا مِنْهُ لَقِطْعَةً مِّنَ الْوَيْتِينَ ۚ لَأَنزَلْنَا مِنْهُ لَقِطْعَةً مِّنَ الْوَيْتِينَ ۚ“ (سورۃ الحاقہ آیات ۲۵ تا ۲۸) ترجمہ۔ اور اگر یہ شخص (محمد ﷺ) ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا، تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ اور اس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

ان آیات الہی کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعود جھوٹے مدعی الہام کے متعلق فرماتے ہیں:-

”اسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح بیان ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس (۲۳) برس تک مہلت پاسکے ضرور ہلاک ہوگا۔“ (اربعین نمبر ۴، دسمبر ۱۹۰۰ء، بحوالہ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۴۳۴)

قارئین کرام۔ واضح رہے کہ صادقوں کو مخالفین اور کفار ایزیتیں دیا کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات اُنکے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور مصلحین شہید بھی ہوئے ہیں۔ لیکن دنیائے مذہب میں ہمیں کسی ایک صادق کی بھی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کفار کے ہاتھوں اُسکی شہ رگ قطع ہوئی ہو۔ جھوٹے مدعی الہام کی شہ رگ کا قطع ہو جانا اُسکے مفتزی ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کیلئے یہ سزا مقرر کر چھوڑی ہے اور اس سے کسی بھی متقی مسلمان کو مفر نہیں۔ اب قرآن مجید کی روشنی میں زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ خلیفہ ثانی نے حلف اٹھا کر جو دعویٰ مصلح موعود کیا تھا وہ دعویٰ قطعی طور پر ایک جھوٹا دعویٰ تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا خلیفہ ثانی صاحب مفتزی علی اللہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزا کی زد میں آئے تھے یا کہ نہیں؟ خاکسار یہاں عرض کرتا ہے کہ متذکرہ بالا قطع دین کا یہ قرآنی فرمان اپنی قہری تجلی کیساتھ خلیفہ ثانی کی ذات میں پورا ہوا اور تاریخ احمدیت میں یہ ایک ایسا منفرد واقعہ ہے جس سے کسی احمدی کیلئے انکار ممکن نہیں۔ خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے دس سال بعد یعنی دس (۱۰) مارچ ۱۹۵۴ء کے دن آیات مذکورہ بالا کی وعید جس طرح پوری ہوئی اُسکی تفصیل مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری مدیر ”الفرقان“ کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

**خليفة ثانی کی شہ رگ پر قاتلانہ حملہ**۔ ”مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۵۴ء بروز بدھ قریباً پونے چار بجے مسجد مبارک ربوہ میں نماز عصر پڑھا کر ہمارے امام ہمام حضرت امیر المؤمنین مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ واپس تشریف لے جا رہے تھے کہ محراب کے دروازہ پر چانک ایک اجنبی نوجوان (مُسَمَّیٰ عبد الحمید ولد منصب دار قوم جٹ چک نمبر ۲۲۰ بیج والا تھانہ صدر لاکپور (فیصل آباد) سابقہ وطن تھانہ کرتار پور تحصیل ضلع جالندھر) نے پیچھے سے جھپٹ کر آپ پر چاقو سے حملہ کر دیا۔ چاقو کا یہ وار حضور ایدہ اللہ بنصرہ کی گردن پر شہ رگ کے قریب دائیں طرف پڑا جس سے گہرا گھاؤ پڑ گیا۔ (در اصل چاقو کا یہ وار گردن پر شہ رگ کے قریب نہیں پڑا تھا بلکہ اس سے شہ رگ قطع ہو گئی تھی۔ اسکی تفصیل آگے آئے گی۔ **ناقل**) حملہ آور نے دوسرا وار بھی کیا مگر محمد اقبال صاحب محافظ کے درمیان میں آ جانے کے باعث اس مرتبہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی بجائے چاقو اسے جا لگا اور وہ زخمی ہو گیا۔ نمازیوں نے حملہ آور کو پکڑنے کی کوشش کی اور کافی جدوجہد کے بعد اسے قابو میں لایا گیا اور اس کوشش میں بعض دوسرے بھی زخمی ہوئے۔۔۔ حضرت امام جماعت احمدیہ زخم لگنے کے فوراً بعد بہتے خون کیساتھ چند احباب کے سہارے سے اپنے مکان میں تشریف لے گئے۔ خون کو ہاتھ سے روکنے کی پوری کوشش کے باوجود تمام راستہ میں اور سیڑھیوں پر خون مسلسل بہتا گیا، جس سے حضور کے تمام کپڑے، کوٹ، مفلر، سویٹر، قمیض، دو بنیا میں اور شلوار خون سے تر بہ تر ہو گئے۔ حضور کیساتھ چلنے والے بعض خدام کے کپڑوں پر بھی **مظلوم امام کے مقدس خون** کے قطرات گرے (خاکسار اَبوالعطا کے کوٹ، پاجامہ اور پگڑی پر بھی اس پاک خون کے قطرات پڑے ہیں) مکان پر پہنچ کر ابتدائی مرہم پٹی جناب ڈاکٹر صاحبزادہ منور احمد صاحب ایم بی بی ایس اور جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے کی۔ اور زخم کو صاف کر کے اور ٹانگے لگا کر سی دیے۔ ابتداء میں یہ خیال تھا کہ زخم پونہ انچ گہرا اور تین انچ چوڑا ہے۔ لیکن جب رات کو لاہور سے مشہور سرجن جناب ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب تشریف لائے اور انہوں نے زخم کی حالت دیکھ کر ضروری سمجھا کہ ٹانگے کھول کر پوری طرح نعا نہ کیا جائے تو معلوم ہوا کہ زخم بہت زیادہ خطرناک اور سوادِ پنج گہرا اور شاہ رگ کے بالکل قریب تک پہنچا ہوا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنی خداداد مہارت سے کام لے کر قریباً سوا گھنٹہ لگا کر زخم کا آپریشن کیا اور اندر کی شریانوں کا منہ بند کر کے باہر ٹانگے لگا دیئے۔۔۔“ (تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحات ۲۳۰ تا ۲۳۱)

**زخم شہ رگ کے قریب تھا یا کہ قطع وتین ہو گئی تھی؟** چاقو کا یہ زخم کافی لمبا اور گہرا تھا لیکن بعد ازاں دھیرے دھیرے یہ زخم وقت کیساتھ جلد مندمل ہوتا گیا۔ زخم کے مندمل ہونے کے باوجود خلیفہ صاحب ہمہ وقت بے چین رہتے تھے۔ حملہ کے ایک سال بعد انہوں نے اپنا مکمل چیک آپ کروانے کیلئے یورپ جانے کا فیصلہ کیا۔ بعد ازاں یورپ میں زیورچ، ہمبرگ اور لندن کے چوٹی کے سرجنوں نے ان کے زخم کا انتہائی جدید ایکس ریز کیساتھ تفصیلی معائنہ کیا۔ جیسا کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی کتاب کے درج ذیل حوالہ سے ظاہر ہے:-

"He was examined very thoroughly by top experts in Zurich, Hamburg and London with such assistance as could be drawn from X-ray impressions, etc., and the unanimous conclusion was that the point of the knife had broken at the jugular vein and was embedded in it. The expert advice was that no attempt should be made to extricate it as the risk to his life involved in any such operation was too serious to be worth taking." (Ahmadiyyat, the renaissance of Islam - page No 332 / Tabshir Publications/1978)

”تینوں بڑے شہروں زیورچ، ہمبرگ اور لندن کے ماہر سرجنوں کی ایکس ریز کے ذریعے اُن کا معائنہ کرنے کے بعد منفقہ رائے یہ تھی کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک ٹوٹ کر شہ رگ میں دھنس گئی ہے۔ ماہرین کی یہ رائے تھی کہ اگر ٹوٹی ہوئی نوک شہ رگ سے نکالنے کی کوشش کی گئی تو مریض کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔“

لہذا انہوں نے شہ رگ میں دھنسی ہوئی یہ چاقو کی نوک نہیں نکالی۔ بعد ازاں دن بدن خلیفہ ثانی کی صحت گرتی گئی۔ فالج بھی ہو گیا۔ شہ رگ پر حملے کے ۱۱ سال ۸ ماہ تکلیف میں گزار کر بالآخر ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو وہ فوت ہو گئے۔ آگے جانے سے پہلے رسالہ اربعین ہی سے حضرت مہدی مسیح موعود کا ایک اور ارشاد یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

”اور قرآن شریف میں صد ہا جگہ اس بات کو پاؤ گے کہ خدا تعالیٰ مفتی علی اللہ کو ہرگز سلامت نہیں چھوڑتا اور اسی دنیا میں اس کو سزا دیتا ہے اور ہلاک کرتا ہے۔“ (اربعین، بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۴۳۴)

جیسا کہ حضرت مہدی مسیح موعود فرماتے ہیں کہ کوئی بھی مفتی علی اللہ (جس کو داعی الہام) آنحضرت ﷺ کی طرح دعویٰ کے بعد تیس (۲۳) سال کا زمانہ نہیں پاسکتا۔ اسی طرح حضور یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ مفتی علی اللہ کو اللہ تعالیٰ نہ صرف ہلاک کرتا ہے بلکہ اسے سزا بھی دیتا ہے۔ اگر کوئی قادیانی احمدی یہ اعتراض کرے کہ خلیفہ ثانی اس حملے کے نتیجہ میں فوت نہیں ہوئے تھے؟ تو جواباً عرض ہے۔۔۔

(اولاً) اگر کسی جھوٹے شخص کی شرک کاٹ کر اللہ تعالیٰ اُسے موقعہ پر ہی ہلاک کر دے تو اس سے مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہموں کو جو وعید سنائی ہے اُسکی غرض و غایت پوری نہیں ہو سکتی۔ وہ اس طرح کہ جھوٹے ملہم کی ہلاکت (پیشک یہ ہلاکت شرک کے کٹنے سے ہی ہوئی ہو) کے بعد اُس کے مرید تو اُسے مظلوم امام یا شہید اور نہ جانے کیا کیا بناتے پھریں گے لہذا اس طرح ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایسے مفتزی کو نہ صرف تینیس (۲۳) سال سے کم عرصہ میں ہلاک کرے بلکہ اُسے اذیت ناک سزا بھی دے تاکہ اُسکے مرید اُسے شہید اعظم وغیرہ نہ بنا سکیں۔

(ثانیاً) خلیفہ ثانی صاحب اس حملہ کے فوراً بعد اگر ہلاک ہو جاتے تو پھر لوگوں کو کس طرح پیہ چل سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم کیلئے اپنی مقرر کردہ سزا کے مطابق اُسکی شرک قطع کر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت سے پردہ اٹھانے کیلئے خلیفہ ثانی کو موقعہ پر مرنے سے بچا کر اُنکے طبی معائینوں کے ذریعے قطع و تین کا یہ عبرت ناک ثبوت لوگوں کو دکھا دیا۔

قارئین کرام!۔۔۔ آپ سے سوال ہے کہ اگر خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود سچا تھا تو ۱۰ مارچ ۱۹۵۴ء کے دن اللہ تعالیٰ کی مدد اُنکے شامل حال کیوں نہ ہوئی اور کیوں جھوٹے ملہم کے متعلق اُسکی قطع و تین کا قرآنی فرمان اپنی قہری تجلی کیساتھ اُس کی ذات میں پورا ہوا۔۔۔؟؟؟؟؟؟

**خلیفہ ثانی صاحب کا خوش کن یا بد انجام**۔ اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے نتیجے میں پہلے خلیفہ ثانی صاحب پر قاتلانہ حملے کے نتیجے میں اُسکی شرک قطع ہو گئی۔ بعد ازاں وہ مفلوج ہو کر آہستہ آہستہ عبرت کا نشان بنتا چلا گیا۔ وہ دماغی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی اپنا بچ ہو کر کم و بیش دس سال بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑتا رہا۔ زندگی کے آخری دس سالوں میں جماعتی امور سے عملاً لاتعلق ہو چکا تھا۔ بطور یاد دہانی دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بیانات اور تاثرات میرے نہیں بلکہ خلیفہ ثانی صاحب کے اپنے ہیں جو آپ ہی کے جاری کردہ موقر روزنامہ الفضل میں شائع ہوئے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

(۱) ”مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اور اب میں پاخانہ پیشاب کیلئے بھی امداد کا محتاج ہوں و قد تم بھی چل نہیں سکتا۔“ (الفضل ۱۲۔ اپریل ۱۹۵۵)

(۱۱) ”۲۶ فروری کو مغرب کے قریب مجھ پر بائیں طرف فالج کا حملہ ہوا اور تھوڑے وقت کیلئے میں ہاتھ پاؤں سے معذور ہو گیا۔ دماغ کا عمل معطل ہو گیا اور دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔“ (الفضل ۲۶ اپریل ۱۹۵۵)

(۱۱۱) میں اس وقت بالکل بیکار ہوں۔ اور ایک منٹ نہیں سوچ سکتا۔“ (ایضاً)

اب خلاصہ عرض کرتا ہوں کہ قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلقہ بشارت الہامات کی روشنی میں یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی زینہ اولاد کو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے ویسے ہی باہر کر دیا تھا اور سنت اللہ کے مطابق حضور کا کوئی بھی لڑکا مصلح موعود نہیں ہو سکتا۔ جناب خلیفہ ثانی صاحب پیشگوئی مصلح موعود کیساتھ کیا کرتے ہیں؟

(۱) خلیفہ ثانی صاحب نے دسمبر ۱۹۴۴ء میں حلفاً جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کیا تھا۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟

(۲) ۱۰ مارچ ۱۹۵۴ء کو بوقت پونے چار بجے اُسکی شرک پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟

(۳) یورپ کے تین بڑے شہروں کے سرجنوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ دیا تھا کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک شرک میں دھنسی ہوئی ہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟

(۴) قطع و تین یعنی شرک کے کٹنے کے نتیجے میں وہ مفلوج ہو گئے تھے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟

(۵) قریباً دس سال تک بستر مرگ پر اپنا بچ ہو کر لیٹے رہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟

(۶) مرزا محمود احمد کے اپنے بیانات بھی کیا جھوٹ ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اس طرح مرزا محمود احمد کے بد انجام نے اُسکے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

(۷) خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے کے بارے میں ایک اور اہم ثبوت کے ضمن میں عرض ہے کہ خلیفہ صاحب کے بقول آپ کو ۱۹۴۲ء میں آپکے خوش کن اور بہترین انجام کے سلسلہ میں ایک الہام ہوا تھا۔ آپ لکھتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ اُس نے مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کاموں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام نہایت خوشکن ہوگا۔ چنانچہ ۱۹۴۲ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے

الہاماً فرمایا: مَوْتُ حَسَنِ مَوْتُ حَسَنِ فَبِي وَوَقْتُ حَسَنِ كِه حَسَنِ كِه مَوْتُ بَهْتَرِيْن مَوْتُ هُوْكَ اور ایسے وقت میں ہوگی جو بہترین ہوگا۔ اس الہام میں مجھے حسن کا بروز کہا گیا ہے

اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات کیساتھ تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام بہترین انجام ہوگا۔ اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی۔ فالحم للہ علی

ذالک۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۵۷۱)

قارئین کرام۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کے اپنے الہام کے مطابق کیا آپ کا انجام خوش کن اور بہترین انجام ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ جو ہر بات

پر قدرت اور طاقت رکھتا ہے نے خلیفہ ثانی کو خوش کن اور بہترین انجام کی بجائے بد انجام سے دوچار کر کے کیا اُنکے الہاموں کی حقیقت واضح نہیں کر دی؟ اور اس طرح جب خلیفہ ثانی صاحب کا اپنے انجام کے متعلق الہام نفسانی ثابت ہو گیا تو پھر آپکی خواب اور اس میں جو آپ کو الہام ہوا تھا اُس کا کیا اعتبار ہے؟؟؟۔ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

**بشیر ثانی یعنی بشیر الدین محمود احمد کا پیشگوئی مصلح موعود سے تعلق۔** جیسا کہ خاکسار پہلے بھی بیان کر چکا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی دو (۲) پیشگوئیوں پر مشتمل تھی۔ یعنی (۱) ایک ”وجیہ اور پاک لڑکا“ اور دوسرا (۲) ”زکی غلام“۔ اس الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں حضور کے ایک جسمانی لڑکے کی پیشگوئی بطور فرع (شاخ) شامل تھی مثلاً۔

”وجیہ اور پاک لڑکا“ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں لمبے سے وعدہ فرمایا تھا کہ ”وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت نسل ہوگا“۔ پیشگوئی مصلح موعود کے اس حصے کا مصداق (اولاً) حضور کا پہلا لڑکا بشیر احمد اول تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بشیر احمد اول کو وفات دے کر حضور کو اسکے مثیل کی بشارت دے دی۔ **بشیر احمد اول کی وفات کے بعد ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو بشیر ثانی یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش ہوئی۔ حضور نے بطور تفاعل اس کا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا اور اس طرح پیشگوئی مصلح موعود کا ”وجیہ اور پاک لڑکا“ سے متعلق حصہ بطور مثیل بشیر الدین محمود احمد کی طرف منتقل ہو گیا۔** خاکسار ان تمام حقائق کی پہلے وضاحت کر چکا ہے۔ لیکن خلیفہ ثانی صاحب نے دھاندلی کرتے ہوئے مصلح موعود کا دعویٰ کر کے (الہامی پیشگوئی کے ”وجیہ اور پاک لڑکا“ کے ضمنی حصے سے تجاوز کر کے) مین (main) پیشگوئی مصلح موعود پر عملاً قبضہ کر لیا۔ خاکسار نے اپنی کتاب (غلام مسیح الزماں) کے پہلے حصے ”الہامی پیشگوئی کا تجزیہ“ کے دوسرے باب جس کا عنوان غلام مسیح الزماں ہے میں کامل طور پر ثابت کیا ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد مثیل بشیر احمد اول تھے۔ اگر خلیفہ ثانی صاحب تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے اپنا دعویٰ مثیل بشیر احمد اول یعنی وجیہ اور پاک لڑکا تک محدود رکھتے تو وہ ”ولو تقول علینا“ کی گرفت میں ہرگز نہ آتے اور نہ ہی جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق فساد پیدا ہوتا۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ اگر انہوں نے مصلح موعود کا دعویٰ نہ کیا تو اُن کا ہزار سالہ خاندانی مذہبی حکومت کا خواب پورا نہیں ہوگا۔ لہذا میرے خیال میں انہوں نے جان بوجھ کر مصلح موعود (زکی غلام) کا دعویٰ کر کے اس الہامی پیشگوئی پر قبضہ جمایا اور یہی سنگین جرم اُنکی سزا کا موجب بنا۔ سیاست کی دنیا میں سیاسی پارٹیوں یا سیاسی لوگوں کی دھاندلیوں کا احوال تو لوگ سنتے رہتے ہیں اور پوچھنے پر یہ سیاسی لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم مذہبی یا روحانی لوگ نہیں بلکہ دنیا دار لوگ ہیں اور سیاست میں سب کچھ چلتا ہے۔ لیکن مذہبی تاریخ کا غالباً یہ پہلا واقعہ ہوگا کہ ایک شخص نے دیدہ و دانستہ ایک الہامی پیشگوئی میں دھاندلی کرتے ہوئے اپنے معینہ روحانی مقام سے تجاوز کر کے الہامی پیشگوئی مصلح موعود پر قبضہ کیا۔

قارئین کرام۔ ہو سکتا ہے باقی لوگوں کی طرح آپکے ذہن میں بھی یہ سوال پیدا ہو کہ اگر مرزا بشیر الدین محمود احمد کا دعویٰ مصلح موعود غلط تھا اور اُس نے الہامی پیشگوئی کے متعلق یہ جرم کیا تھا تو اُس نے بہت سارے جو کارنامے سر انجام دیئے ہیں اور جماعت کو جو ترقی دی تھی۔ اس مجرم کے ہاتھوں یہ کارنامے کیسے سر انجام پا گئے؟ جو باعرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق مرزا بشیر الدین محمود احمد کو بطور موعود وجیہ اور پاک لڑکا جو صلا حقیقتیں دی تھیں اُنکی وجہ سے اُنکی طویل قیادت کے دوران جماعت احمدیہ نے خاطر خواہ ترقی کی تھی۔ ثانیاً۔ اُنکے طویل دور خلافت میں جو جماعت احمدیہ کو ترقیاں نصیب ہوئی تھیں یہ ترقیاں اور کارنامے افراد جماعت کی اجتماعی کاوشوں کا نتیجہ تھیں۔ لیکن جب اُس نے ان اجتماعی جماعتی کامیابیوں کو بنیاد بنا کر ۱۹۴۳ء میں مصلح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تو پھر اُس نے اس جرم کی سزا بھی پائی۔ خلیفہ ثانی نے پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں جو زیادتی کی تھی خاکسار اسکی وضاحت ایک تمثیل کے رنگ میں کرتا ہے۔ ہم سبھی جانتے ہیں کہ عیسائیوں کا حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کا بیٹا تھا۔ حالانکہ حضرت مسیح ناصر نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا۔ فرض کریں کہ اگر نعوذ باللہ بشیر الدین محمود احمد کی طرح وہ نبی اور رسول ہونے کیساتھ ساتھ حلقاً یہ دعویٰ بھی کر لیتے کہ وہ ابن اللہ ہیں۔ تمام یہودی اُن کا یہ دعویٰ تسلیم بھی کر لیتے۔ وہ اپنے وقت میں یہودیت کو بہت ترقی بھی دیتے تو پھر کیا وہ اس طرح ابن اللہ بن جاتے؟ ہرگز نہیں۔ اگر حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کوئی ایسا دعویٰ کرتے تو اس حالت میں ہم مسلمان قرآن کریم کی روشنی میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوتے کہ اُن کا نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ تو سچا تھا لیکن اُنہوں نے ابن اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ لیکن حضرت مسیح ابن مریم نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا۔ ابن اللہ ہونے کا دعویٰ عیسائیوں نے جھوٹے طور پر اُنکی طرف منسوب کر رکھا ہے۔ لیکن خلیفہ ثانی صاحب کا معاملہ بالکل الٹ ہے۔ اُنہوں نے نہ صرف حلقاً جھوٹا دعویٰ کیا بلکہ جبراً افراد جماعت سے اپنے دعوے کو منوایا بھی ہے۔ یہاں پر کسی قاری کے ذہن میں ایک اور سوال بھی پیدا سکتا ہے وہ یہ کہ کیا اللہ تعالیٰ کا فضل یافتہ انسان کوئی جھوٹا دعویٰ بھی کر سکتا ہے۔ اس سوال کا مفصل جواب میں نے اپنے مضامین میں کئی جگہوں پر دیا ہے لیکن آپ اس سلسلہ میں میرے مضمون نمبر ۳۰ سبزا شہتار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ کا مطالعہ کریں۔ یہاں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ اس سوال کا جواب اللہ تعالیٰ نے سورہ عراف کی آیات نمبر ۱۷۶-۱۷۷ میں دیا ہوا ہے۔

اب تک جو پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ کیا گیا ہے اس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی چار یا آٹھ وجودوں کی بجائے دو (۲) وجودوں پر مشتمل تھی۔ ایک وجیہ اور پاک لڑکا اور ایک زکی غلام۔ اللہ تعالیٰ نے الہامی پیشگوئی میں موعود لڑکا سے متعلق حصے کا اولاً مصداق بشیر احمد اول کو بنایا لیکن پھر اپنی کسی مخفی حکمت کے

تحت یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضورؐ کی صلیبی اولاد اور افراد جماعت کی آزمائش کی خاطر اُسے وفات دے کر اور اسکے معنی کی بشارت کیساتھ الہامی پیشگوئی کے اس حصہ کو بشیر ثانی یعنی بشیر الدین محمود احمد کی طرف منتقل کر دیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے انہیں (مرزا محمود احمد کو) موعود لڑکا سے متعلقہ الہامی پیشگوئی کے ضمنی حصہ کا مصداق بھی بنایا ہے۔ واضح رہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۱ء کی الہامی پیشگوئی کی اولین اشاعت کے وقت حضورؐ نے پیشگوئی مصلح موعود میں بشارت دینے گئے دونوں وجودوں کو ایک وجود سمجھا تھا اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی میں لڑکے کے متعلق فرمایا ہے کہ **وہ لڑکا تیرے ہی ختم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا** لہذا آپ نے زکی غلام کو اپنا لڑکا سمجھتے ہوئے زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ دیا تھا۔ اور یہ سب کچھ ایک طویل الہامی پیشگوئی میں دو پیشگوئیوں کو ایک پیشگوئی سمجھنے کی وجہ سے ہوا تھا۔ جبکہ امر واقع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ زکی غلام یعنی مصلح موعود آپکا لڑکا ہرگز نہیں تھا اور نہ ہی وہ آپکے گھر میں پیدا ہوا۔ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں آئندہ زمانے میں جماعت احمدیہ میں حضرت مہدی و مسیح موعود کے ایک لڑکے کے ہاتھوں جو فتنہ و فساد پیدا ہونا تھا اس کا نہ حضرت مہدی و مسیح موعود کو اور نہ ہی آپکے کسی پیرو کار کو علم تھا۔ اس حقیقت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ و فساد کے تدارک اور متقی احمدیوں کی راہنمائی کیلئے زکی غلام (پسر موعود۔ مصلح موعود) کی بشارت نہ صرف اپنے برگزیدہ بندے کی نرینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بھی جاری رکھی بلکہ اپنے مبشر الہامی کلام میں اُسے مثیل مبارک احمد قرار دے کر اپنا یہ قطعی فیصلہ بھی صادر فرمادیا کہ یہ موعود زکی غلام مبارک احمد کے بعد پیدا ہوگا۔ اب اگر اللہ تعالیٰ کی رضا اور تقدیر میں یہ زکی غلام حضورؐ کا صلیبی لڑکا ہوتا تو مبارک احمد کے بعد آپکے گھر میں ضرور پیدا ہوتا؟ اللہ تعالیٰ کے اس قطعی فیصلہ کے بعد کسی سچے اور متقی احمدی کیلئے کوئی گنجائش نہیں ہے کہ وہ حضورؐ کے کسی لڑکے کے دعویٰ مصلح موعود پر توجہ بھی کرے۔ ایسے کسی دعویٰ کو سچا ماننے اور اسے قبول کرنے کی بات تو بہت دور کی ہے۔ مزید برآں یہ بھی وضاحت کی جا چکی ہے کہ فخر رسل اور قمر الانبیاء وغیرہ کے القابات صرف موعود زکی غلام یعنی روحانی پسر موعود کے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ جس احمدی کو اپنی رحمت کا نشان بناتے ہوئے موعود زکی غلام بنائے گا وہی فخر رسل اور قمر الانبیاء بھی ہوگا۔ پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اب تک جو کچھ لکھا جا چکا ہے پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں ہر معقول سوال کا جواب اس میں آ گیا ہے لیکن اسکے باوجود اگر کوئی متعصب اور روحانی بصیرت سے محروم احمدی پیشگوئی مصلح موعود سے متعلقہ ایسی کھلی کھلی حقیقت کو نہ ماننا چاہے تو میں اُسے زور سے منوانہیں سکتا۔

**اختتامی گذارشات۔** واضح رہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی نبی کے ذریعہ اُسکی اُمت یا جماعت کو آئندہ ظاہر ہوئی تو اُسے کسی موعود و وجود کی بشارت دے۔ بعد ازاں اگر ایسا ہو جائے کہ اُس نبی کی اُمت میں اس پیشگوئی کے بارے میں کوئی غلط فہمی پیدا ہو جائے تو پھر اُس پیشگوئی کا جب اصلی مصداق دنیا میں ظاہر ہوگا تو سب سے پہلے اُس مدعی کا کام یہ ہوگا کہ پیشگوئی کے سلسلہ میں اُمت میں پیدا شدہ غلط فہمی کو قطعی طور پر عقلی اور نقلی دلائل کے ذریعہ سے دور کرے۔ کسی مدعی کا ایسی غلط فہمی کو دور کرنا بھی دراصل اُسکے اپنے دعوے کا اثبات سمجھا جائیگا کیونکہ کسی پیشگوئی کے سلسلہ میں صدیوں سے پیدا شدہ غلط فہمی کو قرآن کریم کی روشنی میں دور کرنے کی صرف اُس پیشگوئی کے اصلی مصداق کو ہی توفیق مل سکتی ہے۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کی مسیح موعود کی پیشگوئی کے سلسلہ میں اُمت محمدیہ میں یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی کہ چونکہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صلیب سے بچا کر اپنی طرف اٹھالیا تھا اور اب حضور ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق وہی مسیح ابن مریم آسمان سے زندہ بحسب عنصری نزول فرما کر دنیا میں دین اسلام کو غالب کریں گے۔ حیات مسیح ابن مریم اور آپکا زندہ بحسب عنصری آسمان پر اٹھانے جانے کا عقیدہ بالکل غلط تھا لیکن مرد و زمانہ کیساتھ ساتھ یہ غلط عقیدہ آہستہ آہستہ مسلمانوں کے دل و دماغ میں راسخ ہوتا گیا۔ ایک صدی قبل جب آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کا اصلی مصداق اُمت میں ظاہر ہوا تو آپ نے سب سے پہلے قرآن کریم کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں حیات مسیح کے اس غلط عقیدے کا قلع قمع کر کے اپنے دعویٰ کیلئے راہ ہموار کی تھی اور آپ جانتے ہیں کہ یہ آپکے دعویٰ مصلح موعود کے سچا ہونے کی ایک بڑی نشانی تھی۔ سلطانی صاحب۔ آپ بھی پاکستان میں بطور مربی دعوت الی حق اور تبلیغ کا کام کرتے رہے ہیں۔ آپ کو علم ہوگا کہ جب کبھی کسی غیر احمدی نے آپ سے حضرت بانئے جماعت کے دعویٰ مصلح موعود کے سچا ہونے کی دلیل پوچھی ہوگی تو آپ نے سب سے پہلے حیات مسیح ابن مریم اور اُسکے زندہ بحسب عنصری آسمان پر اٹھانے جانے کے عقیدے کی تردید کیلئے اُسکے آگے قرآن کریم کی تیس آیات رکھی ہوگی۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کی طرف متوجہ کرنے کیلئے پہلے مسائل کے حیات مسیح کے غلط عقیدے کا باطلان ضروری ہے۔ آپ نے حضورؐ کے دعویٰ مصلح موعود کی صداقت کے ثبوت کے طور پر کبھی بھی مسائل کے آگے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے الہامات نہیں رکھے ہونگے کیونکہ آپ بھی اور سب لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ کسی مدعی کے الہامات اُسکے دعویٰ کے سچے ہونے کی دلیل یا حجت نہیں ہوا کرتے۔ جب مسائل وفات مسیح ابن مریم ناصر علیہ السلام کو تسلیم کر لے گا تو پھر اگلا مرحلہ صداقت مسیح موعود کا آئے گا اور اس ضمن میں آپ اُسکے آگے حضورؐ کی سچائی کے دیگر دلائل (بشمول الہامات وغیرہ) پیش کریں گے۔

(۲) دوسری گذارش یہ ہے کہ کسی پیشگوئی کے سلسلہ میں کسی اُمت یا جماعت میں اگر کوئی انسان (پیشگوئی کے سچے مصداق سے پہلے) غلط دعویٰ کرے اُس پیشگوئی کو اپنے اوپر چسپاں کر لے اور مزید برآں ذہنی تطہیر کیساتھ اپنے جھوٹے دعویٰ کو لوگوں کے دل و دماغ میں داخل کرنے کیساتھ ساتھ اپنے غلط دعوے کو اُنکی عادات میں بھی داخل کر دے تو

پھر جب پیشگوئی کا اصلی مصداق اللہ تعالیٰ سے رُوح القدس پا کر کھڑا ہوگا تو سب سے پہلے وہ اُمت یا جماعت میں پہلے سے موجود غلط دعویٰ کو قطعاً دلائل و براہین کیساتھ اس طرح جھٹلائے گا کہ اُسکے مقابلہ پر پوری اُمت یا جماعت بے بس ہو جائے گی۔ کسی پیشگوئی کے سلسلہ میں نئے مدعی کا اُمت یا جماعت میں پہلے سے موجود غلط دعویٰ کو از روئے قرآن کریم ثابت کر دینا بھی اُس مدعی کی سچائی کی ایک بڑی نشانی ہوگی کیونکہ ایسے حالات اور ایسے دلائل کسی جھوٹے مدعی کو ہرگز میسر نہیں ہو سکتے۔ پیشگوئی کے ضمن میں پہلے سے پیدا شدہ غلط دعویٰ یا عقیدہ کے جھٹلائے جانے کے بعد لوگوں کا حق ہوگا کہ وہ نئے مدعی سے اُسکی صداقت کے بارے میں سوال کریں اور وہ اپنی سچائی کے دلائل پیش کرے وغیرہ۔ اس عاجز کا جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے آج وہی رول (role) ہے جیسا کہ اُمت محمدیہ میں ایک صدی قبل پیشگوئی مسیح موعود کے حوالے سے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا رول تھا۔

(۳) سلطانی صاحب۔ ہو سکتا ہے آپ مجھے کہیں کہ میرے ایمان کے مطابق جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مصلح موعود نہیں تھے اور نہ ہی میں انہیں مصلح موعود مانتا ہوں۔ اس ضمن میں آپ سے جواباً گزارش ہے کہ آپ جامعہ احمدیہ میں جب پڑھتے تھے تو اس وقت بھی آپ خلیفہ ثانی صاحب کو مصلح موعود ماننے کیساتھ ساتھ یوم مصلح موعود بھی منایا کرتے ہونگے۔ جامعہ احمدیہ سے فراغت کے بعد آپ قریباً ۱۲ سال بطور مربی فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اس وقت بھی آپ خلیفہ ثانی صاحب کو مصلح موعود مانتے رہے ہونگے اور اس ضمن میں لوگوں کی ذہنی تطہیر کیلئے یوم مصلح موعود کے موقع پر تقاریر بھی کیا کرتے ہونگے۔ بعد ازاں غالباً ۱۹۹۹ء میں آپ نے اپنا وقف توڑ دیا لیکن اسکے بعد پھر آپ نے دو تین دفعہ معافی مانگ کر جماعت احمدیہ قادیان میں اپنی ملازمت پر دوبارہ واپس آنا چاہا لیکن آپکی معافی قبول نہ کی گئی۔ معافی قبول نہ ہونے کی یہ ساری کہانی خاکسار اپنے اگلے مضمون میں کھول کر بتائے گا۔ سلطانی صاحب۔ چونکہ آپ پندرہویں صدی ہجری کے مجدد ہونے کے دعویدار ہیں۔ اگر آپ سچے مجدد ہوتے تو اس ضمن میں آپ پر فرض تھا یا آپکی یہ ذمہ داری تھی کہ آپ نہ صرف ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کا تجزیہ کرتے بلکہ (پیشگوئی مسیح موعود کے ضمن میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی طرح) قرآن کریم اور موعود مصلح سے متعلقہ مبشر الہامات کی روشنی میں خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو بھی جھٹلاتے۔ یہ امر کہ مجدد صدی پانزدہم کیلئے الہامی پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ کر کے خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح کی حقیقت کو بے نقاب کرنا کیوں ضروری ہے؟ خاکسار انشاء اللہ تعالیٰ اسکی وضاحت اپنے اگلے مضمون میں کرے گا لیکن پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں آپکے علم کا جو حال ہے اس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ تجدیدی صلاحیت تو آپکے پاس سے بھی نہیں گزری ہے چہ جائیکہ آپ کوئی مجدد ہوں۔

(۴) خاکسار اپنے دعویٰ (موعود زکی غلام مسیح الزماں) کے ثبوت کے سلسلہ میں اپنے ایک الہامی نظریہ "Virtue is God" کی طرف آتا ہے۔ سلطانی صاحب۔ آپ دنیائے علم و حکمت کے آدمی نہیں ہیں اور آپ سے ایسے دقیق موضوع پر بات کرنا بظاہر بھینس کے آگے بن جانا ہے۔ آپ نہیں جانتے کہ دنیائے علم و حکمت میں نیکی اور علم کی کیا اہمیت ہے؟ واضح رہے کہ اب سے اڑھائی ہزار سال پہلے سقراط بنی نوع انسان کو نیکی علم ہے (Virtue is Knowledge) کا درس دے کر خاموش ہو گیا اور اُس نے آگے نیکی اور علم کے متعلق کچھ نہ بتایا کہ یہ نیکی اور علم کیا ہیں؟ میرے خیال میں شاید سقراط کا کام یہی تھا اور نیکی یا علم کی ماہیت کے آشکار ہونے کا ابھی وقت نہیں آیا تھا۔ سقراط کے بعد اُسکے شاگرد افلاطون (Plato-428/427 BC-348/347 BC) اور افلاطون کے بعد اُسکے شاگرد ارسطو (Aristotle-384 BC-322 BC) نے اپنے اپنے فہم اور اپنے اپنے رنگ میں نیکی کی ماہیت کے متعلق نظریات قائم کیے لیکن یہ دونوں عظیم مفکر کسی ایک نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ نیکی کی ماہیت کے متعلق دونوں کے نتائج نہ صرف مختلف بلکہ متضاد بھی تھے۔ صدیوں پر صدیاں گزرتی گئیں۔ ہر دور کے ذہین اور باصلاحیت انسان "نیکی کی ماہیت" کا عقدہ حل کرنے کیلئے اپنے طور پر طبع آزمائی کرتے رہے لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ میرے خیال میں ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد کے مطابق اس راز کا انکشاف شاید حضرت مہدی مسیح موعود کے موعود زکی غلام پر اُسکی سچائی ظاہر کرنے کیلئے بطور ایک ثبوت کے ہونا تھا۔ اس سلسلہ بیان میں ایک مایہ ناز اور فائق (preeminent) برطانوی مفکر ڈبلیو ٹیس (Walter Terence Stace) جو (۲۰) سال پرنسٹن یونیورسٹی (Princeton University) میں فلاسفی کے پروفیسر رہے اور اسی دوران وہ امریکن فیو سوفیکل ایسوسی ایشن (American Philosophical Association) کے صدر بھی رہ چکے ہیں لکھتے ہیں:-

"But as, for Socrates, the sole condition of virtue is knowledge, and as knowledge is just what can be imparted by teaching, it followed that virtue must be teachable. The only difficulty is to find the teacher, to find someone who knows the concept of virtue. What the concept of virtue is that is, thought Socrates, the precious piece of knowledge, which no philosopher has ever discovered and which, if it were only discovered, could at once be imparted by teaching, where upon men would at once become

virtuous." (A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace p.149)

(ترجمہ۔ لیکن جیسا کہ سقراط کیلئے نیکی کی تنہا شرط اس کا علم ہونا ہے اور جیسا کہ علم قطعاً ہے جس کو بذریعہ تعلیم سکھایا جاسکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی بھی قابلِ تعلیم ہونی چاہیے۔ مشکل صرف یہ ہے کہ کسی معلم کو ڈھونڈا جائے جو نیکی کے تصور کو جانتا ہو۔ نیکی کا وہ تصور جسے سقراط نے سوچا اور جو علم کا انمول جز ہے جس کو کسی مفکر نے آج تک دریافت نہیں کیا اور اگر کبھی وہ دریافت ہو گیا تو فوراً اُسے پڑھایا جائے گا اور اس طرح انسان فوراً نیک ہو جائیں گے۔)

یاد رکھیں کہ میری فہم و فراست کے مطابق اگر تمام مغربی فلسفہ (western philosophy) کو ایک پلڑے میں رکھ کر دوسرے پلڑے میں سقراط کا علمی نظریہ (نیکی علم ہے) رکھ دیا جائے تو یقیناً سقراط کا یہ علمی نظریہ سارے مغربی فلسفہ پر بھاری ہے۔ یہ نہ بھولیں کہ میں حضرت بانے جماعت علیہ السلام کا وہ موعود کی غلام ہوں جو الہی دربار سے علم و عرفان میں ڈگری یافتہ ہے۔ سلطانی صاحب تجھے میرے رب کی طاقتوں کی کہاں خبر؟ تجھے کیا علم کہ کن فیکون کی حقیقت کیا ہے؟ خاکسار نے اسی نیکی کی ماہیت کو جاننے کیلئے جسے سقراط نے علم کہا تھا جب ایک مبارک سجدہ میں اللہ تعالیٰ سے التجا کی اور اپنی التجا کو میں نے آنحضرت ﷺ اور حضرت مہدی مسیح موعود کی الہامی دعاؤں میں لپیٹ کر بارگاہِ ایزدی میں پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کی التجا کو قبول فرماتے ہوئے سقراطی علمی نظریہ ”نیکی علم ہے“ کی حقیقت مجھ پر کھول دی۔ پھر اسی دن شام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا کامل علم اور اپنا کامل عرفان مجھ پر علمی رنگ میں ایک نظریہ (Virtue is God) کی شکل میں الہام فرمایا۔ یہ صرف ایک عام نظریہ نہیں بلکہ ایک اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ (supreme ultimate universal theory) ہے اور اگر اسے اُم النظریات (mother of theories) کہا جائے تو بھی درست ہے۔ میرے ان الفاظ پر غور کرنا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟۔ یہ الہی نظریہ (Divine theory) ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود کی مرکزی علامات سے منضبط ہے اور یہی الہی نظریہ میرے موعود کی غلام مسیح الزماں ہونے کا علمی ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غلام کے متعلق فرماتا ہے۔ ”وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پڑ کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کر نیوالا ہوگا۔“ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) (دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلہند گرامی ارجمند۔ مظہر الاول و الآخر۔ مظہر الحق و العلاء کَانَ اللّٰهُ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔“ خاکسار کے دعویٰ اور اسکے ثبوت سے آگاہ ہونے کیلئے قارئین میری کتاب غلام مسیح الزماں کا مطالعہ فرمائیں۔ یہ کتاب دو (۲) حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ پیشگوئی مصلح موعود کے تجزیہ پر مشتمل ہے اور دوسرا حصہ پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت (الہی نظریہ) پر مشتمل ہے۔ آپ میرے الہی نظریہ (نیکی خدا ہے) کو بغور و فکر پڑھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ کیساتھ آئندہ کیا کیا علمی انقلابات وابستہ ہیں۔ یہ باتیں شاید آپ کے ذہن سے بالا ہیں۔ پہلے زمانوں میں مذہبی نظریات کو پھیلانے کیلئے مبلغین اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ کیا کرتے تھے اور اس تبلیغ کے نتیجے میں بعض لوگ اپنے مذہبی عقائد بدل بھی لیا کرتے تھے۔ لیکن اب تبلیغ کا رنگ بدل چکا ہے اور دنیا ایک نظریاتی دور میں داخل ہو چکی ہے۔ اب وقت کیساتھ ساتھ مذاہب علمی میدان میں آرہے ہیں۔ اور جس مذہب کا نظریہ دیگر علمی نظریات پر غالب آجائے گا انشاء اللہ تعالیٰ وہی مذہب دنیا میں غالب آئیگا۔ دین اسلام کے غلبے کا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ سے وعدہ فرمایا ہوا ہے (هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا وَكَوْكَرَةِ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (التوبہ۔ ۳۳/ الفتح۔ ۲۹/ الصف۔ ۱۰) وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے گو مشرکوں کو یہ بات بہت ہی بُری لگے۔

سلطانی صاحب۔ دین اسلام کا یہ غلبہ بھی علمی رنگ میں ظاہر ہوگا۔ میری بات کو پلے پاندھ لیں کہ یہی وہ الہی نظریہ ہے، یہی وہ آسمانی حربہ اور فتح اور ظفر کی کلید ہے جو آئندہ دین اسلام کی فتح اور غلبے کی وجہ بننے والی ہے۔ اگر آپ اس الہی نظریہ ”نیکی خدا ہے“ کو بغور و فکر پڑھیں گے تو آپ کو پیشگوئی مصلح موعود میں موعود کی غلام کی مذکورہ بالا ساری علمی نشانیاں اس میں مل جائیں گی۔ اگر آپ لوگوں نے میری سچائی کے اتنے بڑے علمی ثبوت کے آگے بھی اپنی آنکھیں بند کرنی ہیں تو پھر انتظار کرو اور دیکھو کہ اللہ تعالیٰ آگے کیا ظاہر فرماتا ہے؟۔

غیر کیا جانے کہ غیرت اُسکی کیا دکھلائے گی خود بتائے گا انہیں وہ یا بتلانے کے دن

(۵) حضرت مہدی مسیح موعود نے اپنی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرمایا ہے۔

”وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے وہ میل اتارنے والا پانی جس سے تمام شکوک دور ہو جاتے ہیں، وہ آئینہ جس سے اُس برتر ہستی کا درشن ہو جاتا ہے، خدا کا وہ مکالمہ اور مخاطبہ ہے جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں جس کی روح میں سچائی کی طلب ہے وہ اٹھے اور تلاش کرے۔“ (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۴۴۲)

اسی طرح حضور علیہ السلام اپنے رسالہ ”تجلیات الہیہ“ میں فرماتے ہیں۔

”اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔“ (تذکرہ صفحہ ۵۱۔

روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹)

حضور علیہ السلام نے اپنی اس پیشگوئی میں جس قسم کے علم کا ذکر فرمایا ہے وہ عرفان باری تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے ذریعے اپنے برگزیدہ بندے (مہدی و مسیح موعود) کیساتھ آپکے موعود کی غلام کو کامل علم و معرفت دینے کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ حضور کی مندرجہ بالا پیشگوئی میں علم و معرفت میں جس کمال کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ جماعت احمدیہ میں علم و معرفت میں کمال کی یہ خلعت صرف اور صرف موعود کی غلام جسے اللہ تعالیٰ نے فخر الرسل بھی فرمایا ہے کی قسمت میں لکھی گئی تھی۔ خاکسار نے ۱۹۹۷ء میں خلیفہ رابع کو بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں محمد ﷺ اور مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی دعاؤں کی قبولیت کے صدقے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ ”اب میں تجھے اپنی جناب میں رجسٹر کرتا ہوں اور میں تجھے علم دوں گا اور تو لوگوں کو لا جواب کر دے گا۔“ سلطانی صاحب۔ یہ علم و معرفت میں کمال ہی تو ہے جو اس عاجز کو الہامی نظریہ نیکی خدا ہے (Virtue is God) کے ذریعے بخشا گیا ہے۔ خاکسار کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کی حقیقت کا جو علم بخشا گیا ہے۔ اسکی روشنی میں خاکسار نہ صرف خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو جھٹلا چکا ہے بلکہ میدان میں کھڑے ہو کر مدت سے علم و معرفت میں مقابلہ کیلئے آپ سب کو بلارہا ہے۔

سلطانی صاحب۔ حضور فرماتے ہیں۔ ”کیا تم خدا کو بغیر خدا کی تجلی کے پاسکتے ہو۔؟“ (ایضاً ۴۳۳) آپ ہر روز نئے الہامات سنا سنا کر اپنے مریدوں کو متاثر کرتے رہتے ہیں۔ بقول حضور سچے مکالمہ و مخاطبہ الہیہ کے نتیجے میں ملہم کو کامل علم اور کامل عرفان حاصل ہوتا ہے۔ کیا آپکے مکالمہ و مخاطبہ الہیہ کے نتیجے میں آپکی علمی کیفیت میں بھی کوئی تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ اگر ایسی کوئی تبدیلی ہوئی ہے تو کیا آپ نے اپنے مریدوں کو اپنے الہامات کیساتھ ساتھ کامل علم و عرفان سے بھی کچھ حصہ دیا ہے؟ اور اگر نہیں تو فکر کریں کہ آپکے الہامات حدیث الرب کی بجائے کہیں حدیث النفس تو نہیں ہیں؟

(۶) پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق جناب سلطانی صاحب کا مضمون قارئین نے پڑھ لیا ہوگا۔ خاکسار نے اس مضمون کے شروع میں سلطانی صاحب کے مضمون پر تبصرہ بھی کر دیا ہے اور علاوہ اسکے پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ کرتے ہوئے اس حقیقت کو کلی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ حضرت بائے جماعت علیہ السلام کا کوئی صلیبی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا لہذا جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر بے بنیاد اور جھوٹا دعویٰ ہے۔ اُمید ہے اب میرے اس مضمون کو پڑھنے کے بعد قارئین کرام کو پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے تقابلی رنگ میں سلطانی صاحب کی علمی اور روحانی حالت کا بخوبی اندازہ ہو جائیگا۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلْغُ الْمُبِينُ۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں      کرگس کا جہاں اور ہے شاہین کا جہاں اور

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مِنْ اتَّبَعِ الْهُدَى

خاکسار

عبدالغفار جنبہ/کیل۔ جرنمی

موعود کی غلام مسیح الزماں (مجدد صدی پانزدہم)

۱۰ مئی ۲۰۱۲ء

☆☆☆☆☆☆☆☆